عمران سیریز
کوڈ باکس
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں!

معزز قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''کوڈ باکس'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میری ہمیشہ سے یہی کوشش رہی ہے کہ میں اپنے قارئین کو جاسوسی ادب کی ایسی جہتوں سے روشناس کراؤں جن پر آج تک نہیں لکھا گیا ہے۔ یہ ناول اپنی نوعیت کے اعتبار سے نہ صرف انتہائی دلچسپ بلکہ انتہائی انفرادیت کا حامل ہے جسے پڑھتے ہوئے آپ اس کے ایک ایک لفظ پر دادِ تحسین دینے پر مجبور ہو جائیں گے اور مجھے یقین ہے کہ آپ کو یہ نئے اور خصوصی انداز میں لکھا ہوا ناول بے حد پسند آئے گا اور آپ مجھے خط لکھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ آپ یقیناً ناول پڑھنے کے لئے بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن اس سے پہلے اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیں جو کسی بھی طرح دلچسپی کے لحاظ سے کم نہیں ہیں۔

چیچہ وطنی سے راحیل عباس لکھتے ہیں۔ آپ چیچہ وطنی کے قارئین کے خطوط کا جواب نہیں دیتے۔ اگرچہ چیچہ وطنی کے قارئین بھی آپ سے اتنی ہی محبت کرتے ہیں جتنی ملک کے دوسرے شہروں کے قارئین۔ ہمیں ہر ماہ آپ کے نئے ناول کا انتظار رہتا ہے اور جیسے ہی ناول مارکیٹ میں آتا ہے ہم اسے خرید کر پڑھتے ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ آپ جیسا عظیم جاسوسی ناولوں کا ادیب

ہمارے قریبی شہر ملتان سے تعلق رکھتا ہے۔

محترم راحیل عباس صاحب۔ آپ کے خط کا جواب حاضر ہے۔ آپ نے میرے لئے جن جذبات اور خیالات کا اظہار کیا ہے ان کے لئے میں آپ کا دل سے مشکور ہوں۔ مجھے چیچہ وطنی تو کیا پورے ملک بلکہ بیرون ملک کے قارئین بھی ایک جیسے ہی عزیز ہیں۔ اب تک کے شائع ہونے والے ناولوں میں تقریباً پاکستان کے ہر چھوٹے بڑے شہر کے قاری کا کبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی خط ضرور شائع ہو چکا ہے۔ ان میں ایسے خطوط بھی شامل ہیں جو بیرون ملک سے قارئین ارسال کرتے ہیں۔ بہرحال اپنا خط اور اس کا جواب دیکھ کر امید ہے کہ آپ کا گلہ دور ہو گیا ہو گا۔

ڈیرہ اسماعیل خان سے حامد اشرف لکھتے ہیں۔ میں آپ کے ناولوں کا شیدائی ہوں۔ جب تک میں آپ کا ہر نیا ناول پڑھ نہ لوں اس وقت تک مجھے سکون ہی نہیں آتا۔ مجھے آپ کے وہ ناول زیادہ پسند ہیں جن میں آپ نے معاشرے کے تاریک پہلوؤں سے نقاب اٹھایا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ بھی ہم سب قارئین کو معاشرے کے ایسے ہی تاریک پہلوؤں سے روشناس کراتے رہیں گے تاکہ ہم سب مل کر اپنی جدوجہد سے ان تاریکیوں کے خلاف جہاد عظیم کر سکیں۔

محترم حامد اشرف صاحب۔ سب سے پہلے میں آپ کا خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یاد رکھیں تاریکیاں اس وقت چھٹ جاتی ہیں جب ہم اپنی جدوجہد، محنت اور جذبہ ایمانی کے چراغ ان تاریکیوں میں روشن کرتے ہیں۔ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ ہم سب محنت، دیانت داری اور خلوص کے ساتھ ساتھ جذبہ ایمانی کو بروئے کار لا کر اپنے پیارے ملک کے ہر تاریک کونے کو روشن کرنے کی جستجو کرتے رہتے ہیں اور کرتے رہنا چاہئے۔ انشاء اللہ ایک دن ایسا بھی آئے گا جب ہمارے پیارے وطن سے تاریکیاں ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گی اور آپ جیسے نوجوان بلکہ ہر پاکستانی اپنی کاوشوں سے اس ملک کو روز روشن کی طرح جگمگاتا ہوا بنا دے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کراچی سے خادم حسین لکھتے ہیں۔ یوں تو آپ کے تمام ناول ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہوتے ہیں لیکن چند ناول ایسے ہیں جو واقعی اپنی مثال آپ ہیں۔ خاص طور پر وہ ناول جو آپ اسرائیل کے خلاف لکھتے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی یہودیوں کے خلاف ان کی سازشوں کو سبوتاژ کرنے کے لئے جس طرح سروں پر کفن باندھ کر نکلتے ہیں اور ان کے خلاف کارروائیاں کرتے ہیں وہ واقعی بے حد متاثر کن لمحات ہوتے ہیں۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی آسانی سے میک اپ کیسے کر لیتے ہیں۔ حالانکہ ہر انسان کا میک اپ کرنا ایک انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ ہر انسان کے چہرے کے خدوخال ایک جیسے نہیں ہوتے

اور پھر ان کے قد کاٹھ میں بھی تو فرق ہوتا ہے۔

محترم خادم حسین صاحب۔ آپ کا خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک میک اپ کا تعلق ہے تو اس کے لئے عرض کروں گا کہ میک اپ کا فن اب اس قدر ترقی کر چکا ہے کہ چہرے کے خدوخال تو ایک طرف دبلے پتلے آدمی کو آسانی سے بھاری آدمی اور بھاری جسامت والے آدمی کو آسانی سے میک اپ کے ذریعے دبلا بنایا جا سکتا ہے اور ویسے بھی عمران جدید ترین ایجادات سے نہ صرف باخبر رہتا ہے بلکہ انہیں استعمال بھی کرتا رہتا ہے اس لئے اس کے لئے اور اس کے ساتھیوں کے لئے میک اپ کر کے کوئی بھی روپ بدلنا بھلا کیا مشکل ہو سکتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

صفدر اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک مقامی رسالہ دیکھنے میں مصروف تھا کہ کال بیل کی آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

''اس وقت کون آ گیا ہے''...... صفدر نے رسالہ بند کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''کون ہے''...... صفدر نے سائیڈ پر لگے ہوئے ڈور فون کا بٹن پریس کر کے کہا۔

''جولیا اور صالحہ''...... باہر سے جولیا کی آواز سنائی دی تو صفدر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ جولیا اور صالحہ کا ایک ساتھ آنا اس کے لئے حیرت کا باعث تھا۔ وہ دونوں کبھی ایک ساتھ اس کے فلیٹ پر نہیں آئی تھیں۔ بہرحال اس نے دروازہ کھولا تو باہر واقعی جولیا اور صالحہ موجود تھیں۔

''آئیں''...... صفدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو جولیا اور صالحہ ایک دوسرے کے پیچھے چلتی ہوئیں اندر داخل ہوگئیں تو صفدر

نے دروازہ بند کر دیا۔

"آج آپ دونوں اکٹھی کیسے نظر آ رہی ہیں"...... ڈرائینگ روم میں پہنچ کر اور سلام و دعا کے بعد صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم دونوں شاپنگ کرنے نکلی تھیں۔ شاپنگ کر کے ہم اس راستے سے گزر رہی تھیں تو سوچا کہ تم سے ملے ہوئے کافی دن ہو گئے ہیں تو چلو تم سے ملتے ہی جائیں"...... جولیا نے کہا۔

"اچھا کیا جو آپ یہاں آ گئیں ورنہ میں بھی اکیلا بور ہو رہا تھا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے لئے کہہ رہے ہو یا صالحہ کے لئے"...... جولیا نے مسکرا کر کہا تو صفدر کے ساتھ صالحہ بھی بے اختیار مسکرا دی۔

"آپ دونوں کے لئے ہی کہہ رہا ہوں"...... صفدر نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔ صفدر نے ریفریجریٹر میں سے جوس کے تین ٹن نکال کر ان دونوں کے ساتھ ساتھ ایک اپنے سامنے رکھا اور پھر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کر لی شاپنگ یا ابھی کرنی ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"کر لی ہے۔ اب چھوٹا موٹا سامان لینا ہے وہ واپسی پر لے لیں گی"...... صالحہ نے کہا۔

"لگتا ہے شاپنگ کا سامان کار میں ہی چھوڑ آئی ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ شاپنگ کا سامان ہے شادی کا تو نہیں جو لا کر نہیں بھی دکھایا جاتا"...... جولیا نے کہا تو صالحہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ صفدر بھی مسکرا دیا۔

"جوس پئیں"...... صفدر نے کہا۔

"ہم یہاں تم سے ملنے آئی ہیں اور تم نے ہمارے سامنے جوس کے ٹن لا کر رکھ دیئے ہیں۔ کیا ہمیں صرف جوس پر ہی ٹرخا دو گے"...... جولیا نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ حکم کریں۔ کیا پسند کریں گی آپ۔ میں وہی منگوا لیتا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"میں نے کیا حکم کرنا ہے۔ ایک بہن تو بھائی سے درخواست ہی کر سکتی ہے۔ حکم چلانے کا حق تو بیوی کو ہوتا ہے کیوں صالحہ"...... جولیا نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو اس بار صالحہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"آپ کہتی ہیں تو میں مان لیتی ہوں"...... صالحہ نے بھی شرارت سے کہا تو صفدر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"لگتا ہے۔ آپ دونوں یہاں میری کھنچائی کرنے کے لئے آئی ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تمہیں اگر ہمارا مذاق کرنا اچھا نہیں لگ رہا تو آئی ایم سوری"...... جولیا نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ اس میں سوری کرنے والی کون سی بات ہے"۔

صفدر نے بوکھلا کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صفدر نے قریب پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''صفدر بول رہا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''تنویر بول رہا ہوں۔ کیا مس جولیا تمہارے فلیٹ میں ہیں''۔ دوسری طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ یہاں ہوسکتی ہیں''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے ان کے فلیٹ میں فون کیا تھا لیکن انہوں نے فون رسیو نہیں کیا تھا اس لئے میرا اندازہ تھا کہ ہوسکتا ہے کہ وہ تمہاری طرف ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''کیا اب تم ان سے بات کرنا چاہتے ہو''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہاں''...... تنویر نے کہا تو صفدر نے رسیور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

''تنویر کا فون ہے''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ صفدر نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''تنویر بول رہا ہوں''...... تنویر کی آواز سنائی دی۔

''یس تنویر۔ کوئی خاص بات''...... جولیا نے کہا۔

''آپ اپنے فلیٹ میں واپس کب جائیں گی''...... تنویر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''جب تم کہو پہنچ جاؤں گی۔ لیکن مسئلہ کیا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کے ہاتھوں کی بنی ہوئی کافی پینی تھی''...... دوسری طرف سے تنویر نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

''صرف کافی ہی پینی ہے تو پھر صفدر کے فلیٹ میں آ جاؤ۔ یہاں بھی کافی مل سکتی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اوکے۔ یہ ٹھیک ہے۔ میں پہنچ رہا ہوں''...... تنویر نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''لگتا ہے تنویر آپ سے کوئی خاص بات کرنا چاہتا ہے''۔ صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ اس کا انداز تو ایسا ہی تھا۔ لیکن وہ مجھے کیا بتانا چاہتا ہے''...... جولیا نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ وہ اس بار آپ سے دست بدست التجا کرنا چاہتا ہو کہ اس کے لئے آپ کے دل میں جو کچھ بھی ہے اسے بتا دیں تاکہ اس کے بے قرار دل کو سکون میسر آ سکے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا ہنس پڑی۔

''نہیں۔ وہ ایسی بات نہیں کرے گا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ

میں ایسی باتیں پسند نہیں کرتی“...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

”تب پھر شاید اس کے ہاتھ کسی کیس کا کوئی سرا لگ گیا ہو اور وہ اس سلسلے میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہو“...... صالحہ نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

”کیس کا سرا۔ کیا مطلب“...... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ ہر کیس کی شروعات کسی نہ کسی سرے سے ہوتی ہے۔ اچانک ہی کوئی ایسی بات سامنے آ جاتی ہے جو بظاہر بے معنی اور نارمل معلوم ہوتی ہے لیکن جب اس سے منسلک کوئی کلیو سامنے آتا ہے تو نارمل اور بے معنی باتیں بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہو جاتی ہیں اور چھوٹا سا کلیو کسی بڑے کیس کی طرف اشارہ کرنا شروع کر دیتا ہے جس کے تانے بانے ملک دشمن عناصر سے بھی جا ملتے ہیں اور ملک کے خلاف ہونے والی بڑی اور بھیانک سازش سے بھی“...... صالحہ نے کہا۔

”تو تمہارا خیال ہے کہ تنویر، مس جولیا سے کسی کیس کے سلسلے میں بات کرنے کے لئے یہاں آ رہا ہے“...... صفدر نے کہا۔

”ضروری نہیں ہے کہ میری ہی بات درست ہو۔ کوئی اور بھی وجہ ہو سکتی ہے لیکن میری چھٹی حس یہی کہہ رہی ہے کہ تنویر کے پاس ہمارے لئے کسی کیس کے حوالے سے ہی کوئی نیوز ہے“۔ صالحہ نے کہا۔

”کیا ہو سکتی ہے وہ نیوز“...... جولیا نے حیرت سے کہا۔

”مجھے اس کا اندازہ تو نہیں ہے لیکن بہرحال وہ آپ سے ضرور کسی کیس کے سلسلے میں ہی بات کرنا چاہتا ہے اور آپ جانتی ہیں کہ میرا اندازہ بہت کم غلط ہوتا ہے“...... صالحہ نے مسکرا کر کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے کال بیل بج اٹھی تو وہ خاموش ہو گئے۔

”تنویر ہے۔ میں کھولتا ہوں دروازہ“...... صفدر نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو باہر تنویر موجود تھا۔ سلام دعا کے بعد وہ دونوں ڈرائینگ روم میں آ گئے۔

”اچھا تو مس جولیا کے ساتھ مس صالحہ بھی موجود ہیں۔ مطلب ہے کہ ڈبل مس“...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہاں ایک مسٹر کی کمی تھی جو تم نے آ کر پوری کر دی ہے۔ ڈبل مس اور تم دونوں مل کر ڈبل مسٹر“...... صالحہ نے مسکرا کر کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”تم دونوں بیٹھو۔ میں کافی بنا کر لاتی ہوں“...... جولیا نے کہا۔

”میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں“...... صالحہ نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ دونوں اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئیں۔ صفدر اور تنویر ایک دوسرے کے پاس بیٹھ گئے۔

”کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے کیا“...... صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ ایک اہم بات سامنے آئی ہے۔ میں ملٹری انٹیلی جنس کے آفس میں اپنے ایک دوست سیکشن آفیسر کیپٹن رضوان سے ملنے گیا تھا۔ باتوں باتوں میں کیپٹن رضوان نے مجھے ایک سائنس دان ڈاکٹر کاظم کے بارے میں بتایا جو طویل عرصہ تک ناراک کی سپیشل لیبارٹری میں کام کرتا رہا تھا لیکن پھر اچانک وہ وہاں سے غائب ہو گیا۔ اطلاع کے مطابق لیبارٹری سے وہ ایکریمیا کا ایک اہم اور انتہائی خفیہ فارمولا جو ریڈ کلر کے ایک کوڈ باکس میں موجود ہے اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ ایکریمین حکومت نے ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن اس کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ اس سلسلے میں ایکریمین حکومت نے پاکیشیائی حکومت کو ایک مراسلہ بھی ارسال کیا تھا کہ اگر ڈاکٹر کاظم پاکیشیا میں موجود ہے تو اسے ٹریس کیا جائے اور وہ ناراک کی سپیشل لیبارٹری سے جو کوڈ باکس چوری کر کے لایا ہے وہ ایکریمیا کو واپس کیا جائے۔ ملٹری انٹیلی جنس نے حکومت کے کہنے پر ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ملٹری انٹیلی جنس لاکھ کوششوں کے باوجود ڈاکٹر کاظم کو تلاش نہیں کر سکی ہے۔ مجھے شاید کیپٹن رضوان کی باتوں میں دلچسپی نہ ہوتی لیکن جب اس نے مجھے بتایا کہ ڈاکٹر کاظم ناراک سے جو کوڈ باکس لایا ہے وہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے جس کے غائب ہونے سے ایکریمیا کے اعلیٰ حکام کی نیندیں حرام ہوگئی ہیں۔ کیپٹن رضوان کے کہنے کے مطابق اس کوڈ باکس میں صرف فارمولا ہی نہیں ہے بلکہ

اس باکس میں ایک ایسی بلاسٹنگ ریز گن بھی موجود ہے جسے کوڈ میں بی آر جی کہا جاتا ہے اور بی آر جی انتہائی طاقتور اور خطرناک گن ہے اور اس گن سے نکلنے والی ریز کسی طاقتور ایٹمی میزائل سے کم نہیں ہے۔ ایٹمی میزائل کی بجائے اگر اس گن سے ریز فائر کر دی جائے تو اس سے ایٹمی میزائل سے پھیلنے والی تباہی سے کہیں زیادہ تباہی پھیل سکتی ہے بی آر جی کے ساتھ اس گن کا مکمل فارمولا بھی موجود ہے اور وہ کوڈ باکس واپس حاصل کرنے کے لئے ایکریمیا کا بس نہیں چل رہا کہ وہ ڈاکٹر کاظم کو زمین کی تہہ سے بھی کھود نکالے البتہ یہ بھی معلوم ہوا کوڈ باکس میں بلاسٹنگ ڈیوائس نصب ہے جو باکس کو غلط طریقے سے کھولنے پر بلاسٹ ہو جائے گی اور باکس کے ساتھ ساتھ باکس کھولنے والے کے بھی ٹکڑے ہو جائیں گے''...... تنویر نے کہا۔

''کیپٹن رضوان کو اس بات کا کیسے علم ہوا کہ ڈاکٹر کاظم نے سپیشل لیبارٹری سے جو کوڈ باکس چوری کیا ہے اس میں بی آر جی اور اس کا فارمولا موجود ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس نے اپنے ذرائع سے یہ ساری معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ میرا دوست ہے لیکن وہ جس ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتا ہے اس ڈیپارٹمنٹ کا کوئی بھی راز کسی سے شیئر نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے اس نے میرے لاکھ پوچھنے کے باوجود یہ نہیں بتایا کہ یہ

ساری معلومات اس نے کہاں سے حاصل کی ہیں''...... تنویر نے جواب دیا۔

''اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ سائنس دان پاکیشیائی ہے اور وہ ایکریمیا کا کوئی راز چوری کر کے لئے آیا ہے اور اس کی تلاش ملٹری انٹیلی جنس کے سپرد کی گئی ہے تو پھر ہم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ ہم چیف سے بات کریں وہ اجازت دے تو اس سائنس دان کو ہم ٹریس کرنے کی کوشش کریں''...... تنویر نے کہا۔

''کیوں۔ تم اس معاملے میں دلچسپی کیوں لے رہے ہو''۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا تجسس بی آر گن کے لئے ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ ایک چھوٹے سے باکس میں ایسی کون سی بلاسٹنگ ریز گن ہو سکتی ہے جس کی طاقت کسی ایٹمی میزائل سے بھی زیادہ ہے۔ اگر یہ گن اور اس کا فارمولا پاکیشیا کو مل جائے تو پاکیشیا کی دفاعی طاقت میں ہزاروں گنا اضافہ ہو سکتا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر کاظم کوڈ باکس اسی مقصد کے لئے وہاں سے چوری کر کے لایا ہو کہ اسے پاکیشیا کے حوالے کیا جا سکے''۔ صفدر نے کہا۔

''اگر ایسا ہوتا تو اسے یہاں آتے ہی سب سے پہلے یہی کام

کرنا چاہئے تھا۔ کوڈ باکس فوری طور پر اعلیٰ حکام کے حوالے کر دینا چاہئے تھا۔ لیکن وہ کوڈ باکس سمیت غائب ہے''...... تنویر نے کہا۔

''اس بات کی خبر کیسے ملی ہے کہ ڈاکٹر کاظم پاکیشیا میں ہی موجود ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اس بات کی خبر ایکریمین انٹیلی جنس نے ہی دی تھی اور جب پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس نے تحقیقات کیں تو انہیں بھی ایسے ہی ثبوت ملے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ واقعی ڈاکٹر کاظم ایکریمیا سے فرار ہو کر پاکیشیا پہنچا ہے۔ وہ میک اپ میں آیا تھا۔ ایئر پورٹ پر موجود سی ٹی وی کیمروں کی فوٹیج سے اس کی ایک خاص عادت کی وجہ سے اسے پہچان لیا گیا تھا۔ ایئر پورٹ سے نکلتے ہی اس نے اپنا حلیہ بدل لیا تھا اور اس کے بعد وہ ایسا غائب ہوا کہ ابھی تک اس کا کچھ پتہ ہی نہیں چلا''...... تنویر نے کہا۔

''کب پہنچا تھا وہ پاکیشیا''...... صفدر نے پوچھا۔

''ایک ہفتہ پہلے''...... تنویر نے جواب دیا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی۔ اسی لمحے صالحہ اور جولیا ٹرالی دھکیلتی ہوئیں واپس آ گئیں اور انہوں نے کافی کی بجائے چائے کے برتن اور دیگر لوازمات کی پلیٹیں میز پر رکھنا شروع کر دیں۔

''کیا بات ہے تنویر۔ تمہارے چہرے پر جوش کے ساتھ ساتھ الجھن کے تاثرات بھی نمایاں ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہے''۔ جولیا نے پوچھا۔

''ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے۔ میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ چیف سے اس پر بات کی جائے لیکن آپ تو جانتی ہیں کہ میں ڈائریکٹ چیف سے بات نہیں کر سکتا اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے بات کی جائے اور پھر آپ خود چیف سے بات کریں''......تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مسئلہ کیا ہے۔ پہلے وہ تو بتاؤ''۔ جولیا نے کہا تو تنویر نے جو کچھ صفدر کو بتایا تھا وہی سب دوہرا دیا۔

''اگر ہم ڈاکٹر کاظم کو ٹریس کریں اور اس سے کوڈ باکس حاصل کر لیں تو ظاہر ہے یہ کوڈ باکس ایکریمیا کو ہمیں واپس کرنا ہو گا۔ کوڈ باکس میں کوئی فارمولا ہوا تو اس کی کاپی بنائی جا سکتی ہے لیکن ہم اس باکس سے گن تو نہیں نکال سکتے اور یہ بھی تو ممکن ہے بی آر جی کا فارمولا کسی ایسے پیپر پر لکھا گیا ہو جس کی نہ تو تصویر بنائی جا سکتی ہو اور نہ اس کی کاپی بنائی جا سکتی ہو۔ تب پھر ہم کیا کریں گے''......جولیا نے کہا۔

''تب ہم اس فارمولے کو اپنے پاس کسی ڈائری میں نوٹ تو کر سکتے ہیں۔ اس کام میں وقت تو لگے گا لیکن اگر پاکیشیا کے مفاد کے لئے کوئی اہم اور طاقتور فارمولا ہمیں مل جائے تو اس سے بڑھ کر ہمارے لئے بھلا اور کیا بات ہو سکتی ہے''......تنویر نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے اور مجھے لگ رہا ہے کہ اگر چیف سے

اجازت لی جائے تو وہ ہمیں یقیناً ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنے کی اجازت دے دے گا۔ ویسے بھی ہمارے پاس ان دنوں کوئی کیس نہیں ہے''......صالحہ نے کہا۔

''جبکہ مجھے لگتا ہے کہ چیف ہمیں اجازت نہیں دے گا''۔ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا تو سب چونک پڑے۔

''کیوں''......تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایکریمین حکومت کی طرف سے پاکیشیائی حکومت کو ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنے کے لئے باضابطہ مراسلہ بھیجا گیا ہے اور پاکیشیائی حکومت نے ایکریمیا کی استدعا مان کر ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنے کی ذمہ داری ملٹری انٹیلی جنس کو سونپ دی ہے۔ چیف کی یہ عادت نہیں ہے کہ وہ دوسروں کے کاموں میں مداخلت کرے۔ جب تک اعلیٰ حکام کی طرف سے یہ کیس ملٹری انٹیلی جنس سے واپس نہ لے لیا جائے اور باقاعدہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر نہ کیا جائے چیف اس کے لئے کبھی حامی نہیں بھرے گا''......جولیا نے کہا۔

''لیکن بات کر لینے میں کیا حرج ہے۔ ہو سکتا ہے کہ چیف مان ہی جائے''......صالحہ نے کہا۔

''نہیں۔ میں چیف کے مزاج سے واقف ہوں۔ یہ بات چیف کے مزاج کے خلاف ہے اور چیف اپنے مزاج کے خلاف کوئی بات پسند نہیں کرتا''......جولیا نے کہا۔

''تو آپ کے خیال میں ہمیں اس مسئلے کو یہیں چھوڑ دینا

چاہئے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ ویسے بھی یہ کنفرم نہیں ہے کہ ڈاکٹر کاظم کے پاس جو کوڈ باکس ہے اس میں واقعی کوئی بلاسٹنگ ریز گن اور اس کا فارمولا ہے جس سے پاکیشیا بھی مفاد حاصل کر سکے''...... جولیا نے کہا۔

''پھر بھی اس میں کچھ نہ کچھ تو ایسا ہے جو پاکیشیائی نژاد سائنس دان ڈاکٹر کاظم ناراک کی سپیشل لیبارٹری سے لے کر فرار ہوا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''اگر ایسا ہے تو پھر ڈاکٹر کاظم نے وہ راز یقیناً پاکیشیا کے لئے ہی حاصل کیا ہو گا۔ آج نہیں تو کل وہ خود ہی وہ راز پاکیشیا کے سپرد کر دے گا۔ اس لئے ہمیں اس معاملے میں سر کھپانے کی کیا ضرورت ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ بات میں پہلے ہی تنویر سے کہہ چکا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''آپ اس معاملے میں دلچسپی ہی نہیں لے رہیں تو پھر اس پر میرا سوچنا ہی فضول ہے اس لئے چھوڑیں ان باتوں کو اور کوئی بات کرتے ہیں''...... تنویر نے طویل سانس لے کر کہا۔

''نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ مجھے بھی اس معاملے میں دلچسپی ہو رہی ہے۔ میری دلچسپی خاص طور بلاسٹنگ ریز گن کے لئے ہے کہ واقعی ایسی کون سی گن ہو سکتی ہے جس سے نکلنے والی ریز اس قدر طاقتور ہو سکتی ہے جس سے ایٹمی میزائل سے بھی زیادہ اور خوفناک

تباہی پھیلائی جا سکے اور پھر مجھے ڈاکٹر کاظم پر بھی حیرت ہو رہی ہے کہ وہ ناراک کی سپیشل لیبارٹری سے کوڈ باکس نکال کر لانے میں کامیاب کیسے ہو گیا جبکہ دنیا میں کسی ملک کی لیبارٹری کی سیکورٹی اتنی لوز نہیں ہو سکتی کہ وہاں سے کچھ بھی نکال کر لایا جا سکے اور پھر یہ تو ایکریمیا کی لیبارٹری ہے اور ایکریمیا میں ایسی کوئی بھی لیبارٹری نہیں ہے جسے ناقابل تسخیر نہ بنایا گیا ہو۔ ڈاکٹر کاظم اگر ناقابل تسخیر لیبارٹری سے ایکریمیا کا اہم راز چوری کر کے لے آیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ کوڈ باکس واقعی اہمیت کا حامل ہے۔ سچ پوچھو تو ایک بار میں بھی یہ جاننا چاہتی ہوں کہ ڈاکٹر کاظم ناراک کی ناقابل تسخیر لیبارٹری سے کوڈ باکس لے کر نکلا کیسے ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''جی ہاں۔ اسی بات پر میں بھی حیران ہو رہا تھا اور میری بھی یہی سوچ تھی کہ اس کوڈ باکس میں کوئی تو ایسا راز ہے جو ڈاکٹر کاظم کی نظر میں اہمیت کا حامل ہے ورنہ وہ کوڈ باکس لے کر سیدھا پاکیشیا ہی کیوں آتا۔ اگر وہ لالچی ہوتا اور قیمتی راز کسی دوسرے ملک کو فروخت کرنا چاہتا تو پاکیشیا سے زیادہ قیمت اسے یورپ، کرانس، اسرائیل اور کافرستان ادا کر سکتا تھا''...... تنویر نے کہا۔

''میں تو کہتی ہوں کہ ہمیں ایک بار چیف سے بات کر ہی لینی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ چیف ہماری تجویز مان لے اور بالا ہی بالا ہمیں بھی ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنے کی اجازت دے دے''۔ صالحہ

نے کہا۔

"چیف ہماری طرح جذباتی نہیں ہے۔ وہ ہر بات سوچ سمجھ کر اور حقیقت کو سامنے رکھ کر کرتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"جبکہ میرا خیال ہے کہ چیف سے بات کرنے کی بجائے ہمیں اس سلسلے میں عمران صاحب سے مشورہ کرنا چاہئے"...... صفدر نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"کیوں۔ وہ کیا کر سکتا ہے"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"اس سلسلے میں ان سے بہتر ہمیں اور کوئی مشورہ نہیں دے سکتا"...... صفدر نے کہا۔

"کیسا مشورہ"...... جولیا نے پوچھا۔

"یہی کہ ہمیں اس کیس پر کام کرنا چاہئے یا نہیں اور ضرورت پڑنے پر وہ چیف سے بھی بات کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ عمران صاحب ایک بار چیف سے بات کرنے کے لئے راضی ہو گئے تو وہ چیف کو منا بھی لیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔ جب مس جولیا کہہ رہی ہیں کہ چیف ہماری بات نہیں مانے گا تو وہ عمران کی بات کیسے مان سکتا ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ جو باتیں ہم چیف سے نہیں منوا سکتے وہ سب عمران آسانی سے منوا لیتا ہے اور چیف کو بھی اس کی باتیں ماننی ہی پڑتی ہیں"...... جولیا نے کہا تو تنویر ایک طویل

سانس لے کر رہ گیا۔

"تو پھر آپ ہی عمران صاحب کو فون کریں اور انہیں یہاں بلا لیں۔ وہ آپ کی ہی بات سنتے ہیں"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صرف سنتا ہے۔ میری کسی بات پر عمل نہیں کرتا"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔ جولیا نے سامنے پڑا ہوا فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے عمران کے فلیٹ کے نمبر پریس کرنے لگی اور پھر آخر میں اس نے لاؤڈر آن کر دیا۔

"جس کا کوئی چارہ ساز نہیں۔ کوئی غمگسار نہیں وہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے عمران کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"جولیا بول رہی ہوں۔ میں صالحہ اور تنویر اس وقت صفدر کے فلیٹ میں ہیں۔ ایک اہم مسئلہ درپیش ہے۔ کیا تم یہاں آ سکتے ہو"...... جولیا نے سنجیدگی سے کہا۔

"تنویر کی موجودگی میں تو واقعی اہم مسئلہ ہی درپیش ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم آ سکتے ہو یا ہم تمہارے پاس آ جائیں"...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

''ارے نہیں۔ تم سب آئے تو سلیمان بے چارے پر بوجھ پڑ جائے گا۔ اس نے پہلے ہی مجھے چائے نہ پلانے کی قسم کھا رکھی ہے۔ اگر کسمپرسی کی وجہ سے اس نے تم سب کو بھی چائے کا نہ پوچھا تو مجھے خواہ مخواہ سبکی کا سامنا کرنا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''سلیمان تمہیں چائے نہیں دیتا تو بے شک نہ دے لیکن ہمیں چائے پلائے بغیر واپس نہیں جانے دے گا''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ خرچہ تو میرا ہی ہونا ہے اور میں بے روز گاری کی وجہ سے مفلسی اور قلاشی کی آخری حدود میں داخل ہو چکا ہوں۔ تم سب کو تو بیٹھے بٹھائے تنخواہیں اور الاؤنسز مل جاتے ہیں چاہے کوئی کیس ہو یا نہ ہو۔ میں کہاں جاؤں۔ کیس ملتا ہے تو تمہارا چوہا کیس کے اختتام پر چھوٹا سا چیک تھما دیتا ہے جس سے بجلی کا بل بھی ادا کرنا ناممکن ہو جاتا ہے اور اب تو کسی کیس کی شکل دیکھے ہوئے بھی نجانے کتنی صدیاں گزر چکی ہیں''...... عمران کی رو دینے والی آواز سنائی دی۔

''تو پھر آ جاؤ۔ ہوسکتا ہے کہ تمہاری مفلسی اور قلاشی کے دن ختم ہو جائیں''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ کیا واقعی۔ کیا تمہارا بھائی تنویر مان گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تنویر مان گیا ہے۔ کیا مطلب''۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

عمران کی بات سن کر صفدر اور صالحہ کے چہروں پر مسکراہٹ ابھر آئی تھی جبکہ تنویر برے برے منہ بنا رہا تھا۔

''تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ میری مفلسی اور قلاشی کے دن ختم ہونے والے ہیں۔ ایسا تو تب ہی ممکن ہوسکتا ہے جب تنویر مان جائے اور تم۔ مم مم۔ میرا مطلب ہے کہ ہم دونوں ......'' عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''تم فوراً آ جاؤ اور بس''...... جولیا نے عمران کی بات کاٹ کر کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ وہ جانتی تھی کہ اگر عمران کی زبان ایک بار رواں ہو گئی تو وہ نان سٹاپ چلتی ہی جائے گی۔

''آپ کا کیا خیال ہے۔ عمران صاحب ڈاکٹر کاظم کے سلسلے میں مان جائیں گے''...... صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ایسے معاملات میں وہ خود بھی کم دلچسپی لیتا ہے۔ لیکن کوڈ اس اور اس میں موجود بی آر جی شاید اس کا تجسس بڑھا دے اور وہ اس میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو جائے''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے نہیں لگتا کہ وہ اس معاملے میں دلچسپی لے گا۔ اس نے الٹا ہمیں اس معاملے میں رگیدنا شروع کر دینا ہے کہ ہم خواہ مخواہ پرائے پھڈے میں ٹانگ اڑا رہے ہیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اسے آنے تو دو۔ دیکھتے ہیں وہ کیا کہتا ہے''...... جولیا نے کہا تو تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

سفید رنگ کی کار تین منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئی اور پھر مڑ کر سائیڈ میں بنی ہوئی پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کار رکتے ہی اس میں سے ایک نوجوان مرد اور ایک نوجوان لڑکی نیچے اترے اور پھر کار کو لاک کر کے وہ عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ یہ ایک بزنس پلازہ تھا اور اس کی ہر منزل پر بڑی بڑی کمپنیوں کے آفس تھے۔ اس لئے وہاں آنے جانے والوں کا خاصا رش دکھائی دے رہا تھا۔

لفٹیں اوپر نیچے آ جا رہی تھیں۔ وہ دونوں بھی ایک لفٹ میں سوار ہو کر چوتھی منزل پر پہنچ گئے۔ اس فلور پر بھی مختلف کمپنیوں کے آفس تھے۔ وہ دونوں ایک راہداری سے گزرتے ہوئے راہداری کے آخر میں موجود ایک کمپنی کے آفس کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے۔ یہاں ہال میں بڑے بھرپور انداز میں کام ہو رہا تھا۔ جبکہ ایک کونے میں ایک بیضوی کاؤنٹر کے پیچھے ایک نوجوان لڑکی موجود

تھی۔ کاؤنٹر کے ساتھ شیشے کا بنا ہوا ایک دروازہ تھا جو کسی راہداری میں کھلتا تھا۔ وہ دونوں کاؤنٹر کے پاس پہنچے تو لڑکی چونک کر ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

''یس''......لڑکی نے ان دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کارٹر اور لیزا۔ ایچ ڈبلیو، سیکشن فائیو''......نوجوان نے کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا اور سائیڈ پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔ اس نے ایک نمبر پریس کیا اور پھر نہایت آہستہ آواز میں بات کرنے لگی۔

''آپ کاؤنٹر کے ساتھ والی راہداری میں چلے جائیں۔ راہداری کے آخر میں باس کا آفس ہے''......لڑکی نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلائے اور کاؤنٹر کے ساتھ موجود شیشے والے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ شیشے کا بنا ہوا دروازہ کھول کر وہ راہداری میں آئے جس کا اختتام ایک کمرے کے دروازے پر ہو رہا تھا۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کا سر بالوں سے یکسر بے نیاز تھا اور چہرے پر سختی کے تاثرات جیسے ثبت تھے۔ اس کی آنکھوں سے بھی تندی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''میرا نام کارٹر ہے اور یہ لیزا ہے۔ ہم سیکشن فائیو سے آئے ہیں''......نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو"...... ادھیڑ عمر نے ان دونوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد تھا تو وہ دونوں میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ادھیڑ عمر آدمی نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک فائل نکال کر اپنے سامنے رکھی اور اسے کھول لیا۔ فائل خاصی ضخیم تھی۔ وہ تیزی سے صفحے پلٹنے لگا اور پھر اس کی نظریں ایک صفحے پر جم گئیں۔

"تو تم دونوں ہاٹ واٹر کے سیکشن فائیو کے ٹاپ ایجنٹ ہو"...... ادھیڑ عمر نے صفحے پر نظریں ڈالنے کے بعد ان دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس چیف"...... دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا۔

"مجھ سے پہلے ایچ ڈبلیو کا چیف سارگو تھا۔ اس کے ساتھ تم دونوں نے کتنا عرصہ کام کیا ہے"...... چیف نے پوچھا۔

"ہم پچھلے دو سالوں سے کام کر رہے ہیں چیف اور چیف سارگو ہمارے کام سے بے حد خوش تھے اور ایچ ڈبلیو کا کوئی بھی اہم کام ہوتا تھا تو وہ خاص طور پر ہمیں ہی آگے کرتے تھے اور ہم نے کبھی ان کے اعتماد اور بھروسے کو ٹھیس نہیں پہنچائی ہے۔ انہوں نے ہمیں جو بھی کام سونپا تھا ہم نے پورا کر دکھایا تھا"...... کارٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں نے تم دونوں کی فائلیں پڑھی ہیں۔ فائل میں سارگو نے تم دونوں کی بہت تعریف کی ہے۔ اسی لئے میں نے تم

دونوں کو خاص طور پر یہاں بلایا ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ سارگو نے تمہارے بارے میں جو کچھ تحریر کیا ہے وہ کہاں تک درست ہے اور تم واقعی باصلاحیت ہو یا نہیں"...... چیف نے کہا۔

"آپ ہمیں آزما سکتے ہیں چیف۔ ہم آپ کی ہر آزمائش پر پورا اترنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے"...... کارٹر نے کہا۔

"سارگو کی ناگہانی موت نے ایچ ڈبلیو میں ایک خلاء پیدا کر دیا ہے اور اعلیٰ حکام نے اس خلاء کو پُر کرنے کے لئے مجھے اس ایجنسی کا نیا چیف مقرر کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں تمام سیکشنوں کے ایجنٹوں کی طرح میرے ساتھ مل کر کام کرو اور اس ایجنسی کو انہی کامیابیوں کی بلندیوں پر لے جاؤ جہاں سارگو لے جانا چاہتا تھا"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ ہم آپ کے ساتھ مکمل تعاون کریں گے۔ ہمارے دلوں میں جتنی عزت اور تکریم چیف سارگو کے لئے تھی اتنی ہی آپ کے لئے ہے اور آپ کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ ہمارے لئے حکم ہو گا جس پر عمل کرنے کے لئے ہم اپنی جانوں پر بھی کھیل سکتے ہیں"...... کارٹر نے کہا۔

"گڈ شو۔ لیزا۔ تم کیوں خاموش ہو"...... چیف نے لیزا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو خاموش بیٹھی ان دونوں کی باتیں سن رہی تھی۔

"میں بھی آپ کے اعتماد کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچاؤں گی چیف۔

آپ کا حکم میرے لئے بھی مقدم ہو گا''...... لیزا نے سنجیدگی سے کہا۔

''تم دونوں ساتھ رہتے ہو''...... چیف نے پوچھا۔

''نو چیف۔ ہم صرف کام کے وقت ساتھ ہوتے ہیں''۔ لیزا نے کہا۔

''کیا تم دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کے بارے میں جانتے ہو''...... چیف نے پوچھا۔

''یس چیف۔ ہم دونوں جانتے ہیں۔ یہ سروس بے حد تیز رفتاری سے کام کرتی ہے۔ عمران کا براہ راست سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ہے اسے مشن کے لئے ہائر کرتا ہے اور عمران بظاہر ایک احمق اور مسخرہ سا آدمی ہے لیکن حقیقتاً انتہائی خطرناک سپریم ایجنٹ ہے''۔ کارٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں کا کبھی اس سروس سے ٹکراؤ ہوا ہے''...... چیف نے پوچھا۔

''نو چیف۔ ابھی تک ہمارا ان سے براہ راست ٹکراؤ تو نہیں ہوا لیکن ہم ان کے کام کرنے کے انداز سے واقف ہیں''...... کارٹر نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم دونوں نے پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل نہیں کیا ہے''...... چیف نے کہا۔

''نو چیف۔ پاکیشیا سمیت ہم نے پورے ایشیا میں کوئی مشن مکمل نہیں کیا ہے۔ ہمارے مشن کرانس، کانڈا اور یورپ تک محدود تھے''...... کارٹر نے کہا۔

''تو پھر اس بار تم دونوں پاکیشیا جانے کی تیاری کرو۔ ایک ایسا مشن ہے جو سوائے تم دونوں کے کوئی مکمل نہیں کر سکتا''...... چیف نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

''مشن کیا ہے چیف''...... لیزا نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا جیسے مشن کا سن کر اسے دلی مسرت ہوئی ہو۔

''تم دونوں نے پاکیشیا جا کر ایک سائنس دان کو تلاش کرنا ہے جو ناراک کی سپیشل لیبارٹری سے ایکریمیا کا ایک اہم راز چوری کر کے لے گیا ہے''...... چیف نے کہا۔

''اوہ۔ وہ راز کیا ہے''...... کارٹر نے چونک کر کہا۔

''ناراک کا ایک سائنس دان تھا ڈاکٹر ڈگلس۔ اس نے اپنی ذاتی لیبارٹری میں ایک سپیشل گن ایجاد کی تھی۔ یہ گن بظاہر بچوں کی کھلونا گن جیسی تھی لیکن اس گن میں اتنی طاقت تھی کہ اس گن سے نکلنے والی ریز جو گن سے نکلتے ہی سرکل بن کر دور دور تک پھیل جاتی ہے، کی زد میں آنے والی ہر چیز لمحوں میں جل کر خاکستر ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر ڈگلس نے اپنی ایجاد کردہ گن کو بلاسٹنگ ریز گن کا نام دیا ہے جس کی ریز طاقتور ایٹمی میزائل سے بھی کہیں زیادہ تباہی پھیلا سکتی ہے۔ ڈاکٹر ڈگلس دل کے عارضہ میں مبتلا تھا اور اسے

متعدد بار ہارٹ سٹروکس آ چکے تھے لیکن وہ اپنے کام میں مگن رہا اور آخر کار وہ بلاسٹنگ ریز گن ایجاد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ڈاکٹر ڈگلس نے گن اور اس کا فارمولا ریڈ کلر کے ایک سپیشل باکس میں رکھا اور اسے کوڈ لاک لگا کر سپیشل لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر گرے کے سپرد کر دیا۔ وہ سوائے ڈاکٹر گرے کے کسی پر اعتماد نہیں کرتا تھا۔ اس نے کوڈ باکس ڈاکٹر گرے کو سپیشل لیبارٹری میں محفوظ رکھنے کے لئے دیا تھا تاکہ وہ بعد میں اعلیٰ حکام سے بات کر سکے اور پھر وہ بلاسٹنگ ریز گن جس کا کوڈ نام بی آر جی ہے کو باقاعدہ ایکریمیا کے اعلیٰ حکام کے حوالے کرنا چاہتا تھا تاکہ اس کے فارمولے پر عمل کر کے ایسی لاکھوں بی آر جی تیار کی جاسکیں جس سے ایکریمیا دنیا کا ناقابل تسخیر ملک بن جائے اور ایکریمیا کو اپنی دفاعی طاقت بڑھانے کے لئے مزید جنگی اسلحہ، خاص طور پر ایٹمی میزائل بنا کر کروڑوں ڈالرز کا ضیاع نہ کرنا پڑے۔ ڈاکٹر ڈگلس نے جو کوڈ باکس ڈاکٹر گرے کو دیا تھا اس پر اس نیکوڈ لاک لگا دیا تھا۔ ڈاکٹر گرے پر انتہائی بھروسہ کرنے کے باوجود ڈاکٹر ڈگلس نے باکس اوپن کرنے کا کوڈ ڈاکٹر گرے کو بھی نہیں بتایا تھا البتہ ڈاکٹر ڈگلس نے ڈاکٹر گرے کو یہ ضرور بتا دیا تھا کہ اس نے کوڈ باکس میں بلاسٹنگ ڈیوائس لگا دی ہے جو اصل کوڈ لگنے تک ہی ڈی ایکٹیو رہتی ہے لیکن اگر باکس کو غلط کوڈ سے کھولنے کی کوشش کی گئی تو باکس میں لگی ہوئی بلاسٹنگ ڈیوائس فوراً ایکٹیو ہو جاتی ہے جس سے باکس

ے ساتھ بی آر جی اور اس کا فارمولا بھی جل کر راکھ بن جائے گا اور اس باکس کو کھولنے والا بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جائے گا۔ ڈاکٹر ڈگلس کے کہنے کے مطابق اس باکس کو وہ اعلیٰ سطحی میٹنگ میں اپنے ہاتھوں سے کھولنا چاہتا تھا۔ یہ اس کی بدقسمتی تھی کہ جب وہ کوڈ باکس ڈاکٹر گرے کو دے کر سپیشل لیبارٹری سے باہر گیا تو راستے میں کار کی تیز رفتاری کے باعث اسے ہارٹ اٹیک ہوا جس سے اس کی حالت انتہائی تشویش ناک ہو گئی۔ اس سے پہلے کہ اسے طبی امداد دی جاتی اس نے راستے میں ہی دم توڑ دیا۔ اس کی موت نے ڈاکٹر گرے کو ہلا کر رکھ دیا۔ ڈاکٹر ڈگلس کا دیا ہوا فارمولا اور اس کی ایجاد کردہ گن اس کے پاس تھی لیکن وہ کوڈ باکس کھولنے کا کوڈ نہیں جانتا تھا۔

ڈاکٹر ڈگلس کے ہلاک ہونے کے بعد ڈاکٹر گرے نے اس باکس اور ڈاکٹر ڈگلس کی تباہ کن ایجاد کے بارے میں اعلیٰ حکام کو اطلاع کر دیا جس سے اعلیٰ حکام میں کھلبلی مچ گئی۔ ہر کوئی اس باکس کو کھول کر بی آر جی اور اس کی کارکردگی دیکھنا چاہتا تھا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ جب تک کوڈ باکس نہ کھل جاتا اس وقت تک باکس سے نہ گن نکالی جاسکتی تھی اور نہ ہی فارمولا۔ وزارت سائنس اور وزارت دفاع نے ڈاکٹر گرے کو ہر ممکن طریقے سے اس باکس کو کھولنے کا حکم دیا لیکن ڈاکٹر گرے جانتا تھا کہ اگر اس نے کوڈ باکس کو غلط کوڈ لگا کر کھولنے کی کوشش کی تو باکس تباہ ہو جائے گا اور نہ بی آر

جی رہے گی اور نہ اس کا فارمولا۔ جس پر اعلیٰ حکام نے کوڈ ایکسپرٹس کی ایک میٹنگ کال کی اور پھر ان کے سامنے کوڈ باکس رکھا گیا۔ ان سب نے کوڈ باکس کے اوریجنل کوڈز تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن سب کی مشترکہ رائے تھی کہ واقعی اگر باکس کو زبردستی کھولنے کی کوشش کی گئی تو باکس بلاسٹ ہو جائے گا۔ اس لئے کوڈ باکس ایک بار پھر سپیشل لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر گرے کے حوالے کر دیا گیا تاکہ وہ اسے سنبھال کر رکھے۔ اعلیٰ حکام نے ایک ایجنسی کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ ڈاکٹر ڈگلس کی رہائش گاہ کو چیک کرے اور اس سے ملنے جلنے والے ہر فرد کو بھی خصوصی طور پر چیک کرے۔ ہوسکتا ہے کہ ڈاکٹر ڈگلس نے اپنے کسی قریبی عزیز کو کوڈ باکس کھولنے کا کوڈ بتا دیا ہو یا پھر اس نے کسی ڈائری یا نوٹ بک میں کوڈ لکھ دیا ہو لیکن اس کا بھی کوئی نتیجہ نہ نکل سکا۔ اعلیٰ حکام اور خاص طور پر سپیشل لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر گرے اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کر رہے تھے کہ یہ راز کسی طرح سے لیک آؤٹ نہ ہو کہ ڈاکٹر ڈگلس نے بی آر جی جیسی طاقتور گن بنائی ہے اور یہ گن ایک کوڈ باکس میں فارمولے سمیت موجود ہے لیکن انتہائی احتیاط کے باوجود یہ راز لیک آؤٹ ہو گیا اور سپیشل لیبارٹری میں ڈاکٹر گرے کے ساتھ کام کرنے والے پاکیشیائی نژاد سائنس دان ڈاکٹر کاظم کو کوڈ باکس اور اس میں موجود بی آر جی کا علم ہو گیا۔ لیبارٹری کی سیکورٹی کا تمام انتظام اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ

چونکہ کئی برسوں سے سپیشل لیبارٹری میں کام کر رہا تھا اور ڈاکٹر گرے نے اسے اپنا رائٹ ہینڈ بنایا ہوا تھا اس لئے وہ اس پر بے حد اعتماد کرتا تھا اس کے باوجود ڈاکٹر گرے نے اسے بھی کوڈ باکس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ لیکن شاید ڈاکٹر کاظم کو کہیں سے اس کوڈ باکس کی بھنک لگ گئی تھی۔ اس نے کئی بار ڈاکٹر گرے کو کوڈ باکس کے بارے میں کریدنے کی کوشش کی تھی لیکن ڈاکٹر گرے اسے ٹال دیتا تھا جس پر شاید ڈاکٹر کاظم کا تجسس اور زیادہ بڑھ گیا اور اس نے ایک روز موقع کا فائدہ اٹھایا اور ڈاکٹر گرے کے سیکرٹ سیف کو ٹریس کر کے اسے کھولا اور اس میں رکھا ہوا کوڈ باکس نکال لیا اور اسے لے کر لیبارٹری سے نکل گیا''...... چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لیکن یہ سب ہوا کیسے۔ لیبارٹری سے ایک ایسا کوڈ باکس جو ایکریمیا کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے بغیر چیکنگ کے ڈاکٹر کاظم لے کر وہاں سے کیسے نکل سکتا ہے۔ کیا لیبارٹری میں چیکنگ اور سیکورٹی سسٹم اتنا ہی ناقص ہے کہ ڈاکٹر کاظم نے ڈاکٹر گرے کا سیکرٹ سیف ٹریس بھی کر لیا اسے اوپن بھی کر لیا اور اس میں سے کوڈ باکس لے کر لیبارٹری سے بھی نکل جانے میں کامیاب ہو گیا''...... لیزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر کاظم لیبارٹری کا سیکورٹی سیکشن انچارج بھی تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ وہ کوڈ باکس سمیت کسی کی نظروں میں آئے بغیر

لیبارٹری سے کیسے نکل سکتا ہے۔ اس نے سیکورٹی سسٹم میں گڑبڑ کی تھی اور کچھ وقت کے لئے تمام چیک اینڈ بیلنس سسٹم رول بیک کر دیا تھا جس کا فائدہ اٹھا کر اس نے ڈاکٹر گرے کے سیکرٹ سیف سے کوڈ باکس نکال بھی لیا اور کوڈ باکس لیبارٹری سے بھی نکال کر لے جانے میں کامیاب ہو گیا''...... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ کوڈ باکس لے کر کہاں گیا اور یہ کیسے پتہ چلا کہ کوڈ باکس ڈاکٹر کاظم نے ہی چوری کیا ہے''...... کارٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر گرے کے سپیشل روم میں ڈاکٹر کاظم کے سوا کسی کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔ ڈاکٹر گرے، ڈاکٹر کاظم پر انتہائی اعتماد کرتا تھا۔ اس نے ڈاکٹر کاظم کو اس حد تک اختیارات دے رکھے تھے کہ وہ اس کی غیر موجودگی میں بھی اس کے روم میں جا سکتا تھا اور اس کا کمپیوٹرائزڈ سسٹم بھی استعمال کر سکتا تھا۔ جس دن ڈاکٹر گرے کے سیف سے کوڈ باکس غائب ہوا تھا اس روز ڈاکٹر گرے چھٹی پر تھا اور لیبارٹری کی انتظامیہ کے بیانات کے مطابق ڈاکٹر کاظم ہی ڈاکٹر گرے کے روم میں رہا تھا اور پھر وہ ڈاکٹر گرے کے روم سے نکل کر لیبارٹری سے فوراً نکل گیا تھا۔ اس کے بعد سے وہ اب تک لاپتہ ہے''...... چیف نے کہا۔

''تو اسے ٹریس کرنے کی کوشش نہیں کی گئی''...... کارٹر نے

پوچھا۔

''سیف سے کوڈ باکس غائب ہونے کا علم دوسرے روز ڈاکٹر گرے کو ہوا تھا جب وہ اپنے روم میں گیا تھا۔ اس نے کمرے میں گڑبڑ محسوس کرتے ہوئے اپنا خفیہ سیف کھولا تو وہاں اسے کوڈ باکس نہیں ملا تھا۔ ڈاکٹر کاظم کو اس وقت تک لیبارٹری سے نکلے ہوئے کئی گھنٹے گزر چکے تھے۔ ڈاکٹر گرے نے اعلیٰ حکام کو کوڈ باکس کے غائب ہونے کا اطلاع دی تو ہر طرف کھلبلی سی مچ گئی۔ پرائم منسٹر کی ہدایات پر لیبارٹری میں فوراً انوسٹی گیشن ٹیم کو بھیجا گیا۔ اس ٹیم نے وہاں سے جو ثبوت اکٹھے کئے ان سے یہی بات سامنے آئی تھی کہ سیف ڈاکٹر کاظم نے ہی کھولا تھا اور وہی کوڈ باکس لے گیا ہے۔ پھر ڈاکٹر کاظم کی تلاش شروع ہوئی لیکن وہ اپنی رہائش گاہ میں نہیں تھا۔ اس کی تلاش کے لئے پورا شہر سیلڈ کر دیا گیا لیکن وہ نہ ملا۔ ڈاکٹر کاظم کی تلاش کا کام ایکریمیا کی ایک طاقتور اور تیز رفتاری سے کام کرنے والی بلیک ایجنسی کو سونپا گیا تھا۔ بلیک ایجنسی نے ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنے کے لئے ناراک سمیت پورے ایکریمیا کی چیکنگ شروع کر دی۔ لیکن ڈاکٹر کاظم یوں غائب ہو گیا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اس کے بعد جب ڈاکٹر کاظم کی تلاش کے لئے بلیک ایجنسی نے اپنا دائرہ کار دوسرے ممالک میں پھیلایا تو انہیں چند ممالک سے ایسے ثبوت ملے جن سے انہیں پتہ چلا کہ ڈاکٹر کاظم نے روپ بدل بدل کر مختلف ممالک میں سفر کیا تھا۔ وہ

ایکریمیا سے پالینڈ، پالینڈ سے کاسٹریا اور پھر کاسٹریا سے ہوتا ہوا روسیاہ اور پھر وہاں سے کافرستان پہنچا تھا۔ کافرستان سے اس نے پاکیشیا کا سفر کیا تھا۔ اس کے بعد اس کے سفر کے بارے میں مزید کوئی تفصیلات سامنے نہیں آئی ہیں جس سے یہی اندازہ لگایا جا رہا ہے کہ ڈاکٹر کاظم پاکیشیا پہنچ چکا ہے اور چونکہ اس کا تعلق پاکیشیا سے ہی ہے اس لئے یہی اندازہ لگایا جا رہا ہے کہ اس نے کوڈ باکس پاکیشیا کے لئے ہی حاصل کیا ہے۔

ایکریمیا نے ڈاکٹر کاظم کی بازیابی اور اس سے سپیشل لیبارٹری سے چوری کئے گئے کوڈ باکس کے حصول کے لئے سفارتی طور پر پاکیشیا کو کئی مراسلے جاری کئے ہیں۔ ایکریمیا کی استدعا پر پاکیشیا حکومت نے بھی اپنے طور پر ڈاکٹر کاظم کی پاکیشیا میں تلاش شروع بھی کی ہے لیکن ابھی تک وہ بھی ڈاکٹر کاظم کو تلاش نہیں کر سکے ہیں۔ ڈاکٹر کاظم پاکیشیا پہنچ کر نجانے کہاں روپوش ہو گیا ہے۔ اعلیٰ حکام ڈاکٹر کاظم کی تلاش اور اس سے کوڈ باکس حاصل کرنے کے لئے بلیک ایجنسی کو ہی پاکیشیا بھیجنا چاہتے تھے لیکن بلیک ایجنسی چونکہ ڈاکٹر کاظم کی تلاش میں خاطر خواہ نتیجہ حاصل نہ کر سکی تھی اس لئے اعلیٰ حکام کی طرف سے یہ مشن ہاٹ واٹر کو سونپ دیا گیا ہے جو ایکریمیا کی انتہائی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی ہے۔ اس ایجنسی کا سربراہ سارگو تھا جو روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکا ہے اور اس کی جگہ ہاٹ واٹر کا چیف مجھے چنا گیا ہے اس لئے یہ میرا ایکریمیا کے لئے

فرسٹ اور انتہائی اہمیت کا حامل مشن ہے جس میں، میں ہر صورت کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے ہاٹ واٹر کے تمام ایجنٹوں کی فائلیں دیکھی ہیں۔ ان فائلوں میں تم دو ہی ایجنٹ ایسے ہو جو میرے خیال کے مطابق پاکیشیا میں اپنا مشن مکمل کرنے، ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنے اور اس سے کوڈ باکس حاصل کرنے کی صلاحیتیں رکھتے ہو اسی لئے میں نے تم دونوں کو یہاں بلایا ہے''...... چیف نے جواب دیا۔

''یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم آپ کے اس اعتماد اور بھروسے پر ہر حال میں پورا اتریں گے اور آپ نے ہمیں جو مشن سونپا ہے اس میں ہر صورت میں کامیابی حاصل کریں گے۔ ہم پاکیشیا میں ڈاکٹر کاظم کو تلاش کر کے اس سے کوڈ باکس حاصل کر کے ہی لوٹیں گے چاہے اس کے لئے ہمیں کسی بھی حد تک کیوں نہ جانا پڑے''...... کارٹر نے کہا۔

''گڈ شو۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں''...... چیف نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ ایسا ہی ہو گا''...... کارٹر نے کہا۔

''تم کیوں خاموش ہو لیزا۔ تمہاری خاموشی اس معاملے میں عدم دلچسپی کی طرف اشارہ کر رہی ہے''...... چیف نے لیزا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں کرختگی کے ساتھ ساتھ انتہائی سرد مہری کا عنصر بھی شامل تھا۔

''نو چیف۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں اس معاملے کو گہرائی سے دیکھنے کی کوشش کر رہی ہوں''...... لیزا نے فوراً کہا۔

''گہرائی سے۔ کیا مطلب''...... چیف نے کہا۔

''میں سوچ رہی ہوں کہ ڈاکٹر کاظم جو کوڈ باکس لے گیا ہے کیا وہ اس بات سے آگاہ تھا کہ اگر اس باکس کو غلط طریقے سے کھولنے کی کوشش کی گئی تو باکس تباہ ہو جائے گا اور باکس کے تباہ ہوتے ہی اس میں موجود بی آر جی اور اس کا فارمولا ختم ہو جائے گا اور اس کے بھی ٹکڑے ہو جائیں گے لیکن اگر وہ اس بات سے آگاہ نہیں تو وہ اس باکس کو کھولنے کی کوشش کر سکتا ہے اور اگر ایسا ہوا ہے تو پھر یہ بھی تو ممکن ہے کہ اس نے باکس کو غلط کوڈز لگائے ہوں اور باکس بلاسٹ ہو گیا ہو اور آپ نے یہ بھی تو بتایا ہے کہ کوڈ باکس میں بلاسٹنگ ڈیوائس لگی ہوئی ہے جو غلط کوڈ لگنے یا باکس کو کسی اور انداز میں کھولنے کی وجہ سے بلاسٹ ہو جائے گی تو اس کے ارد گرد موجود ہر چیز کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ بلاسٹنگ ڈیوائس سے تو ہارڈ بلاکس کے بنے ہوئے ایک بند کمرے کو بھی تباہ کیا جا سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر کاظم نے حماقت کی ہو اور باکس کو کھولنے کی کوشش کی ہو جس کے نتیجے میں ڈیوائس بلاسٹ ہو گئی ہو اور باکس کے ساتھ اس کے بھی ٹکڑے اُڑ گئے ہوں ایسی صورت میں ہم اسے کہاں اور کیسے تلاش کر سکیں گے''...... لیزا نے کہا۔

''اوہ۔ وری گڈ۔ تم واقعی ذہین ہو لیزا۔ تم نے میری توجہ اہم پوائنٹ کی طرف مبذول کرائی ہے۔ اس پوائنٹ کے بارے میں تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔ واقعی جس طرح سے ڈاکٹر کاظم غائب ہے اس سے تو یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اس نے باکس کھولنے کی کوشش کی ہو اور باکس بلاسٹ ہوتے ہی اس کے بھی ٹکڑے اُڑ گئے ہوں۔ ایسی صورت میں اس کی تلاش کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔ گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو''...... چیف نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر کوڈ باکس بلاسٹ ہو چکا ہے تو اس کے ساتھ یقیناً بی آر جی اور اس کا فارمولا بھی ختم ہو گیا ہو گا اور ڈاکٹر کاظم بھی ہلاک ہو چکا ہو گا۔ ہم زندہ انسان کو تو تلاش کر سکتے ہیں لیکن مرے ہوئے انسان کو ہم کیسے تلاش کریں گے''...... کارٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ایک منٹ۔ میں ڈاکٹر گرے سے بات کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اس بارے میں وہ کوئی اور اہم بات جانتا ہو کہ اگر کوڈ باکس تباہ ہو چکا ہے تو اس کی تصدیق کیسے ممکن ہے''...... چیف نے کہا تو کارٹر اور لیزا نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ چیف نے میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس سر''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''سپیشل لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر گرے سے بات کراؤ۔ فوراً''...... چیف نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو چیف نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو چیف نے ہاتھ بڑھا کر فوراً رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''سپیشل لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر گرے لائن پر ہیں چیف''۔ دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری نے کہا اور پھر رسیور میں ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی۔

''یس۔ ڈاکٹر گرے بول رہا ہوں۔ انچارج آف سپیشل لیبارٹری''...... دوسری طرف سے ایک بھاری لیکن بلغم زدہ آواز سنائی دی۔

''گاسکر بول رہا ہوں چیف آف ہاٹ واٹر''...... چیف نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''گاسکر۔ لیکن ہاٹ واٹر کا چیف تو سارگو تھا''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر گرے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سارگو کو چند روز قبل ہارٹ اٹیک ہوا تھا جو اس کے لئے جان لیوا ثابت ہوا تھا اور وہ طبی امداد ملنے سے پہلے ہی ہلاک ہو گیا تھا۔ اس کی جگہ پرائم منسٹر صاحب نے فوری طور پر مجھے ہاٹ واٹر کے چیف کے عہدے پر فائز کر دیا ہے''...... چیف نے کہا جس کا اصل

نام گاسکر تھا۔

''اوہ۔ بہرحال فرمائیں کیسے فون کیا ہے''...... ڈاکٹر گرے نے کہا۔ اس کے لہجے میں یکلخت روکھا پن آ گیا تھا جیسے وہ مجبوراً گاسکر سے بات کر رہا ہو۔

''آپ کی طرف سے ہاٹ واٹر کو کوڈ باکس کی جو فائل بھیجی گئی ہے میں اس سلسلے میں آپ سے چند ضروری معلومات لینا چاہتا ہوں''...... گاسکر نے کہا۔

''ابھی میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ میں مصروف ہوں۔ آپ مجھے ایک دو روز بعد کال کر لیں میں آپ کو اپنے پاس بلا لوں گا پھر آپ جو پوچھیں گے بتا دوں گا''...... ڈاکٹر گرے نے خشک لہجے میں کہا تو گاسکر نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہم آپ کے لئے ہی کام کر رہے ہیں ڈاکٹر گرے۔ آپ کی لیبارٹری سے ایکریمیا کا اہم ترین اسلحہ اور اس کا فارمولا غائب ہوا ہے جسے حکومت نے آپ کی تحویل میں دیا تھا۔ اگر آپ ہمارے ساتھ تعاون نہیں کریں گے تو ہم اس پی آر جی اور اس کے فارمولے کو تلاش کرنے کا کام نہیں کر سکیں گے اور اس معاملے میں جتنی بھی تاخیر ہو گی اس کی ساری ذمہ داری آپ پر عائد ہو گی اور اس کا اعلیٰ حکام کو آپ کو ہی جواب دینا پڑے گا ہمیں نہیں''۔ گاسکر نے کرخت لہجے میں کہا تو دوسری طرف چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔

’’ٹھیک ہے۔ پوچھیں کیا پوچھنا ہے آپ کو میں آپ کو زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ دے سکتا ہوں‘‘...... ڈاکٹر گرے نے انتہائی ناگواری سے کہا۔

’’صرف ایک سوال کا جواب دے دیں مجھے‘‘...... گاسکر نے کہا۔

’’پوچھیں‘‘...... ڈاکٹر گرے نے کہا۔

’’آپ کی طرف سے جو فائل مہیا کی گئی ہے اس فائل کے مطابق کوڈ باکس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اگر اس باکس کو اوپن کرنے کے لئے غلط کوڈز لگا دیئے جائیں تو باکس کے اندر لگی ہوئی بلاسٹنگ ڈیوائس ایکٹیو ہو جائے گی جس سے باکس خوفناک دھماکے سے پھٹ جائے گا اور اسے کھولنے والے کے ساتھ ساتھ باکس کے نزدیک موجود تمام افراد کے بھی ٹکڑے اُڑ جائیں گے۔ فرض کریں کہ ڈاکٹر کاظم جس نے کوڈ باکس چوری کیا ہے اس نے ایسی غلطی کی ہو اور باکس کھولنے کی کوشش کی ہو جس کے نتیجے میں باکس بلاسٹ ہو گیا ہو تو ظاہر ہے اس کے ساتھ ڈاکٹر کاظم کے بھی ٹکڑے اُڑ گئے ہوں گے۔ ایسی صورت میں ہمیں اس بات کا کیسے پتہ چلے گا کہ کوڈ باکس اور ڈاکٹر کاظم صحیح سلامت ہیں یا غلط کوڈ لگانے سے دونوں ختم ہو چکے ہیں‘‘...... گاسکر نے کہا۔

’’نہیں۔ کوڈ باکس ابھی تباہ نہیں ہوا ہے‘‘...... ڈاکٹر گرے نے جواب دیا۔

’’یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں‘‘...... گاسکر نے کہا۔

’’ڈاکٹر ڈگلس نے کوڈ باکس کے ساتھ مجھے ایک اور ڈیوائس بھی دی تھی تاکہ اگر کوڈ باکس غلط ہاتھوں میں چلا گیا اور اس کی وجہ سے باکس بلاسٹ ہو گیا تو کم از کم انہیں اس بات کا علم ہو سکے کہ باکس واقعی بلاسٹ ہو چکا ہے۔ وہ ڈیوائس میرے پاس ہے اور اس ڈیوائس پر مجھے ابھی تک ایسا کوئی کاشن نہیں ملا ہے جس سے پتہ چلتا ہو کہ باکس بلاسٹ ہو چکا ہے‘‘...... ڈاکٹر گرے نے کہا۔

’’ہو سکتا ہے کہ وہ ڈیوائس جو آپ کو ڈاکٹر ڈگلس نے دی ہو وہ شارٹ رینج میں کام کرتی ہو۔ ڈاکٹر کاظم تو کوڈ باکس لے کر پاکیشیا نکل چکا ہے۔ اگر اس نے باکس وہاں تباہ کیا ہو تو کیا تب بھی آپ کے پاس موجود ڈیوائس میں باکس کے بلاسٹ ہونے کا کاشن آ سکتا ہے‘‘...... گاسکر نے کہا۔

’’اس ڈیوائس کا دائرہ کار انتہائی وسیع ہے۔ کوڈ باکس دنیا کے کسی بھی حصے میں لے جا کر تباہ کیا جائے اس کی تباہی کا کاشن اس ڈیوائس میں ضرور ملے گا‘‘...... ڈاکٹر گرے نے جواب دیا۔

’’اس کا مطلب ہے کہ اس ڈیوائس کو ڈاکٹر ڈگلس نے سیٹلائٹ سسٹم سے منسلک کیا تھا تاکہ باکس کہیں بھی بلاسٹ ہو تو اس کا کاشن مل سکے‘‘...... گاسکر نے کہا۔

’’ہاں۔ ایسا ہی ہے‘‘...... ڈاکٹر گرے نے جواب دیا۔

’’کیا وہ ڈیوائس آپ مجھے دے سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس

ڈیوائس کو سیٹلائٹ ویوز کے ذریعے چیک کیا جا سکتا ہو اور ہم سیٹلائٹ سسٹم کے لنک چیک کرتے ہوئے اسے ٹریس کر سکیں کہ کوڈ باکس کہاں موجود ہے“...... گاسکر نے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ آپ سیٹلائٹ لنک سے پتہ لگا کر کوڈ باکس کو ٹریک کرنے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں“...... ڈاکٹر گرے نے چونک کر کہا۔

”جی ہاں۔ اگر سیٹلائٹ سسٹم سے آپ کے پاس موجود ڈیوائس میں کوڈ باکس کے بلاسٹ ہونے کا کاشن مل سکتا ہے تو پھر ہم اسی سسٹم کو ری سائیکل کرتے ہوئے اور بیک ویو پوائنٹ پر سرچ کرتے ہوئے اس بات کا بھی پتہ چلا سکتے ہیں کہ کوڈ باکس کس ملک میں اور کہاں موجود ہے۔ اس میں ہمیں کچھ وقت تو ضرور لگے گا لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس عمل سے ہم آسانی سے کوڈ باکس تک پہنچ جائیں گے“...... گاسکر نے کہا۔

”گڈ شو۔ واقعی آپ نے انتہائی ذہانت آمیز بات کی ہے۔ اس پوائنٹ پر تو میں نے بھی نہیں سوچا تھا۔ اگر سیٹلائٹ سسٹم اور ڈیوائس کی آؤٹ ریز کو ری سائیکل کیا جائے اور ان ریز کو سرچنگ سسٹم سے لنک کر دیا جائے تو اس سے کوڈ باکس کو سرچ کیا جا سکتا ہے۔ گڈ شو۔ آپ واقعی سارگو کی طرح انتہائی ذہین ہیں۔ وہ بھی انتہائی گہرے انداز میں سوچتا تھا اور ناممکن کو بھی ممکن کر دینے کا فن جانتا تھا۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ سارگو کے بعد

ہاٹ واٹر کو آپ جیسا ذہین آدمی آسانی سے چلا سکتا ہے اور کامیابیوں سے ہمکنار کر سکتا ہے۔ گڈ شو“...... ڈاکٹر گرے نے اس بار بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”تو کیا آپ مجھے وہ ڈیوائس دے رہے ہیں“...... گاسکر نے اپنی تعریف پر کوئی ردعمل ظاہر کئے بغیر سنجیدگی سے کہا۔

”ضرور کیوں نہیں۔ اس ڈیوائس کو مائٹ پلس کہتے ہیں۔ آپ جب چاہیں مجھ سے لے سکتے ہیں“...... ڈاکٹر گرے نے کہا۔

”میں آپ کے پاس اپنا ایک آدمی بھیج رہا ہوں۔ اس کا نام ایلمٹ ہے۔ وہ آپ کو ہاٹ واٹر اور میرے نام کا حوالہ دے گا۔ آپ مائٹ پلس اس کے حوالے کر دیں۔ وہ مجھے پہنچا دے گا“۔ گاسکر نے کہا۔

”اوکے۔ آپ اسے لیبارٹری میں بھیج دیں“...... ڈاکٹر گرے نے کہا تو گاسکر نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”یہ آپ نے بہت اچھا کیا ہے چیف کہ آپ نے ڈاکٹر گرے سے مائٹ پلس ڈیوائس منگوا لی ہے۔ اس ڈیوائس کی وجہ سے ہم واقعی آسانی سے کوڈ باکس کو تلاش کر سکتے ہیں چاہے وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں کیوں نہ ہو“...... کارٹر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اگر مائٹ پلس کا ذکر فائل میں ہوتا تو میں پہلے ہی اسے ڈاکٹر گرے سے منگوا لیتا اور اب تک ہمیں پتہ چل چکا ہوتا

کہ کوڈ باکس کہاں ہے اور ڈاکٹر کاظم اسے لے کر پاکیشیا میں کہاں چھپا ہوا ہے''...... گاسکر نے کہا۔

''کوڈ باکس ابھی تباہ نہیں ہوا ہے جس کا مطلب واضح ہے کہ ڈاکٹر کاظم نے ابھی تک اس باکس کو کھولنے کی کوشش نہیں کی ہے اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ اس بات سے واقف ہے کہ اگر اس نے کوڈ باکس زبردستی کھولنے کی کوشش کی تو کوڈ باکس بلاسٹ ہوسکتا ہے باکس میں موجود بی آر جی اور اس کے فارمولے سمیت وہ خود بھی ہلاک ہوسکتا ہے''...... لیزا نے کہا۔

''ہاں۔ وہ ذہین سائنس دان ہے۔ اس نے کوڈ باکس ابھی پاکیشیائی حکومت کے حوالے نہیں کیا ہے۔ شاید وہ پہلے خود کوڈ باکس کھول کر بی آر جی چیک کرنا چاہتا ہے اسی لئے وہ کوڈ باکس سمیت چھپا ہوا ہے اور کوڈ باکس کے پرفیکٹ کوڈ ٹریس کرنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہو گا۔ وہ اپنی کوشش کو کسی بھی صورت میں رائیگاں نہیں جانے دے گا اس لئے اس سے پہلے کہ وہ باکس کا کوڈ اوپن کرنے میں کامیاب ہو جائے تم دونوں کو ہر صورت میں اس تک پہنچنا ہے اور اس سے کوڈ باکس حاصل کر کے واپس لانا ہے۔ سمجھ گئے تم''...... گاسکر نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہم کوڈ باکس ہر صورت میں واپس لائیں گے''...... کارٹر نے کہا۔

''ڈاکٹر کاظم کا کیا کرنا ہے چیف۔ کیا اسے بھی ہمیں زندہ واپس

لانا ہے یا......'' لیزا نے کہا۔

''نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے ایکریمیا کے ساتھ غداری کی ہے اور غداری کی کیا سزا ہوتی ہے یہ مجھے تم دونوں کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کا انجام انتہائی بھیانک ہونا چاہئے۔ ایسا انجام کہ مرنے کے بعد بھی اس کی روح صدیوں تک بلبلاتی رہے''...... گاسکر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''ایسا ہی ہو گا چیف۔ ہم اسے انتہائی عبرتناک سزا دیں گے اور اس کی موت انتہائی خوفناک اور بھیانک ہو گی''...... کارٹر نے کہا۔

''اوکے۔ اب تم دونوں جا سکتے ہو۔ ڈاکٹر گرے جیسے ہی مائٹ پلس مجھے بھیجے گا میں وہ ڈیوائس تمہیں بھجوا دوں گا۔ اس دوران تم دونوں پاکیشیا جانے کے لئے تیاری کر لو''...... گاسکر نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور گاسکر کو مخصوص انداز میں سلام کرتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران نے صفدر کے فلیٹ کے دروازے پر پہنچ کر کال بیل پر انگلی رکھی تو اندر بیل بج اٹھی۔

''کون ہے''...... اندر سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''خود ہی بوجھو کہ باہر کون ہو سکتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اندر سے کھٹک کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔

''عمران صاحب آپ''...... صفدر نے کہا۔

''دروازہ کھولنے سے پہلے بتانا چاہئے تھا کہ باہر کون ہے اب دروازہ کھول کر، مجھے دیکھ کر اور پہچان کر بتانے کا کیا فائدہ''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''اندر آئیں''...... صفدر نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا اندر آ گیا۔ سامنے صوفے پر تنویر بیٹھا ہوا تھا جبکہ جولیا اور صالحہ دکھائی نہیں دے رہی تھیں۔

''اخاہ۔ چشم بدور، فرزند ارجمند میاں تنویر اختر خاں بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔ زہے نصیب۔ زہے نصیب جو صبح صبح ان کا بھی دیدار نصیب ہو گیا''...... تنویر کو دیکھتے ہی عمران کی زبان چل پڑی۔ اس کی باتیں سن کر تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس نے اٹھ کر عمران سے ہاتھ ملایا اور عمران اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

''خوا دو کہاں ہیں''...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''خواتین کا تو سنا ہے یہ خوا دو کیا ہوتا ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم نے بتایا تھا کہ یہاں جولیا اور صالحہ موجود ہیں۔ یہ دو ہیں تو ان دونوں کو میں خوا دو ہی کہوں گا۔ اگر تین ہوتیں تو انہیں خواتین کہتا''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''وہ دونوں کچن میں آپ کے لئے چائے بنا رہی ہیں''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''دونوں چائے بنا رہی ہیں۔ کیوں چائے بنانا کیا اتنا ہی مشکل کام ہے کہ کچن میں دو دو عورتوں کو کام کرنا پڑتا ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''تنویر۔ تمہار چہرہ دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ تم کوئی خاص بات بتانا چاہتے ہو اور اسی وجہ سے مجھے یہاں بلایا گیا ہے''...... عمران نے چند لمحے توقف کے بعد تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر نے اثبات

میں سر ہلا کر اسے ساری باتیں تفصیل سے بتا دیں۔

''کیا نام بتایا اس سائنس دان کا تم نے''...... عمران نے کہا۔

''ڈاکٹر کاظم''...... تنویر نے کہا۔ اسی لمحے جولیا اور صالحہ ایک ٹرالی دھکیلتی ہوئیں ڈرائنگ روم میں داخل ہوئیں۔ ان دونوں نے عمران کو سلام کیا۔ ٹرالی میں چائے کے ساتھ سنیکس اور دوسرے لوازمات بھی تھے۔

''میں صرف چائے پیئوں گا۔ باقی سب مجھے پیک کر کے دے دینا تاکہ دوپہر کو لنچ کے طور پر استعمال کر سکوں کیونکہ سلیمان نے پچھلے کئی ماہ کی تنخواہ نہ دینے پر میرا دانہ پانی بند کر رکھا ہے۔ مجبوراً مجھے ادھر ادھر سے ادھار مانگ کر پیٹ بھرنا پڑتا ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بھی مسکرا دیئے۔

''کیا تم نے اسے ساری بات بتا دی ہے''...... جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں''...... تنویر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تو پھر کیا کہا ہے اس نے''...... جولیا نے کہا۔

''میں نے کیا کہنا ہے۔ ڈپٹی چیف تم ہو۔ تمہارا جو فیصلہ ہو گا وہی ان سب کا ہو گا میں تو ویسے ہی بے چارہ، قسمت کا مارا ہوں وہ بھی ایسا جو نہ تین میں ہوتا ہے اور نہ تیرا میں''...... عمران نے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا ہمیں اس سلسلے میں چیف سے بات

کرنی چاہئے یا نہیں''...... جولیا نے کہا۔

''تنویر جس فارمولے اور گن کے بارے میں بتا رہا ہے یہ واقعی انتہائی اہمیت کی حامل ہے اسی لئے تو ڈاکٹر کاظم گن اور فارمولا لے کر ایکریمیا کی سپیشل لیبارٹری سے فرار ہوا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کوڈ باکس میں بی آر جی اور اس کے فارمولے کے حوالے سے محض شوشہ چھوڑا گیا ہو اور اس باکس میں کوئی اور راز ہو جو بی آر جی اور اس کے فارمولے سے کہیں زیادہ اہمیت کا حامل ہو''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ممکن ہے''...... تنویر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''ڈاکٹر کاظم کا کوڈ باکس لے کر پاکیشیا پہنچنا اور پھر اچانک غائب ہو جانا بھی کسی معمہ سے کم نہیں ہے۔ اگر یہ کنفرم ہے کہ کوڈ باکس میں طاقتور گن اور اس کا فارمولا ہے اور وہ کوڈ باکس اس نے پاکیشیا کے لئے ہی حاصل کیا ہے تو اسے باکس فوری طور پر اعلیٰ حکام کے حوالے کر دینا چاہئے تھا تاکہ کوڈ باکس کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر کاظم کی حفاظت کا بھی بندوبست کیا جا سکے۔ ایکریمیا کے لئے باکس جس اہمیت کا حامل دکھائی دیتا ہے تمہارا کیا خیال ہے انہوں نے ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنے کے لئے یہاں ایجنٹ نہیں بھیجے ہوں گے اور ایک بار ڈاکٹر کاظم ان ایجنٹوں کے ہاتھ لگ گیا تو پھر وہ ڈاکٹر کاظم کا کیا حشر کریں گے یہ کہنے اور سوچنے کی بات نہیں ہے''...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

”تو پھر تم بتاؤ۔ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ کیا ہمیں ڈاکٹر کاظم کو بچانے کے لئے کچھ نہیں کرنا چاہئے“...... جولیا نے بے چینی سے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں اس معاملے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ یہ گن عام گن نہیں ہے ورنہ ایکریمیا، پاکیشیا پر اتنا دباؤ نہ ڈالتا کہ ہر صورت ڈاکٹر کاظم کو تلاش کر کے ان کے سپرد کیا جائے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ نہ تو ابھی تک ایکریمین ایجنٹ ڈاکٹر کاظم کو تلاش کر سکے ہیں اور نہ ہماری انٹیلی جنس۔ اگر کوڈ باکس عام ہوتا تو ڈاکٹر کاظم کو اس طرح چھپنے کی کیا ضرورت تھی“...... تنویر نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ معاملہ اتنا سیدھا نہیں ہے جتنا دکھائی دے رہا ہے۔ دال میں واقعی کچھ کالا ہے بلکہ مجھے تو ساری دال ہی کالی کالی سی دکھائی دے رہی ہے“...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”مجھے تو ایک اور فکر لاحق ہو رہی ہے“...... صالحہ نے کہا۔

”کیسی فکر“...... صفدر نے کہا۔

”جیسا کہ بتایا جا رہا ہے کہ کوڈ باکس پر کوڈ لاک لگا ہوا ہے اور غلط کوڈ لگانے پر کوڈ باکس تباہ ہو سکتا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ڈاکٹر کاظم نے کوڈ باکس کھولنے کی کوشش کی ہو اور کوڈ باکس تباہ ہو گیا ہو جس کے نتیجے میں ڈاکٹر کاظم بھی......“ صالحہ کہتے کہتے رک گئی۔

”اوہ۔ یہ واقعی اہم پوائنٹ ہے۔ ممکن ہے ایسا ہی ہوا ہو ورنہ ڈاکٹر کاظم کا اس طرح غائب رہنا سمجھ سے بالا تر ہے“...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسا ہوا ہے تو پھر ہم اسے کہاں تلاش کرتے پھریں گے“...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”تلاش تو اسے بہرحال کرنا ہی پڑے گا چاہے وہ زندہ ہو یا نہ ہو“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیسے“...... صفدر نے کہا۔

”یہ معاملہ سادہ نہیں ہے۔ مجھے اس معاملے کو خود دیکھنا پڑے گا“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں بھی اس معاملے میں اپنے ساتھ رکھیں۔ ہم بھی آپ کے ساتھ مل کر ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنا چاہتے ہیں“...... صالحہ نے کہا۔

مل کر کام کرنے سے بہتر ہے کہ تم اپنے طور پر اسے تلاش کرو اور میں اپنے طور پر اسے تلاش کرتا ہوں۔ البتہ ہم ضرورت پڑنے پر ایک دوسرے کے ساتھ معلومات کا تبادلہ کر سکتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”یہ زیادہ مناسب رہے گا“...... جولیا نے کہا۔

”ڈاکٹر کاظم کی تلاش کے ساتھ ساتھ ہمیں اس بات کا بھی خیال رکھنا ہے کہ یہاں ڈاکٹر کاظم کی تلاش میں جو ایکریمین ایجنٹ

آئے ہوئے ہیں ان سے ہمیں خود کو بھی محفوظ رکھنا ہے اور ڈاکٹر کاظم کو بھی ان کی پہنچ سے دور رکھنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اگر ہم سے پہلے ایکریمین ایجنٹ ڈاکٹر کاظم تک پہنچ گئے تو پھر ہم کیا کریں گے''...... جولیا نے کہا۔

''ہمیں کسی بھی حال میں ڈاکٹر کاظم کو ایکریمین ایجنٹوں سے بچانا ہے اور کوڈ باکس کسی بھی صورت میں ایکریمین ایجنٹوں کے ہاتھوں میں جانے سے روکنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تب پھر ہمیں چیف سے بات کر لینی چاہئے۔ اس طرح ہم اپنے باقی ساتھیوں کو بھی ایکٹیو کر سکتے ہیں تاکہ وہ بھی ڈاکٹر کاظم کی تلاش میں ہماری مدد کر سکیں اور ایکریمین ایجنٹوں پر بھی نظر رکھ سکیں''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ یہ مناسب رہے گا''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر تم چیف سے بات کرو گے یا میں کروں''...... جولیا نے کہا۔

''مجھ سے زیادہ چیف تم پر بھروسہ کرتا ہے۔ تم اسے ساری صورتحال سے آگاہ کرو گی تو مجھے یقین ہے کہ وہ انکار نہیں کرے گا البتہ تم چیف کو یہ یقین دلا دینا کہ تم اور تمہارے ساتھی ملٹری انٹیلی جنس کے راستے میں آنے کی کوشش نہیں کرو گے انہیں ویسے ہی کام کرنے دیا جائے گا جیسا وہ کر رہے ہیں۔ تم سب خاموشی سے اپنے طور پر کام کرو گے''...... عمران نے کہا۔

''تب تو چیف کو واقعی کوئی اعتراض نہیں ہو گا''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے چائے ختم کی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اب تم کہاں چل دیئے''...... اسے اٹھتے دیکھ کر جولیا نے کہا۔

''ہمیں اس معاملے پر دیر نہیں کرنی چاہئے۔ ایکریمین ایجنٹ یہاں ہیں تو ان سے کوئی بعید نہیں کہ وہ کیا کر گزریں۔ اس سے پہلے کہ وہ ڈاکٹر کاظم کا کوئی سراغ لگائیں ہمیں فوری طور پر ڈاکٹر کاظم کو تلاش کر کے اپنی تحویل میں لے لینا چاہئے تاکہ ان سے کوڈ باکس بھی حاصل کیا جا سکے اور ان کی حفاظت بھی کی جا سکے اور یہ کام ہمیں آج سے بلکہ ابھی سے شروع کرنا ہو گا''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کارٹر اور لیزا پاکیشیا پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے دارالحکومت کے ایک فائیو سٹار ہوٹل میں اپنے لئے کمرے بک کرائے تھے اور پھر انہوں نے وہاں ایک روز ریسٹ کیا تھا اور اس کے بعد کارٹر، لیزا کو ہوٹل چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ گاسکر نے کارٹر کو ڈاکٹر گرے سے مائٹ پلس منگوا کر دیا تھا جسے لے کر کارٹر سپیشل سرچنگ سنٹر گیا تھا۔ اس نے اس ڈیوائس کے ذریعے کوڈ باکس کی سرچنگ کرنی شروع کی تھی۔ جدید سیٹلائٹ سسٹم سے اسے یہ تو پتہ چل گیا تھا کہ کوڈ باکس پاکیشیا میں ہے لیکن اس سسٹم سے اسے اس بات کا پتہ نہیں چل سکا تھا کہ کوڈ باکس پاکیشیا کے کس حصے میں ہے۔ کارٹر نے پاکیشیائی سیٹلائٹ سے بھی اس ڈیوائس کو لنک کیا تھا تا کہ کوڈ باکس کی صحیح لوکیشن کا پتہ چلا سکے لیکن اس سلسلے میں اسے ناکامی ہی ہوئی تھی۔ کوڈ باکس کی لوکیشن کسی بھی طرح ٹریس نہیں ہو رہی تھی جس کے بعد کارٹر نے لیزا کے ساتھ فوری طور پر پاکیشیا پہنچنے کو

ترجیح دی تھی اور پھر وہ اس کے ساتھ پاکیشیا پہنچ گیا۔

لیزا کو کارٹر پر بے حد غصہ آ رہا تھا کیونکہ وہ کئی گھنٹوں سے غائب تھا اور اس نے لیزا کو یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ کہاں گیا ہے اور اس کی واپسی کب تک ہو گی۔ پھر آٹھ گھنٹوں بعد کارٹر واپس آیا تو وہ بے حد تھکا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر تھکاوٹ کے ساتھ ساتھ انتہائی الجھن اور ناکامی کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے جیسے وہ سارا دن بھاگ دوڑ کرتا رہا ہو اور اس بھاگ دوڑ کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

''کہاں سے آ رہے ہو اور یہ تم نے اپنا حلیہ کیا بنا رکھا ہے''۔ اسے دیکھتے ہی لیزا بری طرح سے پھٹ پڑی۔

''تھوڑا سانس تو لے لینے دو۔ بری طرح سے تھکا ہوا ہوں۔ آتے ہی تم نے پھوہڑ مزاج بیویوں کی طرح ڈانٹنا شروع کر دیا ہے''...... کارٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر صوفے پر یوں گر گیا جیسے اب اس میں مزید کھڑے رہنے کی سکت نہ ہو۔ لیزا اسے تیز نظروں سے گھور رہی تھی۔

''گھور کیوں رہی ہو''...... کارٹر نے کہا۔

''گھوروں نہ تو اور کیا کروں۔ حد ہوتی ہے کسی بات کی۔ مجھے یہاں اکیلی کمرے میں بند کر کے خود نجانے کہاں چلے گئے تھے۔ پورے آٹھ گھنٹوں سے میں یہاں تمہارا انتظار کر رہی ہوں''۔ لیزا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو تمہیں کس نے کہا تھا کہ کمرے میں بند ہو کر بیٹھی رہو۔ چلی جاتی کہیں سیر کرنے"...... کارٹر نے کہا۔

"میں یہاں سیر کرنے نہیں آئی ہوں سمجھے تم اور تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ میں ان لڑکیوں میں سے نہیں ہوں جو سیر سپاٹے کر کے اپنا وقت ضائع کرتی رہتی ہیں"...... لیزا نے منہ بنا کر کہا۔

"مجھے جہاں جانا تھا وہاں میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا تھا"...... کارٹر نے کہا۔

"کیوں نہیں لے جا سکتے تھے۔ بولو"...... لیزا نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"اب میں تمہیں کیا بتاؤں"...... کارٹر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں بتا سکتے۔ بتاؤ کیا بتانا چاہتے ہو۔ جو بھی بات کرنی ہے کھل کر کرو۔ تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ میں سچی اور کھری سننا پسند کرتی ہوں"...... لیزا نے درشت لہجے میں کہا۔

"میں ایک ایسی جگہ گیا تھا جہاں عورتوں کو بھیڑیوں کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ خاص طور پر غیر ملکی گوری چمڑی والی لڑکیوں کو دیکھ کر ان بھیڑیوں کی رالیں ٹپک پڑتی ہیں اور ان کا بس نہیں چلتا کہ وہ اس لڑکی کو چیر پھاڑ کر رکھ دیں۔ اب سمجھ آیا تمہیں"۔ کارٹر نے منہ بنا کر کہا۔

"ہونہہ۔ دنیا میں ایسی کون سی جگہ ہے جہاں عورتوں کو ایسی

نظروں سے نہیں دیکھا جاتا"...... لیزا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ہے لیکن پھر بھی مجھے تمہاری عزت پیاری ہے اس لئے میں جان بوجھ کر تمہیں اپنے ساتھ وہاں نہیں لے گیا تھا"۔ کارٹر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ تمہیں مجھ سے اتنی ہمدردی کب سے ہو گئی کہ تمہیں میری عزت کی پرواہ ہونے لگ گئی ہے"...... لیزا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اب تم نہ سمجھو تو میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... کارٹر نے کہا۔

"تم بتاؤ گے نہیں تو میں کیسے سمجھوں گی۔ نانسنس"...... لیزا نے منہ بنا کر کہا۔

"میں تمہیں پسند کرتا ہوں"...... کارٹر نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ کون سی نئی بات ہے۔ یہ بات تم پہلے بھی سینکڑوں بار کہہ چکے ہو"...... لیزا نے اسی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس بار میں کسی اور نظریئے سے کہہ رہا ہوں"...... کارٹر نے کہا۔

"اچھا میں بھی تو سنوں کہ اس بار تمہارا نظریہ کیا ہے"۔ لیزا نے اسی طرح طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں نے سوچ لیا ہے کہ اس بار ہم جیسے ہی مشن مکمل کر کے واپس ایکریمیا جائیں گے میں شادی کرلوں گا۔ اب میں اکیلے پن

سے بور ہو چکا ہوں''...... کارٹر نے کہا تو لیزا چونک پڑی اور غور سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی جیسے وہ یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی ہو کہ کارٹر کی بات میں کتنی سچائی ہے۔

''کیا پاکیشیا میں کوئی لڑکی پسند آ گئی ہے تمہیں''...... لیزا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ پاکیشائی نہیں ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''تو کسی اور ملک کی ہو گی جو تمہیں پاکیشیا میں مل گئی ہو گی''۔ لیزا نے منہ بنا کر کہا۔

''میں کسی اور کی نہیں تمہاری بات کر رہا ہوں''...... کارٹر نے کہا تو لیزا یکلخت اچھل پڑی۔

''میری۔ کیا مطلب''...... لیزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں تم سے شادی کرنے کا کہہ رہا ہوں کہ اب یہاں سے مشن مکمل کر کے واپس جاتے ہی ہم شادی کر لیں گے''۔ کارٹر نے کہا تو لیزا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف یوں دیکھنے لگی جیسے اسے کارٹر کی دماغی حالت پر شک ہو رہا ہو۔

''تم ہوش میں تو ہو یا ضرورت سے زیادہ چڑھا کر آئے ہو''۔ لیزا نے کہا۔

''میں نے صبح سے شراب کی ایک بوند بھی نہیں چکھی اس لئے میں مکمل طور پر ہوش میں ہوں''...... کارٹر نے کہا۔

''حیرت ہے۔ پھر تو مجھے فوراً باہر جا کر دیکھنا پڑے گا کہ آج

ج کس طرف سے طلوع ہوا تھا''...... لیزا نے کہا۔

''کیوں''...... کارٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ تم جیسا سنگ دل اور ات مزاج یہ بات کیسے کر سکتا ہے۔ میں پچھلے چھ ماہ سے ہارے پیچھے پڑی ہوئی ہوں کہ مجھ سے شادی کر لو لیکن تم ہر بار مجھے صاف انکار کر دیتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ ہم سیکرٹ ایجنٹ ہیں اور یکرٹ ایجنٹوں کو کسی طور پر ایسے رشتے ناطوں میں نہیں بندھنا چاہئے جو آنے والے وقتوں میں خطرے کا پیش خیمہ بن جائیں اور اب تم خود یہ بات کہہ رہے ہو اس سے تو مجھے ایسا ہی لگ رہا ہے کہ یا تو تم نے ضرورت سے زیادہ شراب پی لی ہے جو تمہارے دماغ پر چڑھ گئی ہے یا پھر باہر کی گرمی نے تمہارا دماغ پگھلا دیا ہے جو تم بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو''...... لیزا نے کہا تو کارٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

''نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میں اس معاملے میں پچھلے کئی ماہ سے سوچ رہا ہوں۔ اب آج موقع مل گیا تو میں نے دل کی بات تم سے کہہ دی ہے''...... کارٹر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''تم شاید مجھ سے کچھ چھپانا چاہتے ہو اسی لئے مجھے ان باتوں سے بہلانے کی کوشش کر رہے ہو''...... لیزا نے کہا۔

''نہیں۔ میں بھلا تمہیں کیوں بہلاؤں گا''...... کارٹر نے کہا۔

''تو پھر بتاؤ کہاں گئے تھے تم اور اتنا وقت کہاں گزار کر آئے

ہو“...... لیزا نے پوچھا۔

”میں اسی ڈاکٹر کاظم کی تلاش میں گیا تھا۔ ایکریمیا نے پاکیشیائی حکام کو ایک مراسلہ جاری کیا تھا اور کہا تھا کہ ڈاکٹر کاظم کی تلاش میں ہماری مدد کی جائے۔ اس سلسلے میں پاکیشیائی حکومت نے ملٹری انٹیلی جنس کو ڈاکٹر کاظم کی تلاش کا کام سونپا تھا۔ میں نے سفارتی ذرائع سے وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان سے بات کی اور پھر ان کے ذریعے ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا اور پھر میں ملٹری انٹیلی جنس کے متعلقہ سیکشن کے جو ڈاکٹر کاظم کی تلاش کر رہا تھا انچارج سے ملا۔ اس سے میں نے ڈاکٹر کاظم کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے بتایا ہے کہ انہوں نے ڈاکٹر کاظم کو ہر طرف سرچ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ابھی تک اس بات کا علم نہیں ہو سکا ہے کہ ڈاکٹر کاظم پاکیشیا پہنچ کر کہاں روپوش ہو گیا ہے“...... کارٹر نے جواب دیا۔

”ہونہہ۔ اگر ملٹری انٹیلی جنس اسے تلاش نہیں کر سکے تو پھر ہم اسے کیسے تلاش کریں گے“...... لیزا نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا۔ ہمیں ہاٹ واٹر کے نئے چیف نے یہ مشن سونپا ہے جسے مکمل کر کے ہم نے اس پر یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم اپنے کسی بھی مشن میں ناکام نہیں ہوتے اور ناممکن کو بھی ممکن کر دینا جانتے ہیں“...... کارٹر نے جواب دیا۔

”تو کیا ہمیں ڈاکٹر کاظم کی تلاش کے لئے پاکیشیا کے تمام انسانوں کو چیک کرنا پڑے گا۔ یہاں کروڑوں لوگ بستے ہیں ہم کس کس کو چیک کرتے پھریں گے“...... لیزا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یہی میں سوچ رہا ہوں“...... کارٹر نے کہا۔

”کیا تمہارے پاس کوئی وے آف ایکشن نہیں ہے“...... لیزا نے پوچھا۔

”فی الحال تو میرے پاس کوئی وے آف ایکشن نہیں ہے“۔ کارٹر نے کہا۔

”پھر تو اندھیرے میں ہی ٹکریں مارنے والا کام رہ جاتا ہے“۔ لیزا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا“۔ کارٹر نے کہا۔

”لیکن کیسے“...... لیزا نے کہا۔

”ایک طریقہ ہے“...... کارٹر نے کہا۔

”کون سا طریقہ“...... لیزا نے پوچھا۔

”اس کے لئے مجھے سائفن کی خدمات حاصل کرنی پڑیں گی۔ وہی ایک ایسا انسان ہے جو ڈاکٹر کاظم کی تلاش میں ہماری مدد کر سکتا ہے“...... کارٹر نے کہا۔

”سائفن۔ کون سائفن“...... لیزا نے حیرت سے کہا۔

”اس کا تعلق کرانس سے ہے۔ اسے دنیا بھر میں مخبری کا کیڑا کہا جاتا ہے۔ بھاری معاوضے کے لئے وہ پاکیشیا میں چھپے ہوئے شخص کو تو کیا دنیا کے کسی بھی خطے میں چھپے ہوئے شخص کو تلاش کرا سکتا ہے لیکن اس کا معاوضہ بہت زیادہ ہے جو شاید ہم افورڈ نہ کر سکیں گے“...... کارٹر نے کہا۔

”کتنا معاوضہ لیتا ہے وہ“...... لیزا نے پوچھا۔

”شخصیت کی اہمیت کے مطابق اس کی ڈیمانڈ ہوتی ہے وہ جتنا منہ پھاڑ لے اس کی مرضی۔ بعض اوقات وہ ایک کروڑ ڈالرز تک کی ڈیمانڈ کر دیتا ہے“...... کارٹر نے کہا۔

”کافی بڑی ڈیمانڈ ہے اس کی“...... لیزا نے کہا۔

”چیف سے بات کرنی پڑے گی“...... کارٹر نے کہا۔

”تو کرو بات چیف سے۔ اس میں سوچنے کی کیا بات ہے“۔ لیزا نے کہا۔

”نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم چیف سے بات کرو“...... کارٹر نے کہا۔

”کیوں۔ میں کیوں کروں چیف سے بات“...... لیزا نے چونک کر کہا۔

”تم چیف سے کہو کہ ہمیں یہاں ایک ایسا آدمی ملا ہے جس کے پاس ڈاکٹر کاظم کے بارے میں معلومات ہیں لیکن وہ ان کی معلومات کے بدلے میں دو کروڑ ڈالرز مانگ رہا ہے۔ مجھے یقین

ہے چیف تمہاری بات مان جائے گا“...... کارٹر نے کہا۔

”وہ کیوں۔ یہ بات تو تم بھی چیف سے کر سکتے ہو“...... لیزا نے کہا۔

”ہاں کر سکتا ہوں لیکن جب ہم دونوں اس کے پاس بیٹھے تھے تو وہ باتیں مجھ سے کر رہا تھا لیکن اس کی نظریں تم پر گڑی ہوئی تھیں۔ میں نے اس کی آنکھوں میں تمہارے لئے حرص دیکھی تھی جیسے نظروں ہی نظروں میں وہ تمہیں کھا ہی جائے گا۔ میں نے جان بوجھ کر اس بات کا نظر انداز کر دیا تھا۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم یہ بات کرو گی تو وہ انکار نہیں کرے گا اور ہمیں فوری طور پر فنڈ جاری کرنے کے احکامات دے دے گا“۔ کارٹر نے کہا۔

”یہ بات تو خیر میں نے بھی محسوس کی تھی کہ وہ مجھ میں دلچسپی لے رہا ہے لیکن میں نے اس پر توجہ نہ دی تھی“...... لیزا نے کہا۔

”اب کیا کیا جائے تم ہو ہی دلچسپی لینے کی چیز“...... کارٹر نے مسکرا کر کہا تو لیزا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”ایسا ہوتا تو کئی مہینوں سے میں تمہارے پیچھے پڑی ہوئی ہوں اور تم شادی کرنے کی حامی ہی نہیں بھرتے تھے اور آج۔ آخر یہ تبدیلی تم میں آئی کیسے“...... لیزا نے کہا۔

”سچ پوچھو تو یہ تبدیلی اس وقت آئی تھی جب چیف تمہیں گھور رہا تھا اس وقت میں دل میں سچ مچ جیلسی فیل کر رہا تھا۔ اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ اس سے پہلے کہ ہم مشن مکمل کر کے واپس

جائیں اور چیف پھر تمہیں ایسی نظروں سے دیکھے میں فوراً تم سے
شادی کر لوں“...... کارٹر نے کہا تو لیزا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس
پڑی۔

”ٹھیک ہے۔ میں چیف سے بات کرتی ہوں لیکن اگر چیف
نے کہا کہ اس آدمی پر رقم ضائع کرنے کی بجائے اسے اٹھا کر اس
سے زبردستی معلومات لی جائیں تو“...... لیزا نے کچھ سوچ کر کہا۔

”چیف سے کہنا کہ وہ معلومات کا تبادلہ خود نہیں کرتا اس کے
کارکن آگے آتے ہیں۔ اس کا نمائندہ آئے گا ہم سے معاوضہ لے
گا اور بعد میں معلومات فون پر دی جائیں گی“...... کارٹر نے کہا۔

”اس کا نام کیا بتایا تھا تم نے جس سے معلومات لینی ہیں“۔
لیزا نے پوچھا۔

”سائفن“...... کارٹر نے کہا تو لیزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں کرتی ہوں چیف سے بات اور ہاں ایک
بات تو رہ گئی“...... لیزا نے اٹھ کر پھر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کون سی بات“...... کارٹر نے چونک کر پوچھا۔

”ایسا نہ ہو کہ چیف ہمیں فنڈز جاری کر دے اور ہم رقم دے کر
سائفن سے جو معلومات لیں اس کا کوئی نتیجہ ہی نہ نکلے تو پھر کیا ہو
گا۔ ہم چیف کو کیا جواب دیں گے“...... لیزا نے کہا۔

”اس کی تم فکر نہ کرو۔ سائفن کے بارے میں، میں بخوبی جانتا
ہوں وہ دھوکہ دینے والا انسان نہیں ہے۔ اس کی معلومات مصدقہ

ہوں گی“...... کارٹر نے کہا۔

”میں تو کہتی ہوں کہ اس سے پہلے میں چیف سے بات کروں
تم ایک بار سائفن سے بات کر لو۔ اس سے پوچھو کہ اگر واقعی اس
کے پاس ڈاکٹر کاظم کے بارے میں معلومات ہیں تو وہ اس کے
لئے کتنا معاوضہ لے گا۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس کی ڈیمانڈ زیادہ
ہو اور ہمارے لئے مشکل ہو جائے۔ ایک بار اس کی ڈیمانڈ معلوم
ہو جائے تب میں چیف سے بھی اتنی ہی ڈیمانڈ کر سکتی ہوں“۔ لیزا
نے کہا۔

”ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ مجھے واقعی پہلے سائفن سے بات کر لینی
چاہئے۔ تم دروازے کو لاک کر دو۔ یہ مخصوص ساخت کا کمرہ ہے۔
اس کمرے سے اندر کی آواز باہر نہیں جا سکتی اور باہر کی آواز اندر
نہیں آ سکتی۔ اسی لئے میں نے خاص طور پر اس ہوٹل کا انتخاب کیا
تھا تاکہ ہم آپس میں اطمینان سے اور کھل کر ہر بات کر سکیں“۔
کارٹر نے کہا تو لیزا نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر دروازے کی
طرف بڑھ گئی۔ کارٹر نے جیب سے ایک جدید ساخت کا سیل فون
نکالا اور پھر اس نے سیل فون کا عقبی کور کھولا اور اس میں لگی ہوئی
بیٹری باہر نکال لی۔ اس نے بیٹری کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا
بٹن پریس کیا اور پھر سیل فون کے اندر سم کارڈ کی سائیڈ پر لگا ہوا
ایک بٹن پریس کر دیا پھر اس نے سیل فون میں بیٹری لگائی اور اس
کا کور لگا دیا اور پھر اس نے سیل فون کا بٹن پریس کر دیا۔ اب اس

کا سیل فون جدید ساخت کے لانگ رینج ٹرانسمیٹر میں بدل گیا تھا جس کی نہ تو کال کہیں چیک کی جا سکتی تھی اور نہ سنی جا سکتی تھی۔ لیزا کمرے کا دروازہ لاک کر کے واپس اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی۔

کارٹر کے بٹن پریس کرتے ہی سیل فون کے لاؤڈر سے بیپ کی آواز سنائی دی تو کارٹر نے بٹن پریس کر کے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ ہوتے ہی سیل فون پر لگا ہوا سرخ رنگ کا ایک بلب جل اٹھا۔ کارٹر نے ایک اور بٹن پریس کیا اور پھر اس نے دوسری طرف کال دینی شروع کر دی۔

''ہیلو ہیلو۔ ٹاپ ایجنٹ کارٹر کالنگ فرام ایکریمیا۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور''...... کارٹر نے دھیمی آواز میں مگر مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس۔ سائفن اٹنڈنگ فرام کرانس کلب۔ اوور''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

''سائفن میں ایکریمیا کا ٹاپ ایجنٹ کارٹر بول رہا ہوں۔ اوور''...... کارٹر نے کہا۔

''میں نے تمہاری آواز پہچان لی ہے۔ بولو۔ کیوں کال کی ہے۔ اوور''...... سائفن نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا۔

''تم سے کچھ معلومات لینی ہیں۔ اوور''...... کارٹر نے کہا۔

''کیسی معلومات۔ اوور''...... سائفن نے پوچھا۔

''ایکریمیا کی ریاست ناراک کی سپیشل لیبارٹری میں کام کرنے والے پاکیشیائی نژاد ڈاکٹر کاظم کا نام سنا ہے تم نے۔ اوور''...... کارٹر نے کہا۔

''وہی ڈاکٹر کاظم جو سپیشل لیبارٹری سے ایکریمیا کا ایک اہم راز جو ایک کوڈ باکس میں بند ہے چوری کر کے لے گیا ہے۔ اوور''...... سائفن نے کہا تو اس کا جواب سن کر لیزا کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیل گئے۔ وہ اس لئے حیران ہوئی تھی کہ ناراک میں ڈاکٹر کاظم اور کوڈ باکس کے راز کو انتہائی ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا تھا جبکہ سائفن ڈاکٹر کاظم اور کوڈ باکس کا نام یوں لے رہا تھا جیسے یہ خبر پوری دنیا کے نیوز پیپرز میں پرنٹ ہو گئی ہو جبکہ ایسا ہرگز نہ تھا۔

''ہاں۔ میں اسی ڈاکٹر کاظم کی بات کر رہا ہوں۔ اوور''...... کارٹر نے سنجیدگی سے کہا۔

''کیا جاننا چاہتے ہو اس کے بارے میں۔ اوور''...... سائفن نے بھی سنجیدگی سے پوچھا۔

''یہ کہ وہ کس ملک میں اور کہاں چھپا ہوا ہے۔ اوور''۔ کارٹر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بتا دیا جائے گا لیکن اس کا معاوضہ میرے مطلب کا ہو گا۔ اوور''...... سائفن نے بارعب لہجے میں کہا۔

''مجھے حتمی اور مصدقہ معلومات چاہئیں۔ اوور''...... کارٹر نے کہا۔

''مل جائیں گی۔ سائفن کی کوئی رپورٹ غیر تصدیق شدہ اور

قیاس آرائیوں پر مبنی نہیں ہوتی۔ اوور''...... سائفن نے غرا کر کہا۔

''معاوضہ بتاؤ۔ اوور''...... کارٹر نے بھی سخت لہجے میں کہا۔

''ایک کروڑ پچاس لاکھ ڈالرز۔ رعایت کی بات کی تو دس فیصد اور بڑھا دوں گا۔ اوور''...... سائفن نے کہا۔

''مجھے رعایت نہیں چاہئے۔ اوور''...... کارٹر نے منہ بنا کر کہا۔

''میرا اکاؤنٹ تمہیں معلوم ہے۔ معاوضہ جمع کراؤ اور دو روز میں معلومات لے لو۔ اوور اینڈ آل''...... سائفن نے کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔

''یہ سائفن تو بے حد سخت مزاج اور معاوضے کے معاملے میں ہٹ دھرم معلوم ہوتا ہے''...... لیزا نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ وہ مصدقہ معلومات فراہم کرتا ہے اس لئے وہ معاوضے کے معاملے میں کسی سے رو رعایت نہیں کرتا''...... کارٹر نے کہا۔

''تو کیا میں کروں چیف سے بات''...... لیزا نے کہا۔

''کرنی ہی پڑے گی۔ اس کے سوا اب اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم مجھے اپنے ہی ٹرانسمیٹر پر چیف سے کال ملا دو میں چیف سے بات کر لیتی ہوں''...... لیزا نے کہا تو کارٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور چیف کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''کیسے ہیں آپ۔ کافی دنوں بعد آئے ہیں''...... سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

''لائف میں تھوڑا سا سکون ملا ہوا تھا۔ کوئی کام کاج نہیں تھا اس لئے فلیٹ میں بیٹھا سلیمان کی ادھار کی لائی ہوئی مفت کی روٹیاں توڑ رہا تھا لیکن ممبران سے میرا چین اور سکون دیکھا نہ گیا انہوں نے مجھے بلا لیا اور خواہ مخواہ میرے گلے ایک ایسا کیس منڈھ دیا ہے جس پر میں کام کردں تب مشکل نہ کروں تب مشکل''۔ عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ممبران نے آپ کو کیس دیا ہے میں کچھ سمجھا نہیں''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ممبران میں میرا رقیب روسفید بھی شامل ہے وہ تو ہر وقت

میری جان کا دشمن بنا رہتا ہے۔ اس کا بس نہیں چلتا کہ مجھے کسی ایسے معاملے میں دھکیل دے جہاں ہر طرف سے گولیوں کی بوچھاڑیں ہو رہی ہوں اور میں کسی طرح ان گولیوں کا شکار ہو جاؤں اور اس کا راستہ ہمیشہ کے لئے صاف ہو جائے لیکن یہ اس کی بدقسمتی اور میری خوش قسمتی ہے کہ میں اللہ کے کرم سے بڑے سے بڑے خطرے سے بچ نکلتا ہوں اور اس بے چارے کے ارمانوں پر اوس پڑ جاتی ہے''۔ عمران نے اسی انداز میں کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کو تنویر کی بتائی ہوئی تمام باتیں بتا دیں۔

''کیس تو واقعی اہم ہے۔ اگر ڈاکٹر کاظم واقعی ایکریمیا کا اتنا طاقتور اسلحہ میرا مطلب ہے بی آر جی اور اس کا فارمولا لایا ہے جس کی ریز ایٹمی میزائلوں سے بھی زیادہ طاقت رکھتی ہے تو اس سے واقعی پاکیشیا کی دفاعی پوزیشن اور زیادہ مضبوط ہو جائے گی اور پاکیشیا کو کثیر سرمائے سے مہنگے میزائل نہ بنانے پڑیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو تم بھی اس گن میں دلچسپی لے رہے ہو''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''ظاہر ہے۔ اس قدر یونیک اور طاقتور گن جس سے میزائلوں پر صرف ہونے والا کثیر سرمایہ بچ سکتا ہے اور ایک ہلکا پھلکا مگر طاقتور ترین اسلحہ ہمیں مل سکتا ہے تو اس میں دلچسپی نہ لینے والی کیا بات ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ڈاکٹر کاظم کوڈ باکس لے کر پچھلے ایک ہفتے سے پاکیشیا میں موجود ہے لیکن وہ یہاں آتے ہی روپوش ہو گیا ہے۔ اگر اس نے وہ باکس پاکیشیا کے مفاد کے لئے حاصل کیا تھا تو پھر اسے کوڈ باکس لے کر اس طرح روپوش ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ اسے تو کوڈ باکس فوراً اعلیٰ حکام کے سپرد کر دینا چاہئے تھا''...... عمران نے کہا۔

''ہو سکتا ہے ڈاکٹر کاظم کو اس بات کا ڈر ہو کہ اس کے پیچھے ایکریمین ایجنٹ نہ لگے ہوئے ہوں اس لئے وہ ان سے بچنے کے لئے وقتی طور پر روپوش ہو گیا ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''پھر بھی اس کے سرداور سمیت یہاں کئی نامور سائنس دانوں سے رابطے تھے۔ وہ پہلے بھی کئی بار پاکیشیا آ چکا ہے۔ اگر اسے خطرہ تھا تو وہ کم از کم سرداور یا اپنے کسی جاننے والے سائنس دان سے ہی رابطہ کر لیتا اور ان کے ذریعے کوڈ باکس اعلیٰ حکام تک پہنچا دیتا''...... عمران نے کہا۔

''کیا آپ نے کنفرم کیا ہے کہ ڈاکٹر کاظم نے سرداور یا کسی اور سائنس دان سے رابطہ نہیں کیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں''...... عمران نے کہا۔

''پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ڈاکٹر کاظم نے ان سے رابطہ نہیں کیا ہو گا۔ ممکن ہے کہ اس نے کسی سے رابطہ کیا ہو اور کوڈ باکس کسی اہم شخصیت کے حوالے کر دیا ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ملٹری انٹیلی جنس اس بات کا یقیناً کھوج

لگا لیتی۔ انٹیلی جنس کی رپورٹ کے مطابق ڈاکٹر کاظم ایئر پورٹ پر چیک کیا گیا تھا وہ بھی اپنی چند خاص حرکات کی وجہ سے سی سی کیمروں سے۔ ایئر پورٹ سے نکل کر وہ کہاں گیا اس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس نے سی سی کیمروں سے ڈاکٹر کاظم کی جو تصاویر حاصل کی تھیں۔ ان کے پرنٹ نکلوا کر ایئر پورٹ سے باہر ٹیکسی ڈرائیوروں تک کو دکھائی تھیں لیکن ان میں سے کسی نے ڈاکٹر کاظم کو نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی ڈاکٹر کاظم نے کسی ٹیکسی میں سفر کیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر ڈاکٹر کاظم ایئر پورٹ سے باہر آنے کے بعد کہاں گیا ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ اس نے کسی کو اپنی آمد کی خفیہ اطلاع دی ہو اور وہ اسے ایئر پورٹ لینے پہنچ گیا ہو۔ اب اگر ڈاکٹر کاظم کو رسیو کرنے والے کا پتہ چل جائے تو اس کے ذریعے ڈاکٹر کاظم تک پہنچا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن کیسے پتہ چلے گا کہ ڈاکٹر کاظم کو ایئر پورٹ سے لے جانے والا کون ہے اور اس بات کو کئی دن بھی گزر چکے ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ کام ٹائیگر سے بہتر کوئی نہیں کر سکتا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو کیا آپ نے ٹائیگر کو اس کام پر لگا دیا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ظاہر ہے۔ کئی روز پرانا معاملہ ہے اور اس کی تیزی سے تحقیقات کرنی ہیں اس لئے ٹائیگر کو تیزی سے کام کرنے کا کہہ کر ہی یہاں آیا ہوں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''تب تو وہ یقیناً جلد ہی پتہ چلا لے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ تو پتہ چلا لے گا لیکن مجھے ایک اطلاع ملی ہے کہ ایکریمیا کے دو ٹاپ ایجنٹ جن کا تعلق ہاٹ واٹر سے ہے یہاں پہنچ چکے ہیں۔ ان میں کارٹر اور لیزا کا نام سامنے آیا ہے اور وہ دونوں واقعی خطرناک ایجنٹ ہیں جو انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں۔ کارٹر نے باقاعدہ ملٹری انٹیلی جنس کے سیکشن آفس میں جا کر سیکشن آفیسر سے معلومات حاصل کی تھیں۔ مجھے خدشہ ہے کہ کہیں وہ دونوں ٹائیگر سے پہلے ڈاکٹر کاظم تک نہ پہنچ جائیں اس لئے مجھے ان کا راستہ روکنا ہو گا۔ اگر ڈاکٹر کاظم ان کے ہاتھ لگ گیا تو وہ اسے یقیناً ہلاک کر دیں گے اور اس سے کوڈ باکس چھین کر لے جائیں گے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ دونوں ایجنٹ کہاں ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے ان کے بارے میں بھی ٹائیگر کے ذریعے معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ دونوں وائٹ روز ہوٹل میں ٹھہرے

ہوئے ہیں۔ کارٹر ملٹری انٹیلی جنس کے سیکشن آفیسر سے ملنے کے بعد واپس وائٹ روز ہوٹل میں گیا تھا۔ وہ وہاں تھرڈ فلور پر کمرہ نمبر تیرہ میں لیزا کے ساتھ موجود ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ دونوں وہاں سے نکل جائیں میں نے صفدر، تنویر، جولیا اور صالحہ کو انہیں اٹھانے کے لئے بھیج دیا ہے۔ وہ انہیں لے کر رانا ہاؤس پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد وہ رانا ہاؤس میں اس وقت تک ہمارے مہمان رہیں گے جب تک ہم ڈاکٹر کاظم کو تلاش نہیں کر لیتے''...... عمران نے جواب دیا۔

''یہ آپ نے بہت اچھا کیا ہے ورنہ واقعی کارٹر اور لیزا، ڈاکٹر کاظم کو نقصان پہنچا سکتے تھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کے علاوہ بھی ایک اور خبر ہے میرے پاس''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ کیا''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''ڈاکٹر کاظم اور اس کے پاس موجود کوڈ باکس حاصل کرنے کے لئے روسیاہ کے ایجنٹ بھی یہاں پہنچے ہوئے ہیں''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

''اوہ۔ تو کیا وہ بھی ڈاکٹر کاظم سے کوڈ باکس حاصل کرنا چاہتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ اس باکس میں دنیا کی انتہائی تباہ کن گن اور اس کا فارمولا ہے اسے کون حاصل نہ کرنا چاہے گا۔ ابھی تو روسیاہ کا نام

سامنے آیا ہے۔ آگے آگے دیکھو دنیا کے نجانے کتنے ایجنٹ اس گن کے لئے یہاں ٹپک پڑیں''...... عمران نے کہا۔

''تب تو صورتحال انتہائی خطرناک ہو جائے گی۔ اگر پوری دنیا کے ایجنٹ یہاں آ گئے تو ہم کن کن سے نپٹتے رہیں گے۔ وہ تو یہاں آ کر تباہی مچا دیں گے''...... بلیک زیرو نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''اس لئے ہمیں ایک گیم کھیلنی پڑے گی تاکہ یہاں جو ایجنٹ موجود ہیں وہ واپس چلے جائیں اور ان کے بعد کوئی اور ایجنٹ یہاں نہ آ سکے''...... عمران نے کہا۔

''کیسی گیم''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ڈاجنگ گیم''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''ڈاجنگ گیم۔ کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھا نہیں''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہمیں اپنے کسی خاص ایجنٹ کو ڈاکٹر کاظم کے روپ میں اس انداز میں یہاں سے نکالنا ہو گا کہ اس کا پاکیشیا سے فرار ہونے کا اور کسی کو علم ہو یا نہ ہو ایکریمیا، روسیاہ اور ایسے ممالک کو ہو جائے جو یہ جانتے ہیں کہ ڈاکٹر کاظم پاکیشیا میں چھپا ہوا ہے۔ جیسے ہی انہیں پتہ چلے گا کہ ڈاکٹر کاظم کوڈ باکس سمیت پاکیشیا سے بھی نکل گیا ہے تو وہ اس کی تلاش میں پاکیشیا آنے کی بجائے اس ملک کا رخ کریں گے جہاں ڈاکٹر کاظم پہنچا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن یہ سب ہو گا کیسے۔ اگر نقلی ڈاکٹر کاظم پکڑا گیا تو سب کو اس بات کا پتہ چل جائے گا کہ یہاں ڈاجنگ گیم کھیلی گئی ہے اور ڈاکٹر کاظم پاکیشیا میں ہی موجود ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ گیم انتہائی پلاننگ سے اور فول پروف انداز میں کھیلی جائے گی کہ ڈاکٹر کاظم یہاں سے نکل جائے اور یہاں سے نکلتے ہی وہ ایسا غائب ہو کہ ڈھونڈنے پر بھی وہ کسی کو نہ مل سکے۔ تب ہی پاکیشیا دنیا بھر کے ایجنٹوں سے محفوظ رہ سکتا ہے ورنہ نہیں''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن یہ ڈاجنگ گیم کھیلے گا کون اور آپ یہاں سے کسے ڈاکٹر کاظم بنا کر فرار کرانے کا سوچ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے عمران کی بات سمجھتے ہوئے کہا۔

''یہ انتہائی رسکی کام ہے اور اس کے لئے مجھے خود ہی کرنا پڑے گا''......عمران نے کہا۔

''مطلب یہ کہ ڈاکٹر کاظم کے روپ میں آپ یہاں سے نکلیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن کیسے۔ کیا اس کے لئے آپ نے کوئی پلاننگ کی ہے''۔ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایک پلاننگ ہے میرے ذہن میں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ بلیک زیرو کو اپنی پلاننگ کے بارے میں بتانے لگا۔

''یہ تو واقعی انتہائی خطرناک اور جان لیوا پلاننگ ہے۔ آپ کی ذرا سی لغزش آپ کو سیدھا موت کے منہ میں لے جا سکتی ہے''۔ بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہے تو سہی لیکن یہ کرنا ضروری ہے''......عمران نے کہا۔

''آپ ایک کام اور کیوں نہیں کرتے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کون سا کام''......عمران نے چونک کر کہا۔

''اگر ہم نے ایجنٹوں کو ڈاج ہی دینا ہے تو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ڈاکٹر کاظم جو باکس سپیشل لیبارٹری سے لایا ہے ویسا ہی ایک باکس بنایا جائے اور ایکریمین یا پھر روسیاہ کے ایجنٹوں کو اس باکس تک پہنچنے دیا جائے۔ باکس میں اسی طرح کوڈ والا لاک لگا دیا جائے تاکہ جیسے ہی اسے کھولا جائے تو وہ بلاسٹ ہو جائے۔ کسی کو ایا پتہ چلے گا یا باکس اصل تھا کہ نقلی۔ اس طرح باکس کا مسئلہ حل ہو جائے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو ڈاکٹر کاظم۔ اس کا کیا کیا جائے گا۔ ایکریمین ایجنٹ تو اس وقت تک یہاں سے نہیں جائیں گے جب تک وہ ڈاکٹر کاظم کو ہلاک نہ کر دیں''......عمران نے کہا۔

''ڈاکٹر کاظم کا میک اپ کر کے کوڈ باکس کے ساتھ کسی ایسے شخص لاش رکھ دی جائے جو اتفاقیہ حادثے کا شکار ہو گیا ہو۔ لاش

کی حالت اتنی خراب ہو کہ یہ پتہ ہی نہ چل سکے کہ وہ ڈاکٹر کاظم کی لاش ہے یا نہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ایکریمین اور روسیاہ کے ایجنٹ بے حد ذہین ہیں۔ اگر وہ لاش کے سیمپل اپنے ساتھ لے گئے تو ڈی این اے ٹیسٹ سے انہیں فوراً معلوم ہو جائے گا کہ وہ لاش ڈاکٹر کاظم کی نہیں ہے''۔ عمران نے کہا۔

''تب پھر ایسا بھی تو کیا جا سکتا ہے کہ کسی طرح روسیاہ کے ایجنٹوں اور ایکریمین ایجنٹوں کو ایسے راستے پر ڈال دیا جائے جو انہیں اس جگہ لے جائے جہاں ڈاکٹر کاظم کوڈ باکس کے ساتھ موجود ہو اور ڈاکٹر کاظم انہیں دیکھ کر خوفزدہ ہو جائے اور ان کے سامنے باکس کے کوڈز لگا کر باکس بلاسٹ کر دے۔ ڈاکٹر کاظم کے ساتھ کوڈ باکس کے بلاسٹ ہونے سے دونوں ممالک بلکہ یہاں آنے والے مزید ایجنٹوں کو بھی یہ پتہ چل جائے گا کہ ڈاکٹر کاظم بھی ہلاک ہو چکا ہے اور کوڈ باکس بھی بلاسٹ ہو چکا ہے''۔ بلیک زیرو نے ایک اور تجویز دیتے ہوئے کہا۔

''اس کے لئے ہمیں کسی کو قربانی کا بکرا بنانا پڑے گا۔ اس کھیل میں ایک انسانی زندگی ضائع ہو گی۔ یہ سوچا ہے تم نے''...... عمران نے کہا۔

''اگر ملک کی بقاء کے لئے میں اپنی زندگی داؤ پر لگا دوں تو اس سے کیا فرق پڑے گا۔ کم از کم ملک میں غیر ملکی ایجنٹوں کی آمد اور

ملکی سلامتی کو تو کوئی خطرہ نہیں رہے گا اور پاکیشیا کو ایک طاقتور اسلحہ اور اس کا فارمولا مل جائے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ تمہارا جذباتی فیصلہ ہے۔ میں اس فیصلے کی تائید نہیں کروں گا۔ یہ اقدام خودکشی کرنے کے مترادف ہو گا اور اسلام میں خودکشی حرام ہے''...... عمران نے کہا۔

''ملکی بقاء کے لئے جنگ کے دوران ہمارے عظیم سپوت بھی تو اپنے سینوں پر بم باندھ کر پاکیشیا میں داخل ہونے والے ٹینکوں کے نیچے لیٹ گئے تھے اور انہوں نے ان ٹینکوں کو پاکیشیا میں داخل نہیں ہونے دیا تھا۔ وہ بھی تو ان کی شہادت تھی۔ کیا ملک کے دفاع کے لئے اگر میں ایسا کوئی قدم اٹھاؤں گا تو وہ شہادت نہیں ہو گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اُس معاملے اور اِس معاملے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس وقت فوج نے پاکیشیا کی عوام کی حفاظت کے لئے یہ سب کچھ کیا تھا۔ اگر دشمنوں کے ٹینک پاکیشیا میں داخل ہو جاتے تو نجانے پاکیشیا کے کتنے بے گناہ اور معصوم انسان ان درندوں کی درندگی کا شکار ہو جاتے جبکہ اس معاملے میں ایک سائنس دان اور ایک سائنسی ایجاد کا معاملہ ہے جو ایک کوڈ باکس میں موجود ہے۔ تمہارا یہ فیصلہ تمہیں شہادت کے رتبے تک نہیں پہنچا سکتا''...... عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

''تو پھر کیا کیا جا سکتا ہے۔ ہم ڈاکٹر کاظم اور کوڈ باکس کو کس

طرح دشمنوں کے قبضے میں جانے سے روک سکتے ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کا وہی طریقہ ہے جو میں تمہیں بتا چکا ہوں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''یعنی پاکیشیا سے ڈاکٹر کاظم کا کوڈ باکس سمیت فرار''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن آپ ڈاکٹر کاظم کے روپ میں جائیں گے کس ملک میں۔ ظاہر ہے آپ جہاں بھی جائیں گے دشمن ملک کے ایجنٹ آپ کے پیچھے ہوں گے۔ آپ اس ملک میں جا کر غائب ہو جائیں گے اور یہاں واپس لوٹ آئیں گے لیکن یہ تو سوچیں کہ اس ملک میں دوسرے ملکوں کے ایجنٹ ڈاکٹر کاظم اور کوڈ باکس کی تلاش کے لئے کس قدر تباہی پھیلا سکتے ہیں۔ کیا ہم اپنے ملک کو بچانے کے لئے کسی دوسرے ملک کو آگ میں جھونک سکتے ہیں چاہے وہ مسلم ملک ہو یا غیر مسلم ملک''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''اوہ۔ یہ تو بات تو واقعی میرے ذہن میں آئی ہی نہیں تھی۔ ظاہر ہے میں ڈاکٹر کاظم کے روپ میں جس ملک میں جاؤں گا۔ ایجنٹ میرے پیچھے وہاں ضرور آئیں گے اور وہ ڈاکٹر کاظم کی تلاش میں زمین آسمان ایک کر دیں گے جس سے نجانے کتنے بے گناہ

اور معصوم لوگ موت کے گھاٹ اتر جائیں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر کوئی ایسا طریقہ سوچیں جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اب واقعی کچھ اور ہی سوچنا پڑے گا''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا اور پھر وہ واقعی گہری سوچ میں کھو گیا۔ اسے خاموش اور سوچ میں گم دیکھ کر بلیک زیرو اٹھا اور آپریشن روم سے نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں چائے کے دو کپ تھے۔ عمران ابھی تک خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے اس کے سامنے چائے کا کپ رکھا تو وہ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا پھر اس نے چائے کے کپ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور کپ اٹھا کر چائے کے چھوٹے چھوٹے سپ لیتا ہوا سوچنے لگا۔

''مجھے تو سوائے اس کے اور کچھ نہیں سوجھ رہا کہ ہم ایکریمیا، روسیاہ اور دوسرے ممالک کے ایجنٹوں کو اسی طرح دھوکہ دیں کہ ڈاکٹر کاظم کوڈ باکس لے کر پاکیشیا سے نکل گیا ہے''...... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

''لیکن ڈاکٹر کاظم کوڈ باکس لے کر جائے گا کس ملک میں''۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

''وہیں جہاں سے وہ آیا تھا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

''آپ کا مطلب ہے ایکریمیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ایک بار ڈاکٹر کاظم کوڈ باکس سمیت ایکریمیا پہنچ کر غائب ہو جائے تو پھر دنیا بھر کے ایجنٹ اسے ڈھونڈتے ہی رہ جائیں گے۔ اگر یہ راز کسی پر کھل بھی گیا کہ ایکریمیا پہنچنے والا ڈاکٹر کاظم اصلی نہیں بلکہ ڈمی تھا تو تب بھی ہمیں اتنا وقت بہرحال مل جائے گا کہ ہم ڈاکٹر کاظم کو پاکیشیا میں تلاش کر سکیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اگر ڈاکٹر کاظم کو کوڈ باکس سمیت ایکریمیا پہنچا دیا جائے تو سب کی توجہ ایکریمیا کی طرف ہو جائے گی۔ وہاں غیر ملکی ایجنٹ سوچ سمجھ کر ہی جائیں گے اور پھر جب ایکریمین ایجنٹوں کو ہی وہاں ڈاکٹر کاظم کا کوئی سراغ نہیں ملے گا تو پھر دوسرے ممالک کے ایجنٹ وہاں بھلا کیا ایکشن کر سکیں گے۔ یہی بہتر طریقہ ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اب سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ ڈاکٹر کاظم نے جو کوڈ باکس حاصل کیا ہے وہ کس شکل کا ہے۔ اس کی لمبائی چوڑائی اور اس کا وزن کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس پر کون سی کوڈ مشین لگی ہوئی ہے۔ باکس جس ڈیوائس سے تباہ ہو سکتا ہے اس ڈیوائس کا نام کیا ہے۔ جب تک ہم اصل کوڈ باکس جیسا باکس نہیں بنائیں گے اس وقت تک ہماری یہ ڈاجنگ گیم کسی کام نہیں آئے گی''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ تو اب آپ کیسے معلوم کریں گے کہ کوڈ باکس کیسا ہے اور اس میں کون سی ڈیوائسز لگی ہوئی ہیں''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''یہ سب معلوم کرنے کے لئے بھی مجھے ہی کچھ کرنا پڑے گا''۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیا کریں گے آپ''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''کسی سے رابطہ ہی کروں گا اور کون سا میں نے یہاں رمبا سمبا ڈانس شروع کر دینا ہے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے سامنے پڑا ہوا فون اپنی طرف کھسکایا۔ اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور پھر وہ نمبر پریس کرنے لگا۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ملتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''ایکریمیا کی ریاست لافیڈا کا رابطہ نمبر دیں''۔ عمران نے کہا۔

''ایک منٹ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور رسیور میں چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔ پھر عمران کو نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور دوبارہ نمبر ملانے لگا۔

''لافیڈا انکوائری پلیز''...... رابطہ ملتے ہی ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

''ہیٹن میں موجود شارک کلب کا نمبر بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''ایک منٹ ہولڈ کریں پلیز''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور

پھر رسیور میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ چند لمحوں بعد آپریٹر نے نمبر بتا دیا تو عمران نے رابطہ منقطع کر کے ٹون کلیئر کی اور آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے لگا۔

''شارک کلب''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''کیلر سے بات کراؤ۔ میں ولنگٹن سے پرنس چارمنگ بول رہا ہوں''...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

''کون کیلر۔ کون پرنس چارمنگ۔ یہاں کوئی کیلر نہیں رہتا۔ بند کرو فون''...... دوسری طرف سے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا دوسری طرف سے یکلخت رسیور کریڈل پر پٹخ دیا گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور ساتھ ہی ری ڈائل کا بٹن پریس کر دیا۔

''شارک کلب''...... رابطہ ملتے ہی دوبارہ وہی آواز سنائی دی۔

''میری کیلر سے بات کراؤ نانسنس۔ میں پرنس چارمنگ ہوں۔ کیلر کو اگر پتہ چلا کہ میں نے اس سے رابطہ کیا تھا اور تم نے میری اس سے بات نہیں کرائی تھی تو وہ تمہیں شوٹ کرنے میں ایک منٹ کی بھی دیر نہیں لگائے گا۔ جلدی کراؤ بات۔ ورنہ میں اس سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کر کے تمہاری شکایت کر دوں گا''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''کون ہو تم''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''بتایا تو ہے میں نے۔ پرنس چارمنگ۔ تم ایک بار کیلر سے بات کرو اور میرا نام لو۔ وہ مجھ سے بات کرنے کے لئے تمہارے پاس دوڑا چلا آئے گا''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کرو ایک منٹ''...... دوسری طرف سے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا گیا اور پھر رسیور میں خاموشی چھا گئی۔

''ہیلو ہیلو۔ میں کیلر بول رہا ہوں۔ پرنس چارمنگ کیا تم لائن پر ہو''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا سانس بے حد پھولا ہوا تھا جیسے وہ واقعی دوڑ کر فون سننے کے لئے آیا ہو۔

''میں تو لائن پر ہوں لیکن لگتا ہے کہ تم نے اپنی لائن خراب کر لی ہے اور اپنے پاس ایسے نانسنس جمع کر لئے ہیں جو پرنس چارمنگ کا نام بھی نہیں جانتے اور بات سنے بغیر فون بند کر دیتے ہیں''...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ پرنس، جیری نیا آدمی ہے۔ اسے تمہارے بارے میں نہیں معلوم۔ اسے معاف کر دو پرنس۔ اس کے لئے میں تم سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتا ہوں۔ فار گاڈ سیک اسے معاف کر دو''۔ دوسری طرف سے کیلر نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''پرنس چارمنگ تو اسے معاف کر سکتا ہے لیکن کیا کیلر اس آدمی کو معاف کر سکتا ہے جس نے پرنس چارمنگ کی پوری بات سنے بغیر ہی فون بند کر دیا ہو''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ نہیں۔ کیلر ایسے آدمی کو واقعی معاف نہیں کر سکتا جو پرنس چارمنگ کا نام سنے اور پھر اس کی پوری بات سنے بغیر ہی فون بند کر دے۔ ایسا کر کے جیری نے نہ صرف پرنس چارمنگ بلکہ میری بھی توہین کی ہے اور میں پرنس چارمنگ اور اپنی توہین کرنے والے کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ایک منٹ رکو پرنس میں ابھی اسے اپنے ہاتھوں سے گولی مارتا ہوں"...... کیلر نے کہا۔

"نہیں۔ رکو۔ اسے گولی مارنے کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو بتاؤ میں اسے کیا سزا دوں پرنس۔ اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دوں یا اس کی دونوں ٹانگیں۔ اگر کہو تو میں اس کے ہاتھ پاؤں کے ساتھ اس کی زبان بھی کاٹ دیتا ہوں اور اسے خارش زدہ کتا کی طرح سڑک پر پھینک دیتا ہوں"...... کیلر نے کہا۔

"نہیں۔ تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔ اسے اپنی طرف سے اور میری طرف سے لاسٹ وارننگ دے دو اور بس۔ اس سے کہہ دو کہ جب بھی میں کال کروں تو یہ فوراً میری تم سے بات کرایا کرے ورنہ وہ لافیڈا سے تو کیا دنیا سے بھی یوں غائب ہو جائے گا جیسے اس کا کبھی کوئی وجود ہی نہ تھا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ سن رہا ہے پرنس۔ میں نے لاؤڈر آن کر رکھا ہے۔ ہماری باتیں سن کر اس پر لرزہ طاری ہو گیا ہے"...... کیلر نے کہا۔

"اسے فوراً باہر بھیجو اور میری بات سنو"...... عمران نے کہا۔

"اوکے پرنس"...... کیلر نے کہا اور ایک لمحے کے لئے پھر رسیور میں خاموشی چھا گئی۔

"وہ باہر چلا گیا ہے پرنس۔ اب بولو۔ اتنے عرصے کے بعد تمہیں میری کیسے یاد آ گئی"...... چند لمحوں بعد دوبارہ کیلر کی آواز سنائی دی۔

"یاد ان کو کیا جاتا ہے جو بھول گئے ہوں۔ تمہاری شکل تو مجھے خواب میں بھی نہیں بھولتی بلکہ اگر میں کہوں کہ تم ہر رات مجھے خواب میں ڈرانے کے لئے آتے ہو تو یہ غلط نہ ہو گا۔ خواب میں جیسے ہی تم میرے سامنے آتے ہو میں فوراً جاگ جاتا ہوں اور تم اس وقت تک میرے پیچھا نہیں چھوڑتے جب تک میں لاحول نہ پڑھ لوں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف کیلر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ میں شیطان ہوں جو صرف لاحول پڑھنے سے ہی بھاگتا ہے"...... کیلر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم تو شیطان سے بھی بڑے ہو"...... عمران نے جواب دیا تو کیلر بے اختیار کھلکھلا کر ہنسنا شروع ہو گیا۔

"یہ آپ ہی ہیں پرنس جو مجھ سے یہ سب کہنے کی ہمت رکھتے ہیں ورنہ کوئی مجھ سے ایسی بات کرے تو میں اسے دوسرا سانس لینے موقع نہیں دیتا"...... کیلر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ تم مجھے بتا رہے ہو یا دھمکا رہے ہو"...... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ میں اور آپ کو دھمکاؤں۔ مجھ میں اتنی جرأت کہاں''...... کیلر نے بوکھلا کر کہا۔

''اچھا چھوڑو ان باتوں کو اور بتاؤ آنٹی فریڈا کیسی ہیں۔ انہیں میں نے جو دردِ دل کا نسخہ دیا تھا کیا وہ اس پر عمل کر رہی ہیں یا نہیں اور اس نسخے کے استعمال سے انہیں کس قدر افاقہ ہوا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''آپ کے دیئے ہوئے نسخے کی بدولت انہیں نئی زندگی مل گئی ہے پرنس۔ وہ اختلاج قلب اور بلڈ پریشر کی مریضہ تھی اور دنیا بھر سے علاج کرا کرا کر تھک گئی تھیں لیکن انہیں کوئی افاقہ نہیں ہو رہا تھا۔ آپ کے بتائے ہوئے نسخے کے استعمال کے بعد تو وہ جیسے یہ بھول ہی گئی ہیں کہ وہ کبھی اختلاج قلب اور بلڈ پریشر کی مریضہ تھیں۔ اب نہ تو انہیں کبھی اختلاج قلب ہوا ہے اور نہ ہی بلڈ پریشر، بلکہ ان کے معالج جب بھی ان کا بلڈ پریشر چیک کرتے ہیں تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ بڑی ماں کا بلڈ پریشر آئیڈیل کی حد تک نارمل ہے اور میں جانتا ہوں یہ سب آپ کے بتائے ہوئے نسخے کی وجہ سے ممکن ہوا ہے۔ آپ نے میری ماں کو نئی زندگی دے کر مجھ پر جو احسان کیا ہے اسے میں مرتے دم تک نہیں بھول سکتا۔ میری ماں ہی میری زندگی ہے اور میں اسے معمولی سی بھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا''...... کیلر نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ماں بیٹے کے لئے سب سے بڑی دولت ہے۔ جو بیٹے اس دولت کو سنبھال کر نہیں رکھتا وہ ہمیشہ خسارے میں رہتا ہے۔ وہ خوش نصیب ہوتا ہے جو اپنی ماں کی خدمت کر کے جنت پا لیتا اور ہمیشہ خوش و خرم رہتا ہے۔ مجھے تمہاری ماں سے تمہاری محبت دیکھ کر ہی تم سے انس ہوا تھا اور میں نے تم جیسے پاکھنڈی اور ایکریمیا کے سب سے بڑے بدمعاش کو اپنا دوست بنا لیا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف کیلر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''فرمائیں۔ آپ نے مجھے کیسے فون کیا ہے کیونکہ آپ کے ساتھ رہ کر کم از کم اتنا تو مجھے معلوم ہو ہی چکا ہے کہ آپ بغیر کسی مطلب کے مجھے فون نہیں کر سکتے''...... کیلر نے کہا۔

''مطلب تو خیر مجھے تم سے ہے لیکن سب سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ تم آنٹی فریڈا کے لئے میری طرف سے نیک تمناؤں اور ان کی درازیٔ عمر اور صحت مند زندگی کے خیر سگالی کے پیغام لے لو اور یہ تمام پیغام انہیں میری جانب سے پہنچا دو۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہر دم خوش و خرم، آباد، صحت مند اور تندرست رکھے اور ان کے ہاتھ پاؤں تمہیں غلط کاموں سے روکنے کے لئے تم پر برستے رہیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ کا بہت شکریہ پرنس۔ جو آپ میری بوڑھی ماں کے لئے اس قدر نیک اور خیر سگالی کے جذبات رکھتے ہیں''...... کیلر نے کہا۔

''یہ نیک اور خیر سگالی کے جذبات صرف تمہاری ماں کے لئے ہیں تمہارے لئے نہیں۔ جس طرح میں اپنی اماں بی کے سامنے سر جھکائے بیٹھا ان کی جوتیاں کھاتا رہتا ہوں تم بھی میری طرح اپنی ماں کی جوتیاں کھا کھا کر گنجے ہوگئے ہو''...... عمران نے کہا تو کیلر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''مگر مجھ میں اور آپ میں فرق اتنا ہے کہ میں اپنی ماں کی جوتیاں کھا کر واقعی گنجا ہو چکا ہوں جبکہ اماں بی کی جوتیاں کھانے کے باوجود آپ کے سر سے ایک بال بھی نہیں جھڑتا۔ جوتیاں کھا کر بال نہ جھڑیں اس کا بھی آپ کے پاس کوئی نسخہ ہے تو بتا دیں۔ میں اپنے سر پر موجود گنے چنے بال تو بچا لوں''...... کیلر نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران بھی ہنس پڑا۔ عمران نے چونکہ لاؤڈر آن کر رکھا تھا اس لئے بلیک زیرو خاموشی سے بیٹھا ان کی باتیں سن کر مسکرا رہا تھا۔

''نہیں بھائی۔ ماں کے ہاتھوں جوتیاں کھا کر سر کے بال بچانے والا میرے پاس کوئی نسخہ نہیں ہے۔ صرف ایک راز ہے جو مجھے اب تک گنجا ہونے سے بچائے ہوئے ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا راز ہے۔ وہی بتا دیں''...... کیلر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے جب بھی اماں بی کے کمرے میں جانا ہوتا ہے تو میں اپنی

بہن یا پھر ملازموں سے کہہ کر اماں بی کی ہارڈ جوتیاں بدلوا کر ان کی جگہ سافٹ جوتیاں رکھوا دیتا ہوں۔ میرے سر پر جب بھی اماں بی کی جوتیاں برسی ہیں وہ ہارڈ نہیں سافٹ تھیں اسی لئے میرے بال بچے ہوئے ہیں ورنہ اب تک میں بھی گنجا پرنس بن چکا ہوتا''...... عمران نے کہا تو کیلر اس زور سے ہنسنے لگا کہ ہنستے ہنستے اسے اچھو لگ گیا۔

''اچھا بتائیں۔ فون کیسے کیا ہے آپ نے''...... کچھ دیر ہنستے رہنے کے بعد کیلر نے اپنی ہنسی روکتے ہوئے کہا۔

''تم نے ایک بار مجھے اپنے کزن سے ملایا تھا جس کا نام غالباً ڈاکٹر ہڈسن ہے۔ وہ سائنس دان ہے اور ایکریمیا کی سپیشل لیبارٹری میں کام کرتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ اب وہ سپیشل لیبارٹری کا سیکنڈ انچارج ہے''۔ کیلر نے جواب دیا۔

''اس لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر گرے ہے نا''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں''...... کیلر نے جواب دیا۔

''تمہارے اپنے کزن ڈاکٹر ہڈسن سے کیسے تعلقات ہیں''۔ عمران نے پوچھا۔

''بہت اچھے تعلقات ہیں۔ وہ میرے کرمنل ہونے کے باوجود میری عزت کرتا ہے اور اکثر مجھ سے ملنے آتا رہتا ہے''...... کیلر

نے جواب دیا۔

''کیا تم بھی اس سے رابطہ کر سکتے ہو یا وہ جب آتا ہے تب ہی تم اس سے بات کرتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''میں جب چاہوں اس سے بات کر سکتا ہوں۔ اس کی وجہ سے میری بھی سپیشل لیبارٹری میں خاصی جان پہچان ہو گئی ہے بلکہ سچ کہوں تو ٹاپ ون سپیشل لیبارٹری کے بہت سے ٹھیکے ڈاکٹر ہڈسن نے مجھے دلا دیئے ہیں جن کا بھاری پرافٹ ملنے سے میرے حالات بدل گئے ہیں''...... کیلر نے کہا۔

''کون کون سے ٹھیکے دلائے ہیں تمہیں ڈاکٹر ہڈسن نے''۔ عمران نے پوچھا۔

''لیبارٹری میں نوے فیصد افراد بلیک وہسکی کے شوقین ہیں اور وہ سب وہسکی پانی کی طرح پیتے ہیں۔ روزانہ کی بنیاد پر مجھے وہاں سینکڑوں بوتلیں پہنچانی ہوتی ہیں اور یہ وہسکی میری ایجاد کردہ ہے جو میری ہی فیکٹری میں بنائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ٹرانسپورٹ اور ضروریات زندگی کی جو بھی چیزیں لیبارٹری کے افراد کو چاہئے ہوتی ہیں ان کا ٹھیکہ مجھے ہی ملا ہوا ہے''...... کیلر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم لیبارٹری میں بھی جاتے رہتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں لیبارٹری کے باہر تک تو جا سکتا ہوں لیکن سیکورٹی

رسک کی وجہ سے مجھے کبھی لیبارٹری کے اندر نہیں جانے دیا گیا اور نہ ہی میں نے کبھی ایسی خواہش کی ہے''...... کیلر نے کہا۔

''اگر میں کہوں کہ مجھے اس لیبارٹری سے کچھ حاصل کرنا ہے تو کیا تمہارا کزن ڈاکٹر ہڈسن اس سلسلے میں میری کچھ مدد کر سکتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا آپ اس لیبارٹری کا کوئی اہم راز حاصل کرنا چاہتے ہیں''...... کیلر نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں۔ اسے تم راز تو کہہ سکتے ہو لیکن یہ ایسا راز نہیں ہے جس سے لیبارٹری یا ایکریمیا کے مفادات کو کوئی نقصان پہنچے۔ مجھے لیبارٹری سے نہ تو کسی فارمولے کا پوچھنا ہے اور نہ ہی کسی ایجاد کے بارے میں کچھ معلوم کرنا ہے۔ اس لئے تم فکر نہ کرو۔ میرا ایک معمولی سا کام ہے جو تمہارا کزن آسانی سے کر سکتا ہے''۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''کام کیا ہے۔ مجھے بتائیں''...... کیلر نے بھی سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''کیا تم جانتے ہو کہ کچھ عرصہ قبل سپیشل لیبارٹری سے ایک پاکیشیائی نژاد سائنس دان ایک کوڈ باکس لے کر فرار ہوا تھا''۔ عمران نے کہا۔

''آپ شاید ڈاکٹر کاظم کی بات کر رہے ہیں''...... کیلر نے کہا تو عمران کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

''ہاں۔ تمہیں اس کا نام کس نے بتایا کیونکہ میری معلومات کے مطابق تو یہ راز ایکریمیا میں اوپن نہیں ہوا ہے۔ کیا تمہارے کزن ڈاکٹر ہڈسن نے تمہیں بتایا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ اس کے سوا مجھے یہ سب باتیں اور کون بتا سکتا ہے۔ ایک روز باتوں ہی باتوں میں اس نے مجھے ڈاکٹر کاظم کے بارے میں اور کوڈ باکس کے بارے میں بتایا تھا۔ میں ان باتوں میں چونکہ زیادہ دلچسپی نہیں لیتا اس لئے میں نے ان باتوں پر کان نہیں دھرے تھے''...... کیلر نے کہا۔

''بس تو پھر اب کان دھرو ان باتوں پر''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... کیلر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے کزن ڈاکٹر ہڈسن سے بات کرو اور اسے اس بات کے لئے راضی کرو کہ وہ اس کوڈ باکس کے چند پرنٹس تمہیں دے دے۔ وہ باکس کس سائز کا تھا، کس کلر کا، اس کا حجم کیا تھا اور اس کا وزن کیسا تھا اور یہ کہ وہ کس دھات کا بنا ہوا تھا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن آپ اس باکس کے بارے میں یہ ساری معلومات کیوں حاصل کرنا چاہتے ہیں''...... کیلر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایکریمیا کی مدد کرنے کے لئے''...... عمران نے جواب دیا۔

''ایکریمیا کی مدد کرنے کے لئے۔ وہ کیسے''...... کیلر نے اور

زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ایکریمیا کی حکومت نے پاکیشائی حکومت کو ایک مراسلہ جاری کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پاکیشائی نژاد سائنس دان ڈاکٹر کاظم کوڈ باکس لے کر پاکیشیا میں موجود ہے اس لئے اس کی تلاش میں ان کی مدد کی جائے اور اگر ڈاکٹر کاظم مل جائے تو اسے کوڈ باکس سمیت ایکریمیا کے حوالے کر دیا جائے۔ پاکیشائی حکومت اس سلسلے میں اقدامات کر رہی ہے۔ چند ایجنسیوں کو انڈر ورلڈ سے کچھ ایسے باکسز ملے ہیں جو کوڈڈ ہیں۔ شبہ کیا جا رہا ہے ان میں سے یہی کوئی ایک وہ باکس ہے جو سپیشل لیبارٹری سے چوری کیا گیا تھا۔ لیکن حکومت کو چونکہ اصل باکس کی ماہیت کا علم نہیں ہے اس لئے فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا ہے کہ ان میں اصل باکس کون سا ہے۔ میں تمہیں راز کی بات بتا دیتا ہوں۔ ایکریمین حکومت نے یہ بھی اعلان کر رکھا ہے کہ جو بھی شخص ڈاکٹر کاظم اور اس کے چوری کئے ہوئے کوڈ باکس کے بارے میں معلومات دے گا تو ایکریمین حکومت اسے ایک کروڑ ڈالر انعام دے گی۔ میں نے جب سنا تو میں نے بھی یہاں ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ مجھے ڈاکٹر کاظم تو نہیں ملا لیکن ایک خفیہ جگہ سے مجھے ایک باکس ضرور ملا ہے اور مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ وہی باکس ہے جس کے لئے ایکریمین حکومت ایک کروڑ ڈالر دے سکتی ہے۔ مجھے یہ کنفرم کرنا ہے کہ آیا باکس اصل ہے یا نہیں اس لئے مجھے اصل باکس کے

بارے میں ساری معلومات چاہئیں اور میں جانتا ہوں کہ تم اپنے کزن کے ذریعے یہ کام آسانی سے کرا سکتے ہو کیونکہ تم نے خود کہا ہے کہ تمہارا کزن تمہاری ہر بات مانتا ہے اور یہ معلومات ایسی معلومات نہیں ہیں جن سے ایکریمین لیبارٹری یا ایکریمین مفادات کو کوئی نقصان پہنچ سکے''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''آپ کو وہ باکس کہاں سے ملا ہے''...... کیلر نے ساری بات سن کر چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''تم یہ سب ابھی راز ہی رہنے دو۔ بس مل گیا ہے مجھے''۔ عمران نے کہا۔

''چلیں نہیں پوچھتا۔ یہ تو بتا دیں کہ کیا آپ کو اس بات کا یقین ہے کہ یہ وہی باکس ہے جو سپیشل لیبارٹری سے چوری کیا گیا تھا''...... کیلر نے پوچھا۔

''اگر یقین نہ ہوتا تو میں تمہیں فون کیوں کرتا۔ سمجھ لو کہ نائنٹی نائن پرسنٹ یقین ہے اور ون پرسنٹ نہیں۔ یہ ون پرسنٹ بھی تب ختم ہو جائے گا جب اس باکس کی ساری تفصیلات مجھے مل جائیں گی''...... عمران نے کہا۔

''اور اگر واقعی آپ کے پاس موجود باکس اصل ہوا تو''۔ کیلر نے کہا۔

''تو میرے وارے نیارے ہو جائیں گے اور کیا''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو کیلر بے اختیار ہنس پڑا۔

''مطلب یہ کہ آپ صرف اپنے ہی وارے نیارے کرنا چاہتے ہیں''...... کیلر نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس بار اس کی ہنسی میں عجیب سا طنز تھا۔ اس کا طنزیہ انداز سن کر عمران مسکرا دیا۔

''ارے نہیں۔ ایک بار مجھے انعام مل جائے تو میں اس میں تمہیں بھی اپنا حصہ دار بنا لوں گا''...... عمران نے کہا۔

''یہ ہوئی نا بات۔ بتائیں۔ اگر آپ کو حکومت نے ایک کروڑ ڈالرز انعام دیئے تو آپ مجھے کتنے ڈالرز دیں گے اور میرے کزن ڈاکٹر ہڈسن کو کتنے کیونکہ ڈاکٹر ہڈسن ان دنوں بے حد مقروض ہے۔ وہ اپنی فیملی کے لئے شاندار محل بنانا چاہتا ہے جس کے لئے اسے بڑی رقم کی ضرورت ہے۔ میں نے اس کی کسی حد تک مدد کر دی ہے لیکن وہ جس قدر شاندار محل بنانا چاہتا ہے اس کے لئے تو میں اپنا سب کچھ بھی اسے دے دوں تو پورا نہیں پڑے گا''...... کیلر نے کہا۔

''تمہیں میں پانچ سات سو ڈالرز دے دوں گا اور اگر ڈاکٹر ہڈسن کو ضرورت ہے تو اسے بھی دو چار ہزار ڈالرز دے دوں گا اس سے وہ عام محل تو کیا سونے کا محل بھی بنوا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف کیلر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''دو چار ہزار ڈالر سے اگر سونے کے محل تعمیر ہوتے ہوں تو ایکریمیا میں ہر دوسرا گھر سونے کا محل ہوتا''...... کیلر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تو تم بتا دو بھائی۔ تم کتنے لو گے اور تمہارا کزن کتنے پر ہنسی خوشی راضی ہو جائے گا''...... عمران نے جیسے کراہتے ہوئے کہا۔

''بیس پرسنٹ میرا اور تیس پرسنٹ میرے کزن ڈاکٹر ہڈسن کے لئے ٹوٹل پچاس پرسنٹ''...... کیلر نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے پچاس لاکھ ڈالرز''...... عمران نے جیسے بوکھلا کر کہا۔

''جی ہاں۔ آپ پرنس ہیں۔ پچاس لاکھ ڈالرز آپ کے اور پچاس لاکھ ڈالرز ہم دونوں کے۔ میرے خیال میں یہ سودا مہنگا نہیں ہے''...... کیلر نے کہا۔

''بہت مہنگا سودا ہے پیارے۔ پچاس لاکھ ڈالرز میں تو میں آسانی سے دس بیس شادیاں کر سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے حصے میں جو پچاس لاکھ ڈالرز آ رہے ہیں ان سے بھی تو آپ کر سکتے ہیں دس بیس شادیاں''...... کیلر نے ہنس کر کہا۔

''اگر میں نے اس رقم سے شادیاں کر لیں تو پھر بیویوں کو کھلاؤں گا کہاں سے''...... عمران نے معصومیت سے کہا۔

''تو پھر نہ کریں دس بیس شادیاں۔ ویسے بھی کہتے ہیں کہ ایک ہو پر نیک ہو۔ اسی فارمولے پر عمل کریں تو زندگی بھر سکون سے رہیں گے''...... کیلر نے اسی طرح ہنستے ہوئے کہا۔

''اور تم نے جو تین تین کر رکھی ہیں وہ''...... عمران نے کہا۔

''اسی لئے تو پھنسا ہوا ہوں۔ تین ہیں اور باتوں کی مشینیں ہیں جو ہر وقت چلتی رہتی ہیں اور خواہ مخواہ میری شامت آئی رہتی ہے''...... کیلر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''لگتا ہے مسز فریڈا سے زیادہ تم اپنی بیویوں سے ڈرتے ہو''۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے۔ اس دنیا میں ایسا کون خوش نصیب ہو سکتا ہے جو بیویوں سے نہ ڈرتا ہو''...... کیلر نے کراہ کر کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اچھا۔ تو کیا یہ کنفرم ہے کہ تم مجھے کوڈ باکس کی معلومات مہیا کر دو گے''...... عمران نے پوچھا۔

''اگر ڈاکٹر ہڈسن محل کے چکروں میں نہ پھنسا ہوتا اور اسے رقم کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ شاید میری بات کبھی نہ مانتا لیکن اب مجھے یقین ہے کہ وہ اتنی بڑی آفر نہیں ٹھکرائے گا اور مجھے معلومات فراہم کر دے گا''...... کیلر نے کہا۔

''تو میں امید بہاراں رکھوں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں بالکل''...... کیلر نے جواب دیا۔

''کب فون کروں تمہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''کام ہو جائے گا تو میں آپ کو خود فون کر لوں گا آپ مجھے اپنا نمبر بتا دیں''...... کیلر نے کہا۔

''میرا تو کوئی بھی مستقل ٹھکانہ نہیں ہے۔ میں کبھی دیس میں ہوتا ہوں تو کبھی پردیس اس لئے کیا نمبر دوں تمہیں اپنا۔ بہتر ہو گا

کہ میں ہی تم سے رابطہ کر لوں اور اس کال کا جو بل بنے گا وہ میں
تمہارے پچاس لاکھ ڈالرز سے کاٹ لوں گا''...... عمران نے کہا تو
کیلر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''ٹھیک ہے۔ میرا یہی نمبر سیف ہے۔ آپ جب چاہیں مجھ
سے بات کر سکتے ہیں''...... کیلر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب بتاؤ کہ میں تمہیں دوبارہ کب کال کروں''۔
عمران نے کہا۔

''کل اسی وقت۔ میں ڈاکٹر ہڈسن کو کال کر کے اپنے پاس
بلاؤں گا اور پھر اس سے تسلی سے بات کروں گا تاکہ وہ انکار نہ کر
سکے''...... کیلر نے کہا۔

''اوکے۔ اور ہاں اسے یہ ضرور بتا دینا کہ جب مجھے انعام کی
رقم ملے گی تب ہی اسے اس کا حصہ ملے گا۔ اس کے ساتھ تم بھی
یہ بات ذہن میں رکھنا کہ مجھے جو باکس ملا ہے وہ اصل نہ ہوا تو نہ
مجھے رقم ملے گی نہ تمہیں اور نہ ہی ڈاکٹر ہڈسن کو''...... عمران نے کہا۔

''جانتا ہوں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ کے پاس جو باکس
ہے وہ نقلی نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ کو اس پر ایک فیصد بھی شک ہوتا
تو آپ مجھ سے اس طرح رابطہ نہ کرتے''...... کیلر نے ہنس کر کہا۔

''پھر بھی ایک فیصد چانس تو ہے کہ میرے پاس موجود باکس وہ
باکس نہ ہو جو سپیشل لیبارٹری سے اُڑایا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ایسا ہوا تو دیکھا جائے گا۔ میں ڈاکٹر ہڈسن کو ساری بات سمجھا

دوں گا اور کچھ نہیں تو وہ اس امید پر ہی خوش ہو جائے گا کہ شاید
اس کے خیالوں کا محل تعمیر ہو جائے''...... کیلر نے کہا۔

''چلو اس سے کہو کہ جب تک مجھے انعام کی رقم نہیں مل جاتی وہ
ہواؤں میں محل تعمیر کرتا رہے''...... عمران نے کہا تو کیلر ایک بار پھر
ہنس پڑا۔ عمران نے اس سے مزید چند باتیں کیں اور پھر اس نے
رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''کون ہے یہ کیلر اور اس کی ماں اور تین بیویوں کا کیا قصہ
ہے''...... عمران کو رسیور کریڈل پر رکھتے دیکھ کر بلیک زیرو نے
پوچھا۔

''یہ انڈر ورلڈ کا ڈان ہے۔ لافیڈا کے انڈر ورلڈ کا سارا کنٹرول
اس کے ہاتھ میں ہے۔ ایک مشن کے دوران اس سے میری مڈبھیڑ
ہوئی تھی اور اس نے مجھے قید کر لیا تھا۔ یہ مجھے ہلاک کرنا چاہتا تھا
لیکن عین اسی وقت اس کے سیل فون پر کال آئی کہ اس کی والدہ
کی حالت بے حد خراب ہے۔ اسے اس کے گھریلو ملازم نے فون
کیا تھا جس پر کیلر ملازم پر چڑھ دوڑا تھا۔ اپنی ماں کی حالت خراب
ہونے کا سن کر وہ بے حد پریشان ہو گیا تھا۔ میں نے ازراہ ہمدردی
اس سے پوچھ لیا۔ وہ چونکہ انتہائی پریشان تھا اس لئے اس نے
میرے پوچھنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا اور اس نے مجھے اپنی بیمار
ماں کے بارے میں بتا دیا۔ وہ اپنی ماں کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا
چاہتا تھا۔ میں نے اسے مشورہ دیا کہ اگر وہ مجھے اپنے ساتھ لے

چلے تو میں اس کی ماں کی بیماری چند منٹوں میں ختم کر سکتا ہوں اور میں اسے ایک آسان سا علاج بتاؤں گا جس سے اس کی بہت سی بیماریاں جاتی رہیں گیں۔ نجانے اس کے دل میں کیا تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گیا۔ میں نے بازار سے چند جڑی بوٹیاں منگوائیں اور ان بوٹیوں کو پیس کر ایک دیسی نسخہ تیار کیا۔ اس نسخے کی ایک خوراک جب میں نے اس کی ماں کو کھلائی تو اس کی ماں جو اختلاج قلب اور ہائی بلڈ پریشر کی مریضہ تھی کچھ ہی دیر میں بھلی چنگی ہو گئی۔ اسی وقت ڈاکٹر وہاں آ گیا۔ اس نے جب کیلر کی ماں کو چیک کیا تو وہ بھی حیران رہ گیا کہ کیلر کی ماں کی حالت جو انتہائی ابتر بتائی جا رہی تھی حیرت انگیز طور پر نارمل ہو چکی ہے۔ نہ صرف اس کے دل کا درد رک گیا تھا بلکہ اس کا ہائی بلڈ پریشر بھی آئیڈیل حد تک نارمل ہو چکا تھا۔ جس پر کیلر اور اس کی ماں میرے اس قدر احسان مند ہوئے کہ کیلر کی ماں نے مجھے اپنا بیٹا بنا لیا اور کیلر جو اپنی ماں سے ڈرتا ہے اور جس طرح اماں بی میرے سر پر جوتیاں برساتی ہیں اسی طرح کیلر کی بوڑھی ماں بھی کیلر کی ہر وقت کھنچائی کرتی رہتی ہے۔ اس نے کیلر کو حکم دیا کہ میں ان کا دوسرا بیٹا ہوں اور وہ میرا ہمیشہ خیال رکھے گا اور میری ہر ضرورت پوری کرنے کے ساتھ ساتھ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچنے دے گا۔ تب سے بے چارہ پھنسا ہوا ہے۔ اپنی ماں کا حکم وہ ٹال نہیں سکتا اس لئے میری ہر طرح کی جلی کٹی سننے کا عادی ہو گیا ہے۔ میں اسے جتنا مرضی بے عزت کر لوں وہ احمقوں کی طرح ہنستا رہتا ہے۔ ایک بار میں اس کے پاس بیٹھا تھا تو اس کا کزن اس سے ملنے آیا تھا جو ٹاپ ون سپیشل لیبارٹری میں کام کرتا تھا۔ مجھے اچانک اس کا خیال آ گیا تھا اسی لئے میں نے کیلر سے بات کی تھی“...... عمران نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو کیا آپ کے خیال میں ڈاکٹر ہڈسن دولت کے عیوض کوڈ باکس کی ساری معلومات فراہم کر دے گا“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”امید تو ہے کہ وہ معلومات دے دے گا ورنہ مجھے حکومتی سطح پر بات کرنی پڑے گی کہ ڈاکٹر کاظم کا تصویری بائیو ڈیٹا اور وہ باکس جو اس نے لیبارٹری سے چوری کیا ہے اس کی تمام معلومات ہمیں فراہم کی جائیں تا کہ ہم ان کو تلاش کر سکیں۔ لیکن اس کام میں خاصا وقت لگ جائے گا اسی لئے میں نے یہ شارٹ کٹ آزمایا ہے“...... عمران نے جواب دیا۔

”تو کیا کیلر اور ڈاکٹر ہڈسن کو آپ کی اصلیت کا نہیں پتہ“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”پہلے تو کسی کو علم نہیں تھا لیکن بعد میں کیلر کو پتہ چل گیا تھا۔ میں نے انسے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ وہ مجھے پرنس چارمنگ کہتا ہے۔ جب اسے میری اصلیت کا پتہ چلا تب بھی اس نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی اور مجھے پرنس چارمنگ ہی کہتا ہے۔

چونکہ ڈاکٹر ہڈسن اس کا کزن ہے اور وہ اس سے ہر بات شیئر کرتا ہے اس لئے اس نے یقینی طور پر اسے بھی بتا دیا ہو گا کہ میرا تعلق پاکیشیا سے ہے اور میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے فری لانسر کے طور پر کام کرتا ہوں۔ ویسے بھی اب یہ بات پوری دنیا کو معلوم ہو چکی ہے اس لئے میں پرنس چارمنگ بنوں یا پرنس آف ڈھمپ اب کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سب کی نظروں میں، میں احمق اعظم ہوں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب ان ایکریمین ایجنٹوں اور روسیاہ کے ایجنٹوں کا کیا کرنا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ایکریمین ایجنٹوں کے بارے میں تمہیں میں بتا چکا ہوں۔ تم جولیا کے ساتھ کیپٹن شکیل اور صفدر کو بھیج دو۔ یہ تینوں کارٹر اور لیزا کو ہوٹل سے اٹھا لائیں گے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''اور روسیاہ کے ایجنٹ''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''انہیں ابھی یہاں ٹکریں مارنے دو۔ اگر ہم نے انہیں ہلاک کر دیا تو ان کی جگہ اور ایجنٹ یہاں پہنچ جائیں گے۔ انہیں جب تک میں ڈاجنگ گیم کا حصہ نہیں بنا لیتا اس وقت تک وہ مطمئن نہیں ہوں گے۔ ایک بار وہ یہاں سے مطمئن ہو کر چلے گئے تو پھر دنیا بھر کے ایجنٹوں تک بھی یہ بات پہنچ جائے گی کہ ڈاکٹر کاظم اور کوڈ باکس پاکیشیا سے نکل چکا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ کہیں تو میں فور سٹارز کی ڈیوٹی لگا دوں کہ وہ روسیاہ کے ایجنٹوں کا پتہ کریں کہ وہ کتنی تعداد میں ہیں اور کہاں ہیں۔ وہ ان کی نگرانی کریں تاکہ پتہ چل سکے کہ وہ یہاں سے مطمئن ہو کر واپس گئے ہیں یا نہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ یہ مناسب رہے گا۔ فور سٹارز سے کہنا کہ انہیں روسیاہ کے ایجنٹوں کی صرف نگرانی کرنی ہے اور انہیں اس بات کا قطعی علم نہیں ہونا چاہئے کہ ان کی نگرانی کی جا رہی ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور عمران کی ہدایات کے مطابق جولیا کو فون کرنے لگا۔ جولیا کو حکم دینے کے بعد اس نے فور سٹارز کے چیف صدیقی سے بات کی اور اسے بھی اس کی ڈیوٹی سمجھا کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''اب ہم تب تک کچھ نہیں کر سکتے جب تک ہمیں کوڈ باکس کی ماہیت کا پتہ نہیں چل جاتا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹائیگر نے کار ڈبل اے کلب کی پارکنگ میں روکی اور کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ پارکنگ بوائے نے اسے ٹوکن دیا تو ٹائیگر نے اس سے ٹوکن لے کر جیب میں ڈالا اور کلب کے مین ڈور کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

مین ڈور کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو اسے منشیات اور سستی شراب کی تیز بو محسوس ہوئی۔ ہال بھرا ہوا تھا اور وہاں چھوٹے موٹے بدمعاش دکھائی دے رہے تھے جو شراب اور چرس کے ساتھ ساتھ دوسری منشیات کا آزادانہ استعمال کر رہے تھے۔ سائیڈ میں ایک بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے دو بار ٹینڈر اور دو خوبصورت غیر ملکی لڑکیاں کھڑی تھیں اور ویٹروں کو آرڈر کے مطابق مال سپلائی کر رہی تھیں۔ ٹائیگر رکے بغیر کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''یس پلیز''...... ایک غیر ملکی لڑکی نے ٹائیگر کی طرف دیکھ کر کاروباری انداز میں چہرے پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔

''البرٹ سے کہو کہ کوبرا آ گیا ہے''...... ٹائیگر نے خشک لہجے میں کہا۔

''کیا باس کے ساتھ آپ کی ملاقات طے ہے''...... لڑکی نے خوش اخلاقی سے پوچھا۔

''ہاں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''او کے۔ میں باس کو بتاتی ہوں''...... لڑکی نے کہا اور پھر اس نے کاؤنٹر کے نیچے سے فون نکالا اور رسیور اٹھا کر کان سے لگا کر نمبر پریس کرنے لگی۔ چند لمحے وہ فون پر باس سے بات کرتی رہی پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''آپ مین ڈور سے باہر چلے جائیں اور دائیں جانب راہداری سے ہوتے ہوئے کلب کے عقب میں چلے جائیں۔ باس کا آفس وہیں ہے''...... لڑکی نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا ہال سے نکلتا چلا گیا۔ ہال سے نکل کر وہ دائیں طرف آیا اور پھر ایک چھوٹی سی راہداری سے گزرتا ہوا عمارت کے عقب میں آ گیا۔ عقب میں ایک چھوٹا سا باغیچہ بنا ہوا تھا۔ جہاں چار مسلح افراد مختلف پوزیشنوں پر کھڑے تھے۔ سائیڈ پر ایک چھوٹا سا برآمدہ تھا جہاں ایک کمرہ دکھائی دے رہا تھا کمرے کے دروازے پر ایک لمبا تڑنگا اور طاقتور بدمعاش مشین گن ہاتھوں میں لئے چوکس کھڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر رکے بغیر تیز تیز چلتا ہوا برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''کیا تم کوبرا ہو''...... اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر دروازے کے پاس کھڑے بدمعاش نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

''ہاں''...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔

''تمہارے پاس اسلحہ ہے تو وہ مجھے دے دو''...... اس آدمی نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک جیب سے مشین پسٹل اور دوسری جیب سے ایک سائیلنسر لگا ہوا ریوالور نکال کر اس کے ہاتھ میں تھما دیا اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک پتلی دھار والا خنجر نکالا اور وہ بھی اس آدمی کے حوالے کر دیا۔

''اور کچھ ہے تو وہ بھی دے دو مجھے''...... بدمعاش نے کہا۔

''نہیں۔ اور کچھ نہیں ہے میرے پاس''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''جہانگیر''...... اس آدمی نے سامنے کھڑے ایک آدمی کو آواز دی تو وہ آدمی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اس بدمعاش نے اشارہ کیا تو وہ تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

''کیا ہوا جگو دادا''...... جہانگیر نامی آدمی نے اس سے پوچھا۔

''اس کی تلاشی لو''...... جگو دادا نے کہا۔

''جب میں نے کہا ہے کہ میرے پاس اور کچھ نہیں ہے تو تلاشی لینے کی کیا ضرورت ہے''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

''سوری۔ جب تک ہماری پوری تسلی نہیں ہو جاتی ہم تمہیں باس

کے پاس نہیں بھیج سکتے''...... جگو دادا نے سرد لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تلاشی لو اس کی''...... جگو دادا نے ایک بار پھر جہانگیر سے کہا تو جہانگیر نے اثبات میں سر ہلایا اور مشین گن اپنے کاندھے سے لٹکا کر ٹائیگر کی طرف بڑھا۔ ٹائیگر اطمینان بھرے انداز میں اس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور جہانگیر اس کی تلاشی لینے لگا۔

''نہیں جگو دادا۔ اس کے پاس کچھ نہیں ہے''...... جہانگیر نے تلاشی لینے کے بعد کہا۔

''ٹھیک ہے''...... جگو دادا نے اسی انداز میں کہا اور اس نے مڑ کر کمرے کا دروازہ کھولا اور سائیڈ میں ہو گیا۔

''جاؤ اندر۔ باس تمہارا منتظر ہے''...... جگو دادا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور کھلے ہوئے دروازے سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرہ خاصا وسیع تھا جو خوبصورت آفس کے طرز پر سجا ہوا تھا۔ سامنے ایک بڑی میز تھی جس کے پیچھے اونچی نشست والی ایک کرسی پر گینڈے جیسی جسامت والا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کا سر گنجا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سگار تھا جس کے کش لیتا ہوا وہ دھویں کے مرغولے ہوا میں اُڑا رہا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے چونک کر دیکھا اور پھر ٹائیگر کو دیکھ کر وہ سیدھا ہو گیا۔

''تم کوبرا ہو''...... گینڈے نما آدمی نے ٹائیگر کو تیز نظروں سے

گھورتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

''ہاں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''بیٹھو''...... گینڈے نما آدمی نے کہا تو ٹائیگر آگے بڑھ آیا۔ اس کے آگے آتے ہی باہر موجود جگو دادا نے دروازہ بند کر دیا۔ ٹائیگر نے اندر آ کر کمرے پر طائرانہ نظر ڈالی اور یہ دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر زہر انگیز مسکراہٹ ابھر آئی کہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھا۔ جدید ساؤنڈ پروف سسٹم کی وجہ سے اندر کی آواز باہر نہیں جا سکتی تھی اور باہر کی آواز اندر نہیں آ سکتی تھی۔ ٹائیگر خاموشی سے اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

''ادھر ادھر کیا دیکھ رہے ہو''...... البرٹ نے ٹائیگر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''خاصا خوبصورت آفس بنا رکھا ہے تم نے اور یہاں موجود سارا سامان امپورٹڈ معلوم ہو رہا ہے جو ظاہر ہے انتہائی قیمتی ہو گا''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ اس آفس میں موجود ہر چیز قیمتی ہے''...... البرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا کلب سے تمہیں اتنی آمدن ہو جاتی ہے کہ تم اس قدر قیمتی سامان امپورٹ کر سکو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم''...... البرٹ نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''تمہارا شاہانہ انداز دیکھ کر لگتا ہے کہ تم یہاں بیٹھے روزانہ کی بنیاد پر لاکھوں کروڑوں کما رہے ہو۔ تم نے یہاں جس قدر قیمتی سامان اکٹھا کر رکھا ہے اس سے کہیں زیادہ قیمتی سامان یقیناً تمہاری رہائش گاہ میں ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہارا ان سب باتوں سے مطلب کیا ہے۔ تم کام کی بات کرو۔ فون پر تم نے کہا تھا کہ تم مجھ سے انتہائی ضروری سلسلے میں ملنا چاہتے ہو اور تمہاری یہ ملاقات میرے لئے کروڑوں ڈالرز کے فائدے کا باعث بن سکتی ہے''...... البرٹ نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے یہی کہا تھا اور اگر میں تم سے کروڑوں ڈالرز کے فائدے کی بات نہ کرتا تو شاید میرا اس طرح تمہارے سامنے بیٹھنا ناممکن ہوتا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ میں صرف اپنے فائدے کا سوچتا ہوں۔ بلا وجہ وقت ضائع کرنا اور فضول باتوں میں الجھنا میری عادت نہیں ہے''۔ البرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ شاید یہی تمہاری کامیابی کا راز ہے''...... ٹائیگر نے مسکرا کر کہا۔

''ہاں۔ میں اپنی کامیابی کے لئے ہمیشہ ٹھوس قدم اٹھاتا ہوں اور میرا کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جب میں ایک ایک منٹ میں لاکھ دو لاکھ نہ کما لوں''...... البرٹ نے کہا۔

''بہت خوب''...... ٹائیگر نے مسکرا کر کہا۔

"اب تم مجھے بتاؤ کہ تمہارے پاس میرے لئے ایسی کون سی معلومات ہیں جن سے فائدہ اٹھا کر میں کروڑوں ڈالرز کما سکتا ہوں"...... البرٹ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس تمہارے لئے بہت قیمتی معلومات ہیں۔ جنہیں بتانے میں مجھے وقت لگ سکتا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے تمام کاموں سے فراغت حاصل کر لو تب میں تم سے بات کروں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں اس وقت فری ہوں۔ تم کرو بات"...... البرٹ نے کہا۔

"اگر فری ہو تو فون کر کے اپنے ساتھیوں سے کہہ دو کہ ایک گھنٹے تک تمہیں اور مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے تاکہ ہم بغیر کسی تعطل کے بات کر سکیں"...... ٹائیگر نے سنجیدگی سے کہا تو البرٹ چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ ٹائیگر کا چہرہ سپاٹ تھا۔ البرٹ نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے سامنے پڑے ہوئے انٹر کام کا بٹن آن کر دیا۔

"یس باس"...... رابطہ ملتے ہی اسے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"میں ایک گھنٹے تک مصروف ہوں۔ ایک گھنٹے تک نہ مجھے کوئی کال ٹرانسفر کی جائے اور نہ ہی کوئی میرے آفس میں آئے"۔ البرٹ نے کرخت لہجے میں کہا اور دوسری طرف کا جواب سنے بغیر اس نے انٹر کام کا بٹن پریس کر کے اسے آف کر دیا۔

"اب بولو"...... البرٹ نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹی مگر لمبی اور پتلی نال والی گن نکال کر اس کا رخ البرٹ کی طرف کر دیا۔ گن دیکھ کر البرٹ بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تمہارے پاس یہ گن کہاں سے آئی۔ کیا میرے آدمیوں نے باہر تمہاری تلاشی نہیں لی تھی"...... البرٹ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کوبرا کی تلاشی لینے والے کوبرا کی مرضی کے بغیر اس کی جیبوں سے کچھ نہیں نکال سکتے۔ انہیں میں نے خود غیر ضروری چیزیں نکال کر دے دی تھیں اور میری تلاشی لیتے ہوئے وہ میری جیبوں سے کچھ نہیں نکال سکے تھے جبکہ میری خفیہ جیبوں میں اب بھی اتنا اسلحہ موجود ہے جس سے میں تمہارا یہ کلب تنکوں کی طرح اُڑا سکتا ہوں"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ لیکن......" البرٹ نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ ٹائیگر نے گن کا بٹن پریس کر دیا۔ گن کی نال سے ہلکی چمک سی نکل کر البرٹ کی طرف بڑھی اور البرٹ کے منہ سے سسکاری نکل گئی۔ اس کا ایک ہاتھ تیزی سے اپنی گردن کی طرف بڑھا لیکن دوسرے لمحے وہ یوں ساکت ہوتا چلا گیا جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر اسے پتھر کا بت بنا دیا ہو۔ ٹائیگر کی گن سے نکلنے والی ایک باریک سوئی اس کی گردن میں جا دھنسی تھی جس پر لگے ہوئے ایک خاص

کیمیکل نے اس کے اعصاب منجمد کر دیئے تھے اور وہ پتھر کے بت کی طرح ساکت ہو گیا تھا۔

البرٹ کو ساکت ہوتے دیکھ کر ٹائیگر نے نیڈل تھرو گن جیب میں ڈالی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ پھرتی سے البرٹ کی طرف بڑھا اور اس نے البرٹ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر یوں کرسی سے اٹھا لیا جیسے البرٹ کا جسم بے وزن ہو۔ ٹائیگر نے اسے اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور اسے لے کر تیزی سے سائیڈ کی طرف بڑھا جہاں کرسیاں اور صوفے رکھے ہوئے تھے۔ ٹائیگر نے البرٹ کو ایک کرسی پر بٹھایا اور پھر اس نے جیب سے پتلی مگر انتہائی مضبوط رسی کا بنڈل نکالا اور اسے کھول کر البرٹ کے دونوں ہاتھ کرسی کے عقب میں باندھ دیئے اور پھر باقی رسی سے وہ البرٹ کا باقی جسم بھی کرسی سے جکڑنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں البرٹ کرسی میں بری طرح سے جکڑا ہوا تھا۔

اسے رسی سے جکڑنے کے بعد ٹائیگر نے وہاں پڑی ہوئی ایک اور کرسی اٹھائی اور اسے لا کر البرٹ کے سامنے رکھ دیا اور اس پر بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھ گیا۔ البرٹ کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن وہ پلکیں نہ جھپکا رہا تھا اور نہ ہی اس کی پتلیاں حرکت کر رہی تھیں۔ ٹائیگر نے اس کی گردن کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر اس نے البرٹ کی گردن میں چبھی ہوئی ایک باریک سی سوئی چٹکی میں پکڑ کر ایک جھٹکے سے باہر نکال لیا۔ اس نے سوئی ایک

طرف پھینکی اور پھر اس نے ایک بار پھر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں چھوٹی مگر لمبے منہ والی ایک بوتل تھی۔ ٹائیگر نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور پھر اس نے بوتل کا منہ البرٹ کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد البرٹ کے جسم میں حرکت ہوئی تو ٹائیگر نے بوتل اس کی ناک سے ہٹا کر اس کا ڈھکن بند کیا اور پھر اس نے بوتل واپس جیب میں ڈال لی۔

تھوڑی ہی دیر میں البرٹ کا ساکت جسم حرکت میں آ گیا۔ جسم میں توانائی بھرتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ کرسی پر باریک مگر انتہائی مضبوط رسی سے بندھا ہوا ہے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ یہ تم نے مجھے اس طرح کیوں باندھا ہے اور مجھے اچانک کیا ہوا تھا''...... البرٹ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہیں ایک نیڈل سے کچھ دیر کے لئے ساکت کیا تھا البرٹ۔ نیڈل پر وائٹس پوائزن لگا ہوا تھا جس سے نہ صرف انسانی اعضاء بلکہ دماغ بھی وقتی طور پر مفلوج ہو جاتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ لیکن تم نے ایسا کیوں کیا تھا اور اب تم نے مجھے اس طرح یہاں کیوں باندھا ہے۔ بولو۔ جواب دو''...... البرٹ نے

بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''مجھے تم سے چند باتیں معلوم کرنی ہیں''...... ٹائیگر نے سنجیدگی سے کہا۔

''کون سی باتیں''...... البرٹ نے چونک کر کہا۔

''ڈاکٹر کاظم کے بارے میں کیا جانتے ہو''...... ٹائیگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو البرٹ بری طرح سے چونک پڑا۔

''ڈاکٹر کاظم۔ کون ڈاکٹر کاظم''...... البرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ جس بری طرح سے چونکا تھا اور پھر اس نے جس طرح خود کو یکلخت نارمل کیا تھا اس سے ٹائیگر کو یہ اندازہ لگانے میں دیر نہ لگی تھی کہ البرٹ انتہائی تربیت یافتہ ہے اور وہ اپنے اعصاب کو فوری طور پر کنٹرول کرنے میں انتہائی مہارت رکھتا ہے۔

''وہی ڈاکٹر کاظم جو ایکریمیا سے آیا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں کسی ڈاکٹر کاظم کو نہیں جانتا۔ یہ نام میں تم سے پہلی بار سن رہا ہوں''...... البرٹ نے نارمل لہجے میں کہا۔

''وہ سائنس دان ہے اور ناراک کی سپیشل لیبارٹری میں کام کرتا تھا''...... ٹائیگر نے اسی طرح اس کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ وہ سائنس دان ہے یا کوئی اور جب میں کہہ رہا ہوں

کہ میں کسی ڈاکٹر کاظم کو نہیں جانتا تو پھر تم بار بار اس کے بارے میں مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو اور تم مجھے یہاں کروڑوں ڈالرز کی معلومات دینے آئے تھے پھر تم نے مجھے ساکت کیوں کیا اور اب اس طرح باندھ کر مجھ سے سوال کیوں کر رہے ہو۔ کون ہو تم''۔ البرٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کوبرا''...... ٹائیگر نے اطمینان بھرے انداز میں جواب دیا۔

''کون کوبرا۔ اور تم آئے کہاں سے ہو۔ تم نے فون پر کہا تھا کہ تم یہاں آ کر مجھے اپنا تفصیلی تعارف کراؤ گے۔ اب بتاؤ مجھے''...... البرٹ نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میرا نام کوبرا ہے اور میں خدائی فوجدار ہوں۔ میں یہاں تمہیں معلومات دینے نہیں آیا۔ معلومات دینے کے بہانے میرا مقصد تم تک پہنچنا تھا اور بس''...... ٹائیگر نے سنجیدگی سے کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے''...... البرٹ نے غرا کر کہا۔

''تم اسے دھوکہ کہو یا کچھ اور۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اس وقت تم میرے رحم و کرم پر ہو۔ مجھے میرے سوالوں کے جواب دے دو ورنہ......'' ٹائیگر نے کہا اور آخری فقرہ کہتے ہوئے اس کا لہجہ انتہائی سرد ہو گیا۔

''کیا مطلب۔ کیا چاہتے ہو تم''...... البرٹ نے چونک کر کہا تو ٹائیگر نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر اس نے

جیب سے پلاسٹک کی ایک چھوٹی سی ڈبیہ اور ایک چھوٹا سا سپرے کین نکال لیا۔ ڈبیہ کے ڈھکن پر چھوٹے چھوٹے سوراخ بنے ہوئے تھے اور ان سوراخوں سے عجیب سرسراہٹوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

''یہ کیا ہے''...... البرٹ نے ڈبیہ اور کین کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جب اس کے استعمال کی نوبت آئے گی تو تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہونہہ۔ میں تمہاری ان گیدڑ بھبکیوں سے نہیں ڈرتا''۔ البرٹ نے منہ بنا کر کہا۔

''میں نے تمہیں ابھی کوئی گیدڑ بھبکی نہیں دی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ مجھے آزاد کر دو۔ میں تمہیں یہاں سے خاموشی سے نکال دوں گا۔ میرے ساتھیوں کو اگر معلوم ہو گیا کہ تم نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے تو وہ تمہاری بوٹیاں اُڑا کر رکھ دیں گے''...... البرٹ نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''میری فکر چھوڑو اور اپنے بارے میں سوچو۔ میں تم سے ڈاکٹر کاظم کے بارے میں معلوم کرنے آیا ہوں۔ مجھے اس کے بارے میں بتا دو تو میں تمہیں ہاتھ لگائے بغیر چپ چاپ یہاں سے واپس

چلا جاؤں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اور میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں کسی ڈاکٹر کاظم کو نہیں جانتا''...... البرٹ نے منہ بنا کر کہا۔

''رِک ایلسن کے بارے میں کیا کہو گے''...... ٹائیگر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا تو البرٹ ایک بار پھر چونک پڑا۔

''رِک ایلسن۔ کیا مطلب۔ اب یہ رِک ایلسن کون ہے''۔ البرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس بار ٹائیگر نے اس کے چہرے پر شدید الجھن اور تشویش کے سائے لہراتے دیکھے تھے۔

''وہی رِک ایلسن جسے تم نے آج سے چند روز قبل ایئر پورٹ سے رسیو کیا تھا جو کافرستانی فلائٹ ایٹ ون سکس میں آیا تھا۔ اب یہ مت کہنا کہ تم وہاں نہیں گئے تھے۔ میں تمہیں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ تم رِک ایلسن کو رسیو کرنے بی ایم ڈبلیو جس کا نمبر فور ون تھری سکس ہے لے کر گئے تھے۔ رِک ایلسن ایئر پورٹ سے نکل کر سیدھا تمہاری کار میں آ کر بیٹھا تھا اور تم اسے لے کر وہاں سے نکل گئے تھے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں وہاں کسی غیر ملکی کو رسیو کرنے گیا تھا اور اس کا نام رِک ایلسن ہے''...... البرٹ نے اس بار غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ایئر پورٹ پارکنگ میں تمہاری کار کا نمبر رجسٹر میں درج

ہے۔ جس فلائٹ کا میں ذکر کر رہا ہوں اس فلائٹ کے تمام پسنجرز کی میں نے لسٹ حاصل کی تھی اور میں ان سب سے جا کر مل بھی چکا ہوں۔ ایک پسنجر کا نام رِک ایلسن ہے جسے تم نے ایئر پورٹ جا کر رسیو کیا تھا۔ اب رِک ایلسن کون ہے اور تم نے اسے کہاں رکھا ہوا ہے مجھے اس کے بارے میں بتا دو تو میں مطمئن ہو کر یہاں سے چلا جاؤں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''رِک ایلسن میرا دوست تھا وہ ایکریمین نژاد ہے۔ وہ کافرستان آیا تھا اور واپسی پر کچھ وقت کے لئے پاکیشیا میرے پاس آیا تھا۔ ایک دو روز اس نے میرے پاس سٹے کیا تھا اور پھر وہ واپس چلا گیا تھا''...... البرٹ نے کہا۔

''رِک ایلسن کی پاکیشیا میں آمد کا ریکارڈ موجود ہے لیکن وہ پاکیشیا سے واپس گیا ہے اس کا امیگریشن کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ ابھی پاکیشیا میں ہی موجود ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ہونہہ۔ میں اس کے بارے میں نہیں جانتا۔ وہ میرے پاس دو روز رکا تھا اس کے بعد اس نے ٹیکسی ہائر کی تھی اور یہ کہہ کر واپس چلا گیا تھا کہ اس کی فلائٹ کا وقت ہو رہا ہے۔ وہ ایئر پورٹ گیا تھا یا کہیں اور مجھے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے''...... البرٹ نے کہا۔

''تمہاری یہ بات بھی غلط ہے اور تمہاری یہ بات جھٹلانے کے لئے میرے پاس تمہارے ہی کلب کے سی سی کیمروں کی فوٹیج موجود ہیں۔ ان فوٹیج میں رِک ایلسن کو تمہارے ساتھ اس کلب میں آتا تو دیکھا جا سکتا ہے لیکن اس کے بعد وہ ایک بار بھی کلب سے باہر جاتا ہوا دکھائی نہیں دیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو البرٹ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیا مطلب۔ میرے کلب کے سی سی کیمروں کی فوٹیج تمہیں کہاں سے مل گئیں''...... البرٹ نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میرا نام کوبرا ہے اور کوبرا کے لئے کہیں سے اور کچھ بھی حاصل کرنا مشکل نہیں ہے''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

''ہونہہ۔ تو میرے کلب کے آدمیوں نے مجھ سے غداری کی ہے اور تمہیں فوٹیج مہیا کی ہیں''...... البرٹ نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

''تم جو سمجھنا چاہو سمجھ لو لیکن تمہیں میری باتوں کے جواب دینے پڑیں گے۔ بولو کہاں ہے رِک ایلسن''...... ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا''...... البرٹ نے جواب میں غرا کر کہا۔

''تم سب کچھ جانتے ہو لیکن نہ بتانے کے لئے ڈھٹائی کا مظاہرہ کر رہے ہو اور میں تم جیسے انسان کی ڈھٹائی ختم کرنے کا گُر جانتا ہوں''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا اور ساتھ ہی اس نے سامنے رکھا ہوا کین اٹھایا اور اس کا ڈھکن کھول کر البرٹ پر سپرے کرنا

شروع کر دیا۔ کمرہ میں یکلخت تیز اور عجیب سی بو پھیل گئی۔
''یہ کیا ہے۔ تم مجھ پر کیا سپرے کر رہے ہو''...... البرٹ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے کین بند کر کے جیب میں رکھا اور پلاسٹک کی ڈبیہ اٹھا لی جس پر چھوٹے چھوٹے سوراخ بنے ہوئے تھے۔ ٹائیگر نے ڈبیہ کا ڈھکن کھولا تو اس سے نکلنے والی سرسراہٹوں کی آوازیں تیز ہو گئیں۔ ڈبیہ میں سیاہ رنگ کے بڑے بڑے چیونٹے تھے جو بری طرح سے کلبلا رہے تھے۔ چیونٹوں کے جسم تو سیاہ تھے لیکن ان کے سر گہرے سرخ رنگ کے تھے۔
''ان چیونٹوں کو دیکھ رہے ہو''...... ٹائیگر نے ڈبیہ کا رخ البرٹ کی طرف کرتے ہوئے کہا۔
''ہیل کاٹ۔ یہ تو ہیل کاٹ چیونٹے ہیں''...... البرٹ نے چیونٹے دیکھ کر حیرت اور خوف بھرے لہجے میں کہا۔
''ہاں۔ یہ افریقی جنگلوں کے انتہائی خطرناک چیونٹے ہیں جو زہریلے ہونے کے ساتھ ساتھ گوشت خور ہیں۔ یہ چیونٹے ایک خاص قسم کی پلکوتی نامی خوشبو پر حملہ کرتے ہیں اور پلکوتی خوشبو جہاں سے آ رہی ہوتی ہے اس چیز کو تہس نہس کر کے رکھ دیتے ہیں۔ میں نے تمہارے جسم پر پلکوتی خوشبو کا ہی سپرے کیا ہے۔ اب اگر میں ان چیونٹوں کو تم پر چھوڑ دوں تو یہ تمہارے جسم کو کاٹ کاٹ کر کھانا شروع کر دیں گے اور یہ اس وقت تک تمہارے جسم

سے الگ نہ ہوں گے جب تک تمہارے جسم کا گوشت نوچ نہ لیں''...... ٹائیگر نے کہا تو البرٹ کا رنگ یکلخت زرد پڑ گیا۔
''نن نن۔ نہیں۔ نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے''...... البرٹ نے لرزتے ہوئے کہا۔
''میں واقعی کچھ نہیں کروں گا۔ اب جو کریں گے یہ چیونٹے ہی کریں گے''...... ٹائیگر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ڈبیہ کو زور سے جھٹکا دیا تو اس میں موجود سرخ سر والے چیونٹے اچھل کر البرٹ پر جا گرے۔ جیسے ہی چیونٹے البرٹ کے جسم پر گرے اس نے یکلخت یوں چیخنا چلانا شروع کر دیا جیسے چیونٹوں نے واقعی اس کا گوشت نوچنا شروع کر دیا ہو حالانکہ چیونٹے ابھی اس کے کپڑوں پر تھے۔
''انہیں اتارو۔ فار گاڈ سیک انہیں میرے جسم سے اتارو ورنہ یہ واقعی میرا سارا گوشت نوچ کھائیں گے''...... البرٹ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔
''جب تک تم مجھے رک ایلسن کے بارے میں نہیں بتاؤ گے اس وقت تک میں ان چیونٹوں کو تمہارے جسم سے نہیں اتاروں گا۔ چیونٹے ابھی تمہارے لباس پر ہیں۔ اگر یہ تمہارے لباس میں گھس گئے تو پھر یہ سچ مچ تمہارا گوشت نوچنا شروع کر دیں گے۔ اذیت سے بچنا چاہتے ہو تو مجھے سب کچھ سچ سچ بتا دو''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔
''میں نہیں جانتا۔ رک ایلسن یہاں آیا ضرور تھا لیکن وہ ایک

روز اچانک یہاں سے غائب ہو گیا تھا''...... البرٹ نے چیختے ہوئے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

''غائب ہو گیا تھا۔ کیا مطلب''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پہلے تم ان چیونٹوں کو مجھ پر سے ہٹاؤ تو میں تمہیں ساری بات بتا دوں گا''...... البرٹ نے بری طرح سے لرزتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ جب تک تم مجھے ساری بات نہیں بتاؤ گے اس وقت تک میں یہ چیونٹے تمہارے جسم سے نہیں ہٹاؤں گا۔ بولو لیکن جو بھی بولنا سچ بولنا ورنہ......'' ٹائیگر نے اسی انداز میں کہا۔

''رِک ایلسن کو مجھے ایئر پورٹ سے رسیو کر کے یہاں لانے کا کہا گیا تھا۔ میں نے یہی کیا تھا۔ رِک ایلسن کو میں نہیں جانتا تھا۔ وہ ایئر پورٹ سے نکل کر خود ہی میری کار میں آ کر بیٹھ گیا تھا۔ اس نے مجھے صرف اپنا نام بتایا تھا اور میں اسے لے کر اپنے کلب میں آ گیا تھا۔ اسے چند روز میرا مہمان رہنا تھا۔ میں نے اسے کلب کے تہہ خانے میں موجود ایک کمرے میں پہنچا دیا تھا۔ شام کو جب میں اس سے ملنے تہہ خانے میں گیا تو اس کا کمرہ کھلا ہوا تھا لیکن رِک ایلسن موجود نہیں تھا۔ میں نے اسے ہر جگہ تلاش کرایا لیکن اس کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ اس کی پراسرار گمشدگی نے مجھے بھی پریشان کر دیا تھا لیکن پھر دو گھنٹوں بعد مجھے فون آیا کہ رِک ایلسن نے جہاں پہنچنا تھا پہنچ چکا ہے اس لئے مجھے اس کے بارے میں

فکر کرنے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے''...... البرٹ نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''کس نے فون کیا تھا تمہیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''اسی نے جس نے مجھے رِک ایلسن کو ایئر پورٹ سے رسیور کرنے کا کہا تھا''...... البرٹ نے فوراً کہا۔ اس کی نظریں اپنے لباس پر دوڑتے ہوئے چیونٹوں پر ہی جمی ہوئی تھیں جو ابھی تک لباس کے اوپر ہی دوڑتے بھاگتے دکھائی دے رہے تھے۔ ایک بھی چیونٹا ابھی تک اس کے لباس کے اندر نہیں گھسا تھا۔

''کون ہے وہ''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''میلٹن۔ وہ میلٹن ہے''...... البرٹ نے کہا۔

''کون ہے یہ میلٹن اور کہاں ملے گا''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''وہ سٹار کلب کا مالک اور جنرل منیجر ہے۔ اسی نے مجھ سے کہا تھا کہ فوری طور پر ایئر پورٹ جاؤں اور ایئر پورٹ جانے کے لئے اپنی مخصوص بی ایم ڈبلیو لے جاؤں۔ کافرستان سے ایک پرواز آنے والی تھی۔ اس پرواز سے ایک مسافر جس کا نام رِک ایلسن ہے آئے گا اور وہ ایئر پورٹ سے نکلتے ہی میری کار میں آ کر بیٹھ جائے گا اور مجھے اس آدمی کو لے کر اپنے کلب آنا ہے جہاں وہ چند روز میرے پاس رہے گا''...... البرٹ نے اسی طرح تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اور تم نے میلٹن کی بات مان لی۔ کیوں''...... ٹائیگر نے منہ

بنا کر کہا۔

"اس نے مجھے اس چھوٹے سے کام کے لئے ایک لاکھ ڈالرز دینے کا وعدہ کیا تھا اور ایک لاکھ ڈالرز کے لئے میں کچھ بھی کر سکتا تھا"...... البرٹ نے کہا۔

"پھر اس نے تمہیں ایک لاکھ ڈالرز دیئے تھے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس نے ایک لاکھ ڈالرز اسی روز میرے اکاؤنٹ میں منتقل کرا دیئے تھے جس روز میں رِک ایلسن کو ایئر پورٹ سے اپنے کلب لایا تھا"...... البرٹ نے کہا۔

"کیا تم نے یہ جاننے کی کوشش نہیں کی تھی کہ رِک ایلسن کون ہے اور میلٹن نے اسے ایئر پورٹ سے رسیو کرنے کے لئے تمہیں ہی کیوں بھیجا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے اس چھوٹے سے کام کے عوض ایک لاکھ ڈالرز ملے تھے اس لئے نہ میں نے میلٹن سے کچھ پوچھا تھا اور نہ ہی رِک ایلسن سے۔ تت۔ تت۔ تم ان چیونٹوں کو میرے لباس سے ہٹاؤ پلیز۔ انہیں دیکھ کر میرا دل بیٹھا جا رہا ہے"...... البرٹ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ میں نے پلکوتی خوشبو کا سپرے ابھی صرف تمہارے لباس پر کیا ہے۔ یہ پلکوتی کی خوشبو پر حملہ کر رہے ہیں۔ جب تک میں تمہارے جسم پر پلکوتی خوشبو کا سپرے نہیں کروں گا یہ

تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کک کک۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ یہ واقعی مجھے نقصان نہیں پہنچائیں گے"...... البرٹ نے ٹائیگر کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ چیونٹے پلکوتی خوشبو پر ایک لمحے سے کم وقفے میں حملہ کرتے ہیں۔ دیکھ لو ابھی تک یہ تمہارے لباس پر ہی دوڑتے بھاگتے پھر رہے ہیں۔ اگر میں نے تمہارے جسم کے کسی بھی حصے پر سپرے کیا ہوتا تو اب تک یہ تمہارا نجانے کتنا گوشت نوچ چکے ہوتے۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ میری باتوں کا صحیح جواب دیتے رہو ورنہ اس بار میں تمہارے لباس پر نہیں بلکہ تمہارے جسم پر پلکوتی کی خوشبو کا سپرے کر دوں گا اس کے بعد کیا ہو گا اس کا تم خود ہی بخوبی اندازہ لگا سکتے ہو"...... ٹائیگر نے کہا تو البرٹ کے چہرے پر قدرے اطمینان جھلکنے لگا۔

"میں تمہیں ہر بات سچ بتا رہا ہوں"...... البرٹ نے کہا۔

"اگر تم رِک ایلسن کو نہیں جانتے تھے تو پھر جب میں نے تمہارے سامنے ڈاکٹر کاظم کا نام لیا تھا تو تم چونکے کیوں تھے"۔ ٹائیگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جب میں رِک ایلسن کو لا رہا تھا تو راستے میں اس نے سیل فون پر ایک کال رسیو کی تھی۔ اس نے کال رسیو کرتے ہوئے کہا تھا کہ ڈاکٹر کاظم بول رہا ہوں پھر میری موجودگی کا احساس ہوتے

ہی اس نے کہا تھا کہ سوری میں رِک ایلسن بول رہا ہوں''۔ البرٹ نے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ میلٹن کس قماش کا آدمی ہے''...... ٹائیگر نے سر جھٹک کر پوچھا۔

''وہ انتہائی طاقتور اور خطرناک بدمعاش ہے۔ اس نے کلب میں بدمعاشوں کی فوج پال رکھی ہے جو اس کے حکم پر شہر میں پھیل کر ہر قسم کی غنڈہ گردی کرتے ہیں۔ اس کے کلب میں ہر قسم کی شراب اور منشیات کا آزادانہ استعمال ہوتا ہے۔ ان سب کے ساتھ وہ ٹارگٹ کلنگ میں بھی خاصا شہرہ رکھتا ہے''...... البرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا دست راست کون ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''تمہارا مطلب ہے اس کا رائٹ ہینڈ''...... البرٹ نے پوچھا۔

''ہاں''...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''اس کا رائٹ ہینڈ ٹونی ہے۔ میلٹن کے سارے کام وہی سنبھالتا ہے اور وہ انتہائی ہتھ چھٹ اور سفاک قسم کا بدمعاش ہے جس کے لئے کسی بھی انسان کو ہلاک کرنا ایسا ہے جیسے مکھیوں اور مچھروں کو مارا جاتا ہے''...... البرٹ نے کہا۔

''کیا میلٹن اور ٹونی سٹار کلب میں ہی ہوتے ہیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''میلٹن کا زیادہ وقت تو بیرون ملک دوروں میں گزرتا ہے لیکن

ٹونی کلب میں ہی رہتا ہے''...... البرٹ نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ٹونی، میلٹن کا راز دار ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ میلٹن ہر کام اسی کے مشورے سے کرتا ہے۔ وہ میلٹن کے ہر راز میں شریک ہوتا ہے''...... البرٹ نے کہا۔

''کیا اب معلوم ہو سکتا ہے کہ میلٹن اور ٹونی کہاں ہیں''۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں معلوم کر سکتا ہوں''...... البرٹ نے جواب دیا۔

''کیسے معلوم کرو گے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''میرا ایک آدمی سٹار کلب میں ہے۔ میں اس سے رابطہ کر کے میلٹن اور ٹونی کے بارے میں پوچھ سکتا ہوں''...... البرٹ نے کہا۔

''او کے۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم میلٹن یا ٹونی سے ڈائریکٹ بات کر سکتے ہو''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''میلٹن سے تو نہیں البتہ ٹونی سے میری بات ہو سکتی ہے''۔ البرٹ نے جواب دیا۔

''کیوں۔ میلٹن سے کیوں نہیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''وہ اپنا رابطہ نمبر کسی کو نہیں دیتا۔ سب ٹونی سے ہی بات کرتے ہیں اور اگر ضرورت ہو تو میلٹن خود ان سے رابطہ کر لیتا ہے جن سے وہ خود بات کرنا پسند کرتا ہے''...... البرٹ نے کہا۔

''ٹونی کا رابطہ نمبر کیا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا تو البرٹ نے

اسے ٹونی کا سیل فون نمبر بتا دیا۔ ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر اس کی جیب سے اس کا سیل فون نکال لیا۔

''اپنے اس ساتھی کا نمبر بتاؤ جو تمہیں میلٹن اور ٹونی کی کلب میں موجودگی کے بارے میں بتا سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو البرٹ نے اسے ایک نمبر بتا دیا۔ ٹائیگر اس کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے لگا۔

''میں لاؤڈر آن کرتا ہوں۔ اپنے ساتھی سے پوچھو کہ ٹونی اور میلٹن کہاں ہیں۔ اگر تم نے کوئی چکر چلایا تو میں تمہارے چہرے پر ملکوتی کا سپرے کر دوں گا۔ سپرے ہوتے ہی یہ چیونٹے تمہارے چہرے پر پل پڑیں گے اور تمہارا چہرے پر گوشت کی بجائے صرف ہڈیاں ہی باقی رہ جائیں گی''...... ٹائیگر نے جیب سے وہی سپرے کا کین نکالتے ہوئے کہا جس سے اس نے پہلے اس پر سپرے کیا تھا۔ سپرے دیکھ کر البرٹ کا رنگ ایک بار پھر زرد ہو گیا۔

''نن نن۔ نہیں۔ میں تمہیں کوئی چکر نہیں دوں گا''...... البرٹ نے ہکلا کر کہا تو ٹائیگر نے کالنگ بٹن پریس کیا اور ساتھ ہی اس نے سیل فون کا لاؤڈر آن کر دیا۔ دوسری طرف بیل جانے کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے سیل فون البرٹ کے منہ کے پاس کر دیا۔

''رستم بول رہا ہوں۔ باس''...... رابطہ ملتے ہی مردانہ آواز سنائی دی۔

''کہاں ہو تم''...... البرٹ نے پوچھا۔

''مجھے ایک نجی کام تھا باس۔ اس لئے میں کلب سے دو گھنٹوں کی چھٹی لے کر باہر آیا ہوں''...... رستم نے جواب دیا۔

''کتنی دیر ہوئی ہے تمہیں کلب سے نکلے ہوئے''...... البرٹ نے پوچھا۔

''ابھی دس منٹ ہی ہوئے ہیں باس''...... رستم نے جواب دیا۔

''جب تم وہاں سے نکلے تھے تو کیا ٹونی اور میلٹن کلب میں ہی تھے''...... البرٹ نے پوچھا۔

''یس باس۔ ٹونی تو صبح سے ہی کلب میں موجود ہے البتہ میلٹن ابھی کچھ دیر پہلے آیا تھا''...... رستم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں''...... ٹائیگر کا اشارہ دیکھ کر البرٹ نے کہا اور ٹائیگر نے اس سے رابطہ منقطع کر دیا۔

''کیا تم اپنے آدمی سے یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ رک ایلسن کہاں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارے کلب سے نکل کر اسی کے پاس گیا ہو''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ میرے آدمی کی میلٹن تک رسائی نہیں ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ ٹونی پر ہی نظر رکھ سکتا ہے۔ میلٹن کلب میں ٹونی کے سوا کسی سے نہیں ملتا۔ اس نے اپنا آفس بھی کلب کے تہہ خانے میں کسی خفیہ جگہ بنوایا ہوا ہے اور پھر سب سے اہم بات ہو کہ رک ایلسن اگر یہاں سے نکلا ہے تو وہ یقیناً کسی نئے میک اپ میں

یہاں سے نکلا ہو گا تا کہ وہ کسی کی نظروں میں نہ آ سکے۔ اب وہ یہاں سے کس میک اپ میں نکلا ہے اس کے بارے میں مجھے نہیں معلوم تو رستم کو کیسے معلوم ہوسکتا ہے“...... البرٹ نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی ڈاکٹر کاظم، میرا مطلب ہے رِک ایلسن نے یہاں سے نکلنے کے لئے میک اپ کا سہارا لیا ہو گا۔ بہرحال تم نے مجھ سے تعاون کیا ہے اس لئے میں تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں لیکن جب تک میں یہاں سے نکل نہیں جاتا تمہیں اسی طرح یہاں بندھا رہنا پڑے گا۔ ایک گھنٹے بعد تمہارے آدمی تمہیں خود ہی آزاد کر دیں گے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اور یہ چیونٹے“...... البرٹ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ عام سے چیونٹے ہیں جن کے سر میں نے خود سرخ کئے ہیں“...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو البرٹ بری طرح سے چونک پڑا اور پھر اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا۔

”تو تم نے مجھ سے دھوکہ کیا ہے“...... البرٹ نے غرا کر کہا۔

”جب گھی سیدھی انگلیوں سے نہ نکلتا ہو تو انگلیاں ٹیڑھی کرنی ہی پڑتی ہیں۔ تمہاری زبان انہی چیونٹوں کی وجہ سے کھلی ہے ورنہ شاید تم مجھے کچھ نہ بتاتے“...... ٹائیگر نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا تو البرٹ غصے سے غرا کر رہ گیا۔ ٹائیگر آگے بڑھا اور دوسرے لمحے البرٹ کے حلق سے کراہ کی آواز نکلی اور اس کا سر ایک طرف ڈھلکتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے اس کی کنپٹی پر جچا تلا پنچ مار دیا تھا جس

کے نتیجے میں وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

البرٹ کو بے ہوش کر کے ٹائیگر تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے اطمینان بھرے انداز میں دروازہ کھولا اور پھر باہر نکل آیا۔ باہر مسلح افراد اسی طرح چوکنے کھڑے تھے۔ ٹائیگر جانتا تھا کہ وہ یہاں محض محافظ کے طور پر کام کر رہے ہیں اس لئے ان میں سے کسی کو اس بات کی اجازت نہیں ہوسکتی کہ وہ اپنے باس کے آفس میں جھانک بھی سکیں۔ اس لئے ٹائیگر کو ان کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ اس نے جگو دادا سے اپنا اسلحہ واپس لیا اور راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کے سرے پر پہنچ کر اس نے دروازہ کھولا اور پھر وہ ہال میں آ گیا اور ہال میں آتے ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سیاہ رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ سیاہ کار کے شیشے کلرڈ تھے اور کار میں کارٹر اور اس کی ساتھی لیزا بیٹھے ہوئے تھے۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر کارٹر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر لیزا بیٹھی ہوئی تھی۔

''سائفن نے ڈاکٹر کاظم کے بارے میں جو معلومات دی ہیں کیا وہ درست ہیں''...... لیزا نے اپنے ساتھی کارٹر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ اس نے ڈاکٹر کاظم کے بارے میں معلومات لینے کے ڈیڑھ کروڑ ڈالرز لئے ہیں۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ہمیں غلط معلومات مہیا کرے''...... کارٹر نے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ سائفن نے ڈیڑھ کروڑ ڈالرز لے کر ہمیں ڈاکٹر کاظم کا جو پتہ بتایا ہے وہ بالکل درست ہے اور ڈاکٹر کاظم ہمیں وہاں مل جائے گا''...... لیزا نے انتہائی مسرت بھرے

لہجے میں کہا۔

''یقیناً''...... کارٹر نے جواب دیا۔

''مجھے تفصیل تو بتاؤ کہ ڈاکٹر کاظم یہاں پہنچا کیسے تھا اور وہ آخر چھپا کہاں ہوا ہے''...... لیزا نے پوچھا۔

''سائفن کی معلومات کے مطابق ڈاکٹر کاظم کا پاکیشیا کے ایک نواب جس کا نام لارڈ سکندر ہے سے رابطہ تھا۔ ڈاکٹر کاظم سیٹلائٹ فون سے اکثر لارڈ سکندر سے رابطے میں رہتا تھا اور اس نے جب ایکریمیا کی سپیشل لیبارٹری سے کوڈ باکس چوری کیا تو یہ باکس اس نے لارڈ سکندر کے کہنے پر ہی چوری کیا تھا۔ لارڈ سکندر نے ڈاکٹر کاظم کی ایکریمیا سے نکلنے میں اس کی بھرپور مدد کی تھی اور ڈاکٹر کاظم نے پاکیشیا پہنچنے کے لئے جتنے بھی ذرائع استعمال کئے تھے ان سب کا انتظام لارڈ سکندر نے ہی کیا تھا اور جب ڈاکٹر کاظم پاکیشیا پہنچا تو وہ ایک نئے میک اپ میں تھا۔ لارڈ سکندر نے ڈاکٹر کاظم کو ایئر پورٹ سے خود رسیو کرنے کی بجائے یہاں کے ایک گروپ کو ہائر کیا تھا۔ اس گروپ کا سربراہ سٹار کلب کے مالک میلٹن ہے۔ ڈاکٹر کاظم جو کافرستان سے رِک ایلسن کے نام سے یہاں پہنچا تھا اسے ایئر پورٹ سے لانے کی ذمہ داری میلٹن کی تھی لیکن میلٹن نے یہ کام خود کرنے کی بجائے ڈبل اے کلب کے مالک البرٹ کو سونپ دیا۔ البرٹ مقررہ وقت پر خود ایئر پورٹ پہنچا تھا اور ڈاکٹر کاظم جو رِک ایلسن کے نام سے پاکیشیا پہنچا تھا وہ خود

البرٹ کی مخصوص کار میں آ کر بیٹھ گیا تھا۔ البرٹ اسے لے کر اپنے کلب میں چلا گیا اور پھر اس نے میلٹن کے کہنے پر ڈاکٹر کاظم کو اپنے کلب کے تہہ خانے میں چھپا دیا لیکن ڈاکٹر کاظم نے وہاں میک اپ بدلا اور البرٹ کو کچھ بتائے بغیر اس کے کلب سے نکل گیا۔ البرٹ کے کلب سے نکلنے کے بعد وہ سٹار کلب پہنچا۔ میلٹن نے اسے ساتھ لیا اور نہایت خاموشی سے لارڈ سکندر کے پاس پہنچا دیا۔ لارڈ سکندر نے ڈاکٹر کاظم کو فوری طور پر ساتھ لیا اور اسے پاسکان کے پہاڑی علاقے جہاں اس نے ایک بڑی سی شکار گاہ بنا رکھی ہے وہاں موجود ایک زیر زمین عمارت میں چھپا دیا۔ تب سے ڈاکٹر کاظم وہیں چھپا ہوا ہے اور اس کوشش میں لگا ہوا ہے کہ کسی طرح سے وہ کوڈ باکس کا کوڈ لاک کھول کر وہ بی آر جی اور اس کا فارمولا پاکیشیا کے حوالے کر سکے“...... کارٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو کیا وہ ابھی تک کوڈ باکس نہیں کھول سکا ہے“...... لیزا نے پوچھا۔

”نہیں“...... کارٹر نے جواب دیا۔

”وہ ہے کس علاقے میں“...... لیزا نے پوچھا۔

”پہاڑی علاقے کا ایک ویران حصہ ہے جسے وائٹ سٹون کا علاقہ کہا جاتا ہے۔ وہیں لارڈ سکندر کی شکار گاہ ہے اور اسی علاقے میں ایک پہاڑی کے نیچے لارڈ سکندر نے خفیہ ٹھکانہ بنا رکھا ہے۔

ڈاکٹر کاظم اسی خفیہ ٹھکانے پر موجود ہے۔ لارڈ سکندر نے اسے وہاں ہر طرح کی سہولیات دے رکھی ہیں اور اس کی حفاظت کا بھی اس نے خاطر خواہ انتظام کر رکھا ہے“...... کارٹر نے کہا۔

”حیرت ہے۔ سائفن ان سب باتوں سے اس قدر باخبر تھا جیسے ڈاکٹر کاظم نے اسے سب کچھ خود بتایا ہو یا اس نے ڈاکٹر کاظم کے ساتھ سفر کیا ہو“...... لیزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کارٹر ہنس پڑا۔

”نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ ڈاکٹر کاظم چونکہ ایکریمیا کا نامور سائنس دان تھا اس لئے سائفن سائنسی آلات سے اس کی نگرانی کرتا تھا۔ سائفن کے پاس کچھ ایسے سائنسی آلات ہیں جن کی مدد سے وہ سیٹلائٹ فون کالز بھی رسیو کر سکتا ہے اور انہیں سن بھی سکتا ہے۔ اس نے ان آلات کی مدد سے ڈاکٹر کاظم اور لارڈ سکندر کے درمیان ہونے والی تمام باتیں ریکارڈ کر رکھی تھیں۔ جب سائفن کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ ڈاکٹر کاظم ناراک کی سپیشل لیبارٹری سے کوڈ باکس لے کر نکل رہا ہے تو اس نے ڈاکٹر کاظم کی سائنسی آلات سے نگرانی اور سخت کر دی تھی۔ وہ کہاں کہاں اور کن کن راستوں سے سفر کرتا ہوا کافرستان اور کافرستان سے پاکیشیا پہنچا تھا اسے سب معلوم تھا“...... کارٹر نے جواب دیا۔

”کیا وہ صرف ڈاکٹر کاظم پر ہی نظر رکھتا رہا تھا“...... لیزا نے پوچھا۔

"نہیں۔ ایکریمیا سمیت پوری دنیا میں جتنی بھی لیبارٹریاں ہیں وہ ان سب پر اور اہم سائنس دانوں پر نظریں رکھتا ہے اور ضرورت پڑنے پر ان کی معلومات فروخت کرتا ہے"۔ کارٹر نے جواب دیا۔

"اگر اسے ڈاکٹر کاظم کے بارے میں سب کچھ معلوم تھا تو اس نے اب تک کسی کو کچھ بتایا کیوں نہیں تھا"...... لیزا نے پوچھا۔

"جب تک کوئی خود اس سے رابطہ کر کے اس سے معلومات نہ مانگے وہ اپنے طور پر کسی کو کچھ نہیں بتاتا"...... کارٹر نے کہا۔

"اس نے ڈیڑھ کروڑ ڈالرز میں یہ معلومات ہمیں مہیا کر دی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی اسے مزید آفر کرے گا تو وہ اسے بھی معلومات دے دے گا"...... لیزا نے کہا۔

"نہیں۔ سائفن اصول پسند آدمی ہے۔ وہ ایک بار جو معلومات فروخت کر دے۔ وہ معلومات وہ کسی اور کو فروخت نہیں کرتا چاہے کوئی اسے دوگنی تگنی آفر ہی کیوں نہ دے دے۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی تھی کہ ابھی تک اس سے کسی نے ڈاکٹر کاظم کے بارے میں معلومات لینے کے لئے رابطہ نہیں کیا تھا۔ اگر اس نے معلومات فروخت کر دی ہوتیں تو وہ میری آفر بھی ٹھکرا دیتا"...... کارٹر نے کہا۔

"تم نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر کاظم جس پہاڑی علاقے میں ہے وہاں لارڈ سکندر نے اس کی حفاظت کے خاطر خواہ انتظامات کر رکھے ہیں۔ کیا تم نے سائفن سے ان حفاظتی انتظامات کے بارے میں بھی معلومات لی ہیں"...... لیزا نے پوچھا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو میں تمہیں لے کر ڈاکٹر کاظم کا شکار کرنے نکل کھڑا ہوا ہوں"...... کارٹر نے مسکرا کر کہا۔

"تم نے یہاں کے ایک گروپ کو بھی ہائر کیا ہے۔ کیا نام ہے اس گروپ کا"...... لیزا نے پوچھا۔

"ونڈر گروپ"...... کارٹر نے جواب دیا۔

"اس گروپ کا باس کون ہے"...... لیزا نے پوچھا۔

"اس کا نام سالٹر ہے"...... کارٹر نے کہا۔

"تو کیا وہ ہم سے پہلے اس مقام پر اپنا گروپ لے کر پہنچ جائے گا جہاں تم نے اسے آنے کا کہا ہے"...... لیزا نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس نے کہا تھا کہ دو گھنٹوں میں وائٹ سٹون کے علاقے میں پہنچ جائے گا اور میں نے اسے تین گھنٹے پہلے فون کیا تھا۔ اب تک وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ یقیناً وہاں پہنچ چکا ہو گا"۔ کارٹر نے کہا تو لیزا اثبات میں سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔ ان کا یہ سفر مزید آدھے گھنٹے تک جاری رہا پھر وہ ایک ایسے پہاڑی علاقے میں پہنچ گئے جہاں پہاڑی چٹانیں سفید رنگ کی تھیں۔ شاید انہی سفید پتھروں کی وجہ سے اس علاقے کو وائٹ سٹون کا نام دیا گیا تھا۔ ایک پہاڑی موڑ کے پاس انہیں دو بڑی بڑی جیپیں دکھائی دیں جن میں دس افراد موجود تھے۔ کارٹر نے کار ان جیپوں کے پاس لے جا کر روک دی۔ جیسے ہی اس نے کار روکی۔ جیپ سے

ایک لمبا تڑنگا اور انتہائی جسیم آدمی اترا اور تیز تیز چلتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ کارٹر نے کار کا انجن بند کیا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

''کافی دیر لگا دی آپ نے آنے میں''...... آنے والے نوجوان نے کارٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔ لیزا بھی اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔

''ہاں۔ راستے میں ٹریفک بلاک تھی اس لئے آنے میں دیر ہو گئی''...... کارٹر نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ اب کیا پروگرام ہے''...... نوجوان نے کہا۔

''تم اس علاقے کے بارے میں جانتے ہو سالٹر''...... کارٹر نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ یہ سارا علاقہ میرا دیکھا بھالا ہوا ہے''...... نوجوان نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تب تو تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ اس علاقے میں لارڈ سکندر کی خاصی وسیع زمینیں ہے اور اس علاقے میں اس نے اپنی شکار گاہ بنا رکھی ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''جی ہاں۔ میں لارڈ سکندر کی شکار گاہ کے بارے میں جانتا ہوں۔ اس کی شکار گاہ یہاں سے تقریباً بیس منٹ کی دوری پر ہے''...... نوجوان نے کہا جس کا نام سالٹر تھا۔

''گڈ۔ ہمیں وہیں جانا ہے''...... کارٹر نے کہا

''ٹھیک ہے۔ جیسا آپ کا حکم''...... سالٹر نے جواب دیا۔

''شکار گاہ میں لارڈ سکندر کے کئی محافظ موجود ہیں جو ہر وقت مسلح رہتے ہیں۔ ان کا انچارج شیر جنگ ہے۔ اس علاقے میں لکڑیوں کے کیبن بنے ہوئے ہیں جن میں شیر جنگ اور اس کے ساتھی رہتے ہیں۔ مجھے اس علاقے کے ایک خفیہ ٹھکانے پر جانا ہے۔ وہاں ایک آدمی چھپا ہوا ہے جسے ہلاک کرنے کا مجھے ٹاسک ملا ہوا ہے۔ میں نے یہ پلاننگ کی ہے کہ ہم گاڑیاں براہ راست شکار گاہ کے انچارج شیر جنگ کے کیبن کے قریب رکیں گے اور شیر جنگ سے یہی کہیں گے کہ ہم لارڈ سکندر کے دوست ہیں اور لارڈ کی طرف سے ہمیں اس شکار گاہ میں شکار کھیلنے کا باقاعدہ اجازت نامہ ملا ہے۔ اس کے بعد میں شیر جنگ کو سنبھال لوں گا اور تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں موجود دوسرے افراد کو سنبھالنا ہے۔ جب وہاں سوائے شیر جنگ کے تمام افراد ہلاک ہو جائیں گے تو پھر میں شیر جنگ سے اس خفیہ ٹھکانے کا پوچھوں گا اور اس کے بعد میں اپنی ساتھی کے ہمراہ اس خفیہ ٹھکانے میں داخل ہو کر وہاں چھپے ہوئے اپنے ٹارگٹ کو ہٹ کر دوں گا اور پھر ہم جیپوں سے واپس شہر لوٹ جائیں گے۔ اس کے بعد تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا کام ختم ہو جائے گا۔ تم اپنے ٹھکانوں پر واپس چلے جانا اور ہمیں جہاں جانا ہو گا ہم وہاں خود ہی چلے جائیں گے''...... کارٹر نے کہا تو سالٹر اثبات میں سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

''اگر وہاں کوئی اور فورس آ گئی تو''...... سالٹر نے پوچھا۔

''تو ہم ان کا بھی مقابلہ کریں گے اور ان سب کا بھی خاتمہ کر دیا جائے گا''...... کارٹر نے کہا۔

''اوکے۔ اور کوئی بات''...... سالٹر نے کہا تو کارٹر نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا ایئر فون نکالا اور اس کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ ایئر فون اپنے کان سے لگا لو۔ میرے پاس بھی ایسا ہی ایئر فون ہے۔ دونوں ایئر فونز کے اندر مائیک اور اسپیکر ایک ساتھ لگے ہوئے ہیں اور یہ ایئر فون ٹرانسمیٹر کا کام کرتے ہیں۔ میں اور تم ان ایئر فونز سے ایک دوسرے سے مسلسل رابطے میں رہیں گے''۔ کارٹر نے کہا تو سالٹر نے اس سے ایئر فون لے کر اپنے کان میں لگا لیا۔ کارٹر نے جیب سے ایک اور ایئر فون نکالا اور اپنے کان میں لگا لیا اور پھر وہ کارٹر کے کہنے پر اسی جیپ کی طرف بڑھتا چلا گیا جس سے اتر کر وہ آیا تھا۔ کارٹر نے لیزا کو اشارہ کیا تو وہ بھی کار میں بیٹھ گئی۔ سالٹر جیپ میں بیٹھا اور پھر دونوں جیپیں تیزی سے پہاڑی راستے کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ کارٹر نے بھی کار سٹارٹ کی اور پھر وہ کار کچے راستے پر اتار کر جیپوں کے پیچھے بڑھاتا لے گیا۔ کچھ ہی دیر بعد پہاڑیوں کے درمیان خاصی وسیع مسطح زمین پر ایک بڑا کیبن دکھائی دیا۔ اس سے کچھ دور ہٹ کر دس پندرہ مزید کیبن بھی بنے ہوئے تھے جو اس کیبن سے خاصے چھوٹے تھے۔

''چھوٹے کیبن دیکھ رہے ہو''...... کارٹر نے ایئر فون میں سالٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... سالٹر کی جواباً آواز سنائی دی۔

''ان میں شیر جنگ کے ساتھی رہتے ہیں''...... کارٹر نے کہا۔ وہ جیپوں اور کار پر سوار جیسے ہی کیبنوں کے قریب پہنچے اسی لمحے چھوٹے کیبنوں سے چار مسلح افراد نکلے جو اپنی جسامت اور قدوقامت کے لحاظ سے مضبوط جسموں کے مالک اور لڑنے بھڑنے والے نظر آ رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ چاروں کے چہروں پر سخت گیری واضح دکھائی دے رہی تھی۔ جیپوں اور کار کے رکتے ہی کارٹر اچھل کر نیچے آیا اور اس کے ساتھ ہی سالٹر اور اس کے ساتھی بھی جیپوں سے باہر آ گئے۔ چاروں مسلح افراد نے مشین گنوں کی نالیں ان کی طرف کر دی تھیں اور وہ انہیں انتہائی سخت نظروں سے گھور رہے تھے۔ کارٹر اور اس کے ساتھی خالی ہاتھ تھے۔

''وہیں رک جاؤ۔ کون ہو تم''...... ان میں سے ایک نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''ہمیں شیر جنگ سے ملنا ہے۔ کہاں شیر جنگ''...... کارٹر نے اونچی آواز میں کہا۔

''میں شیر جنگ ہی ہوں''...... اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میں کارٹر ہوں اور میں لارڈ سکندر کا دوست ہوں۔ یہ میرے ساتھی ہیں اور ہم یہاں لارڈ سکندر کی اجازت سے شکار کھیلنے کے لئے آئے ہیں۔ انہوں نے ہمیں بتایا تھا کہ یہاں کا انچارج شیر جنگ ہے جو سارے انتظامات میں ہماری مدد کرے گا''...... کارٹر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے جسم پر قیمتی لباس تھا وہ لباس اور شکل وصورت سے لارڈ ہی دکھائی دے رہا تھا۔

''لیکن مجھے تو لارڈ صاحب نے کوئی اطلاع نہیں دی''...... شیر جنگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرے پاس تمہارے لئے ایک خصوصی لیٹر ہے۔ آؤ دکھاؤں تمہیں''...... کارٹر نے کیبن کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ شیر جنگ کوئی بات کرتا کارٹر یکلخت اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا۔

''تم سب یہیں رکو۔ میں شیر جنگ کو مطمئن کر کے ابھی آتا ہوں تاکہ کوئی مسئلہ باقی نہ رہے کیونکہ اس کے اطمینان کے بغیر ہم شکار نہیں کھیل سکیں گے''...... کارٹر نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر انتہائی باوقار لہجے میں کہا اور پھر وہ دوبارہ کیبن کی طرف مڑ گیا۔ اس کا باوقارانہ انداز دیکھ کر شیر جنگ نے ہونٹ بھینچ لئے تھے وہ اس کے پیچھے چل پڑا۔

''لیٹر آپ باہر بھی دکھا سکتے تھے۔ اندر جانے کی کیا ضرورت تھی''...... شیر جنگ نے کیبن میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''لارڈ سکندر نے لیٹر تمہیں علیحدگی میں دینے کا کہا تھا اس لئے میں یہاں آ گیا۔ اگر تمہیں اعتراض ہے تو آؤ میں باہر چل کر لیٹر دکھا دیتا ہوں''...... کارٹر نے منہ بنا کر کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ اب اندر آ گئے ہیں تو دکھائیں کہاں ہے لارڈ صاحب کا لیٹر''...... شیر جنگ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو کارٹر نے اثبات میں سر ہلا کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر اس کا ہاتھ تیزی سے جیب سے نکل کر شیر جنگ کے چہرے کی طرف بڑھا اس سے پہلے کہ شیر جنگ کچھ سمجھتا اسی لمحے اس کی ناک کے پاس ایک غبارہ سا پھوٹا اور وہ لہراتا ہوا گرنے ہی لگا تھا کہ کارٹر نے تیزی سے بڑھ کر اسے سنبھال لیا اور پھر اسے آرام سے زمین پر لٹا دیا۔

شیر جنگ بے ہوش ہو چکا تھا۔ کارٹر نے جیب سے ایک کیپسول نکال کر اس کی ناک پر مار دیا تھا جو شیر جنگ کی ناک سے ٹکراتے ہی پھٹا تھا اور شیر جنگ ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ شیر جنگ کو بے ہوش کرتے ہی کارٹر نے لباس کی اندرونی جیب سے سائیلنسر لگا مشین پسٹل نکالا اور کیبن کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ شیر جنگ کے ساتھی اس کے ساتھیوں کے ساتھ باہر خاموش کھڑے تھے۔ کارٹر کو شیر جنگ کے ساتھ کیبن میں جاتے دیکھ کر ان کی مشین گنوں کی نالیں بھی نیچے جھک گئی تھیں۔ کارٹر نے دروازے کی جھری سے ان تینوں کو دیکھا اور پھر

ٹھک ٹھک کی تین بار آوازوں کے ساتھ ہی وہ تینوں چیختے ہوئے زمین پر گرے اور تڑپنے لگے اس کے ساتھ ہی کارٹر دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

''جلدی چلو۔ ہمیں یہاں موجود سب کو ہلاک کرنا ہے''۔ کارٹر نے تیز لہجے میں کہا تو سالٹر اور اس کے ساتھیوں نے فوراً اپنے لباسوں میں چھپے ہوئے سائیلنسر لگے مشین پسٹل نکالے اور تیزی سے چھوٹے کیبنوں کی طرف بڑھ گئے جبکہ کارٹر وہیں رک گیا تھا اسے دیکھ کر لیزا بھی کار سے نکل کر اس کے پاس آ گئی تھی۔

''کیا ہوا شیر جنگ کا''...... لیزا نے پوچھا۔

''وہ کیبن میں بے ہوش پڑا ہے''...... کارٹر نے مسکرا کر کہا تو لیزا کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ ابھر آئی۔ تھوڑی ہی دیر میں سالٹر اور اس کے ساتھی اطمینان بھرے انداز میں واپس آ گئے۔

''بارہ مزید افراد تھے ہم نے ان سب کو ہلاک کر دیا ہے''۔ سالٹر نے واپس آتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ اب تم سب باہر ہی رکو۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا کوئی اور ساتھی بھی ہو جو تمہاری نظروں میں آنے سے رہ گیا ہو۔ میں اندر جا کر شیر جنگ سے یہاں موجود خفیہ ٹھکانے کا محل و وقوع معلوم کرتا ہوں''...... کارٹر نے کہا اور پھر وہ واپس مڑ کر کیبن کے اندر آ گیا۔ شیر جنگ اسی طرح بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ وہ انتہائی مضبوط جسم کا مالک تھا۔

کارٹر نے جھک کر اسے اٹھایا اور ایک کرسی پر ڈالنے کے بعد اس نے کیبن کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ کیبن میں موجود ایک الماری سے اسے رسی کا ایک بنڈل مل گیا۔ کارٹر نے رسی کی مدد سے شیر جنگ کو کرسی پر مضبوطی سے باندھ دیا تاکہ شیر جنگ حرکت کے قابل نہ رہے۔ پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے شیشی شیر جنگ کی ناک سے لگا دی۔ چند لمحوں کے بعد شیر جنگ کے جسم میں حرکت ہوئی اور پھر اس نے ایک زور دار چھینک ماری اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ شعور کے بیدار ہوتے ہی اس نے خود کو بندھا ہوا اور اپنے سامنے کارٹر کو تن کر کھڑے دیکھا تو اس کا رنگ زرد ہو گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ کون ہو تم اور مجھے کیوں باندھا ہے''...... شیر جنگ نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

''سنو شیر جنگ۔ میرے پاس تمہارے سوالوں کے جواب دینے کا وقت نہیں ہے۔ میرے ساتھیوں نے یہاں موجود تمہارے تمام ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ اگر تم چیختے بھی رہو گے تو یہاں کوئی تمہاری مدد کے لئے نہیں آئے گا''...... کارٹر نے کہا تو شیر جنگ کے چہرے پر خوف کے تاثرات پھیل گئے۔

''کیا چاہتے ہو''...... شیر جنگ نے پوچھا۔

''مجھے تم سے چند سوال کرنے ہیں اور بس۔ اگر تم مجھے صحیح جواب دے دو گے تو تمہاری جان بچ جائے گی ورنہ میں تمہاری

ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا اور اس وقت تک تمہیں ہلاک نہیں ہونے دوں گا جب تک تم میرے سوالوں کے جواب نہیں دے دیتے۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اپنی ہڈیاں تڑوائے بغیر جواب دو یا پھر......" کارٹر نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... شیر جنگ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہاں زیر زمین ایک خفیہ ٹھکانہ ہے۔ مجھے اس خفیہ ٹھکانے کے بارے میں بتاؤ۔ اس ٹھکانے میں جانے کا راستہ کہاں ہے"۔ کارٹر نے سخت لہجے میں کہا تو شیر جنگ بری طرح سے چونک پڑا۔

"خفیہ ٹھکانہ۔ کیا مطلب۔ کون سا خفیہ ٹھکانہ۔ اس پہاڑی علاقے میں خفیہ ٹھکانہ کہاں سے آ گیا"...... شیر جنگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم ایسے نہیں بتاؤ گے۔ مجھے تم پر دوسرا طریقہ ہی آزمانا پڑے گا"...... کارٹر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے پتلی دھار والا ایک خنجر نکال لیا۔ اس کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر شیر جنگ چونکا ہی تھا کہ اسی لمحے کارٹر کا ہاتھ گھوما اور شیر جنگ کے حلق سے انتہائی دردناک چیخ نکل گئی۔ کارٹر نے ایک ہی وار سے اس کی ناک کا سرا کاٹ دیا تھا۔ کارٹر نے اس کے چیخنے کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اس کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور شیر جنگ کا ایک نتھنا چرتا چلا گیا۔ شیر جنگ پوری جان سے تڑپ

اٹھا وہ حلق کے بل چیخ رہا تھا لیکن کارٹر اس کے سامنے یوں مطمئن انداز میں کھڑا تھا جیسے اس نے شیر جنگ کو ہاتھ بھی نہ لگایا ہو اور نہ ہی اسے شیر جنگ کی چیخیں سنائی دے رہی ہوں۔ بری طرح تڑپنے اور چیخنے کی وجہ سے شیر جنگ کی پیشانی پر ایک رگ ابھر آئی تھی۔ رگ دیکھ کر کارٹر نے ایک انگلی کا ہک بنا کر اس رگ پر مارا تو شیر جنگ کے حلق سے انتہائی کربناک چیخ نکلی اور اس کا چہرہ یکلخت سیاہ پڑتا چلا گیا۔

کارٹر نے رگ پر ایک اور ضرب لگائی تو شیر جنگ کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ اسے بے ہوش ہوتا دیکھ کر کارٹر نے اس کے چہرے پر بری طرح سے تھپڑ برسانے شروع کر دیئے۔ چوتھا تھپڑ کھاتے ہی شیر جنگ کو ہوش آ گیا اور وہ حلق کے بل چیخنے لگا۔

"بتاؤ۔ جلدی بتاؤ"...... کارٹر نے انگلی کے ہک کی ایک اور ضرب اس کی پیشانی پر ابھری ہوئی رگ پر مارتے ہوئے غرا کر کہا تو شیر جنگ پوری جان سے لرز اٹھا۔

"بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ فار گاڈ سیک۔ رک جاؤ۔ یہ کیسا عذاب ہے۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ"...... شیر جنگ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"بولو۔ جلدی۔ اب میں تم پر اور وقت ضائع نہیں کر سکتا۔ اب میں اس خنجر سے تمہارے دونوں کان کاٹوں گا پھر تمہاری دونوں

آنکھیں نکال دوں گا اور پھر میں تمہارے جسم کا ایک ایک حصہ چیر دوں گا۔ بولو جلدی۔ بولو“...... کارٹر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”خفیہ ٹھکانہ ٹانگی جھیل کے پاس ہے“...... شیر جنگ نے چیختے ہوئے کہا۔

”ٹانگی جھیل۔ کہاں ہے جھیل“...... کارٹر نے چونک کر کہا۔

”یہاں سے پانچ سو گز شمال کی جانب ایک چھوٹا سا جنگل ہے۔ اس جنگل سے پہلے ایک جھیل آتی ہے۔ وہی ٹانگی جھیل ہے اور اسی جھیل کے پاس خفیہ ٹھکانے میں جانے کا راستہ ہے“۔ شیر جنگ نے بری طرح سے لرزتے ہوئے کہا۔

”خفیہ ٹھکانہ کا راستہ بتاؤ“...... کارٹر نے غرا کر کہا۔

”وہ سامنے دیوار پر سرخ عقاب کی جو تصویر لگی ہوئی ہے۔ اس عقاب کی دائیں آنکھ پریس کرو تو دیوار کی جڑ کے پاس ایک تختہ کھل جائے گا اور فرش کے نیچے سیڑھیاں ہیں جہاں سے اتر کر تم خفیہ ٹھکانے والے راستے میں پہنچ جاؤ گے اور یہ راستہ تمہیں خفیہ ٹھکانہ تک لے جائے گا“...... شیر جنگ نے مشینی انداز میں بولتے ہوئے اور انگلی اٹھا کر کیبن کی ایک دیوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”کتنے افراد ہیں خفیہ ٹھکانے میں“...... کارٹر نے کہا۔

”وہاں لارڈ صاحب کا ایک مہمان موجود ہے اور اس کے چند ملازم موجود ہیں جو ان کی خدمت پر مامور ہیں“...... شیر جنگ نے

لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

”کیا وہاں مسلح افراد بھی موجود ہیں“...... کارٹر نے پوچھا۔

”نہیں۔ مسلح افراد کا خفیہ ٹھکانے میں کیا کام۔ مسلح افراد باہر ہی موجود ہیں“...... شیر جنگ نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے کارٹر کا ہاتھ گھوما اور شیر جنگ کے منہ سے خرخراہٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ کارٹر نے ایک ہی وار سے اس کا نرخرہ کاٹ دیا تھا۔ چند ہی لمحوں میں شیر جنگ کی آنکھیں بے نور ہو گئیں اور اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا۔

شیر جنگ کے ہلاک ہوتے ہی کارٹر تیزی سے کیبن کے دروازے کی طرف بڑھا تا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو بلا کر خفیہ ٹھکانے کا راستہ اوپن کرے اور پھر خفیہ ٹھکانے میں جا کر وہاں موجود ڈاکٹر کاظم اور اس کے ساتھیوں کو کور کر سکے۔ اسے یقین تھا کہ ڈاکٹر کاظم کے ملازم اس کے سامنے مزاحمت نہیں کر سکیں گے اور وہ آسانی سے ڈاکٹر کاظم تک پہنچ جائے گا۔ کارٹر نے لیزا، سالٹر اور اس کے ایک ساتھی کو اندر بلایا اور باقی سب کو باہر ہی کھڑا رہنے دیا اور پھر اس نے دیوار پر لگی سرخ عقاب کی تصویر کی آنکھ پریس کی تو واقعی دیوار کے پاس فرش سے ایک تختہ تیزی سے صندوق کے ڈھکن کی طرح کھل گیا۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ کارٹر نے اپنے تینوں ساتھیوں کو ساتھ لیا اور سیڑھیاں اترنے لگا۔ نیچے ایک طویل سرنگ تھی جو سیدھی جا رہی تھی۔ کارٹر اپنے تینوں ساتھیوں

کے ساتھ سرنگ میں داخل ہوا اور آگے بڑھنے لگا۔ سرنگ کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ دروازہ بے جوڑ اور فولاد کی موٹی چادر سے بنایا گیا تھا۔ اوپر سرخ رنگ کا ایک بلب جل رہا تھا۔

''سالٹر''...... کارٹر نے کہا۔

''یس باس''...... سالٹر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''دروازہ بم مار کر اُڑا دو''...... کارٹر نے کہا اور سالٹر نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک راڈ نما بم نکال لیا۔ وہ سب پیچھے ہٹ گئے۔ سالٹر نے راڈ بم کا ایک بٹن پریس کیا اور اسے پوری قوت سے سامنے دروازے کی طرف اچھال دیا۔ راڈ بم دروازے کی طرف اچھالتے ہی وہ تیزی سے دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ کارٹر، لیزا اور سالٹر کا دوسرا ساتھی پہلے ہی دیوار سے لگ گئے تھے۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور فولادی دروازے کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔ اب وہاں ایک بڑا خلاء تھا جس کی دوسری طرف ایک ہال نما بڑا سا کمرہ تھا۔ وہ سب چھلانگیں لگاتے ہوئے اس کمرے میں داخل ہو گئے۔ ابھی وہ کمرے میں داخل ہوئے ہی تھے کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا دوسرے کمرے کے دروازے سے اندر داخل ہوا ہی تھا کہ سالٹر کا ساتھی تیزی سے اس پر جھپٹا اور پھر اس نے اس آدمی کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے گھمایا اور اپنے سینے سے لگا لیا۔

''تم اسے پکڑے رکھو''...... کارٹر نے کہا اور وہ لیزا کے ساتھ

تیزی سے اس دروازے کی دوسری طرف آ گیا۔ لیزا کے ہاتھوں میں بھی اب مشین پسٹل نظر آ رہا تھا۔ ایک چھوٹی سی راہداری کراس کر کے وہ دونوں ایک اور کمرے کی طرف بڑھے۔ ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ ادھیڑ عمر آدمی کی نظر جیسے ہی کارٹر پر پڑی وہ ٹھٹھک گیا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم''...... ادھیڑ عمر آدمی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''خبردار۔ ہاتھ اوپر اٹھا لو ورنہ گولی مار دوں گا''...... کارٹر نے مشین پسٹل اس کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور ادھیڑ عمر آدمی نے بوکھلا کر فوراً ہاتھ اوپر کر لئے۔

''یہ سب کیا ہے۔ کون ہو تم''...... ادھیڑ عمر آدمی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر آستین سے اپنا ماتھا یوں صاف کرنا شروع کر دیا جیسے اس کے ماتھے پر پسینہ آ رہا ہو حالانکہ پسینہ اس کے ماتھے پر نام کو بھی نہ تھا۔

''تمہارا نام کیا ہے۔ جلدی بولو ورنہ......'' کارٹر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے پوچھا۔

''مم مم۔ میں خان بابا ہوں۔ یہاں کا باورچی''...... ادھیڑ عمر آدمی نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر آستین اپنے ماتھے پر پھیرنے لگا۔

"لیزا آگے چلی جاؤ اور جو دکھائی دے اسے آف کر دو۔ جاؤ فوراً"...... کارٹر نے ایک بار پھر ادھیڑ عمر باورچی کی بات نظر انداز کرتے ہوئے لیزا سے مخاطب ہو کر کہا تو لیزا مشین پسٹل لئے تیزی سے سامنے کی طرف بھاگتی چلی گئی۔ کارٹر نے سائیلنسر لگا ریوالور جیب میں رکھا اور دوسری جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل دیکھ کر ادھیڑ عمر خان بابا کا رنگ زرد ہو گیا تھا اور اس کی آنکھیں پھٹ پڑی تھیں۔

"کک کک۔ کیا چاہتے ہو تم"...... خان بابا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاموش کھڑے رہو ورنہ گولی مار دوں گا"...... کارٹر نے غرا کر کہا تو خان بابا سہم کر خاموش ہو گیا۔ اسی لمحے اندر سے اسے مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ اور تیز انسانوں کی چیخیں سنائی دیں تو وہ ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیسی آوازیں ہیں"...... خان بابا نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"میرے آدمی تمہارے ساتھیوں کو ہلاک کر رہے ہیں"۔ کارٹر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا تو خان بابا کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

"لل لل۔ لیکن کیوں۔ تمہارے آدمی میرے ساتھیوں کو قتل کیوں کر رہے ہیں"...... خان بابا نے اسی طرح لرزتی ہوئی آواز

میں کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے"...... کارٹر نے سفاک لہجے میں کہا تو اس کا لہجہ سن کر خان بابا کا خوف اور زیادہ بڑھ گیا۔ خوف کی شدت سے اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں اور وہ لہراتا ہوا نیچے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں لیزا واپس آ گئی۔

"کتنے آدمی تھے"...... کارٹر نے پوچھا۔

"آٹھ افراد تھے۔ سب کو ہلاک کر دیا ہے"...... لیزا نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"گڈ شو۔ اب اس بوڑھے باورچی کو اٹھا کر اندر کمرے میں لے جانا ہے تاکہ اس سے کوڈ باکس برآمد کیا جا سکے"...... کارٹر نے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ تو باورچی ہے۔ کوڈ باکس تو......" لیزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہنا چاہا۔

"یہ باورچی نہیں۔ ڈاکٹر کاظم ہے۔ اس نے جان بوجھ کر ہم سے جھوٹ بولا ہے اور خود کو باورچی بتا رہا ہے تاکہ ہم اس پر شک نہ کر سکیں"...... کارٹر نے کہا تو لیزا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

"بہت چالاک آدمی ہے"...... لیزا نے کہا۔

"چالاک نہیں۔ یہ خود کو ذہین سمجھ رہا ہے اور یہ سمجھ رہا ہے کہ یہ بوڑھے باورچی کے روپ میں رہے گا تو کوئی اسے پہچان نہیں سکے گا"...... کارٹر نے کہا۔

''لیکن تم نے اسے کیسے پہچان لیا''...... لیزا نے پوچھا۔

''اس کی مخصوص عادت سے''...... کارٹر نے جواب دیا۔

''اس کی مخصوص عادت آخر ہے کیا''...... لیزا نے کہا۔

''اس کی عادت ہے کہ سردیاں ہوں یا گرمیاں۔ یہ سمجھتا ہے کہ اس کی پیشانی پر پسینہ آ رہا ہے۔ یہ بے اختیار بلکہ غیر ارادتاً اپنی آستین سے اپنی پیشانی صاف کرنے لگتا ہے''...... کارٹر نے کہا تو لیزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کارٹر نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور آگے بڑھ کر اس نے خان بابا کو اٹھا کر اپنے کندھے پر لاد لیا اور اسے لے کر اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس کمرے سے خان بابا باہر آیا تھا۔ کمرہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔

''میں باہر جا کر خفیہ ٹھکانے کا راؤنڈ لگا کر آتا ہوں''...... کارٹر نے بوڑھے کو ایک صوفے پر ڈالتے ہوئے کہا اور آگے موجود ایک اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ خفیہ ٹھکانہ کافی بڑا تھا۔ اس میں تین بڑے بڑے ہال تھے ایک بڑا سٹور تھا۔ ایک طرف دس رہائشی کمرے بنے ہوئے تھے۔ تینوں ہال نما کمروں میں عجیب ساخت کی بڑی بڑی مشینیں لگی ہوئی تھیں اور دیواروں کے ساتھ الماریاں تھیں جن میں چھوٹے چھوٹے سائنسی آلات رکھے ہوئے تھے۔ جگہ جگہ انسانی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جنہیں لیزا نے یہاں آ کر گولیاں ماری تھیں۔ کارٹر نے خفیہ ٹھکانے کا مکمل راؤنڈ لگایا اور پھر وہ واپس اس دفتر نما کمرے میں آ گیا جہاں اس نے خان بابا کو ایک صوفے پر لٹا دیا تھا۔

''اسے ہوش میں لاؤ''...... کارٹر نے کہا تو لیزا نے آگے بڑھ کر خان بابا کے چہرے پر زور زور سے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چند تھپڑ کھاتے ہی خان بابا کو ہوش آ گیا اور اس نے بری طرح سے چیختے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

''تت تت۔ تم کیا چاہتے ہو۔ کون ہو تم''...... خان بابا کی حالت خوف کی زیادتی سے بگڑی ہوئی تھی۔

''ڈاکٹر کاظم''...... کارٹر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو خان بابا بری طرح سے چونک پڑا۔

''ڈاکٹر کاظم۔ کیا مطلب۔ کون ڈاکٹر کاظم''...... خان بابا نے فوراً خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''سنو۔ میں جانتا ہوں کہ تم خان بابا یا باورچی نہیں ہو۔ تم ڈاکٹر کاظم ہو۔ وہی ڈاکٹر کاظم جو ناراک کی سپیشل لیبارٹری میں کام کرتا رہا ہے۔ تم نے اس لیبارٹری سے ایک کوڈ باکس چوری کیا ہے جسے لے کر تم مختلف ممالک کا سفر کرتے ہوئے پاکیشیا پہنچے تھے۔ اس سارے سفر میں پاکیشیا کے لارڈ سکندر نے تمہاری مدد کی تھی اور تم اس وقت لارڈ سکندر کے ہی خفیہ ٹھکانے پر موجود ہو۔ تم نے ایکریمیا سے غداری کی ہے۔ اس لئے مجھ سے تم کسی قسم کی رو رعایت کی امید مت رکھنا۔ تمہاری جان صرف ایک ہی صورت میں بچ سکتی ہے کہ تم اس بات کو تسلیم کر لو کہ تم ڈاکٹر کاظم ہو اور تم نے

ایکریمیا سے غداری کی ہے۔ بولو میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا"۔ کارٹر نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو"...... خان بابا نے کہا۔ اپنے سامنے موت دیکھ کر شاید اس کے سارے کس بل نکل گئے تھے اور اس نے کارٹر کی بات فوراً مان لی تھی اور انکار کرنے کی بجائے یہ اقرار کر لیا تھا کہ وہ واقعی ڈاکٹر کاظم ہے۔

"گڈ۔ اب یہ بتاؤ کہ کیا کوڈ باکس تمہارے پاس ہے"۔ کارٹر نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ میرے پاس ہے"...... ڈاکٹر کاظم نے شکستہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے کوڈ باکس کا کوڈ اوپن کر لیا ہے"...... کارٹر نے اسی انداز میں پوچھا۔

"نہیں۔ میں کوشش کے باوجود ابھی تک کوڈ باکس کا لاک کوڈ کھولنے میں کامیاب نہیں ہو سکا ہوں۔ اسے عام انداز میں کھولنے کا میں نے ابھی تک کوئی رسک نہیں لیا ہے لیکن سائنسی مشینوں سے میں اس باکس میں لگی ہوئی کوڈ ڈیوائس اور میکنیزم کو ضرور چیک کرتا رہا ہوں لیکن اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا"...... ڈاکٹر کاظم نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ کہاں ہے کوڈ باکس"...... کارٹر نے پوچھا۔

"وہ کوڈ باکس میرے پاس سیف ہے لیکن تمہیں کوڈ باکس نہیں مل سکتا۔ اس کوڈ باکس کو سوائے میرے کوئی حاصل نہیں کر سکتا اور میں تمہیں وہ کوڈ باکس نہیں دوں گا کیونکہ میں جانتا کہ جیسے ہی میں نے کوڈ باکس تمہیں دیا تم نے مجھے گولی مار دینی ہے۔ کوڈ باکس جب تک میرے پاس ہے اس وقت تک تم مجھے زندہ رکھنے پر مجبور ہو"...... ڈاکٹر کاظم نے کہا۔ وہ خوف اور دہشت کے جھٹکے سے نکل کر خود کا کافی حد تک سنبھال چکا تھا اور اب انتہائی حد تک نارمل دکھائی دے رہا تھا اور اس نے سمجھداری کی باتیں کرنی شروع کر دی تھیں۔ اس کی بات سن کر کارٹر کے ہونٹوں پر زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔

"لیزا"...... کارٹر نے ڈاکٹر کاظم پر نظریں گاڑتے ہوئے اپنی ساتھی سے کہا۔

"یس"...... لیزا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر کاظم کچھ زیادہ ہی سمجھداری کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ خنجر نکال کر اس کی پہلے ایک آنکھ نکالو۔ پھر اس کی دوسری آنکھ نکال دینا اور پھر اس کی ناک اور دونوں کان کاٹ دینا۔ اگر یہ پھر بھی نہ بولے تو اس کے جسم کے ہر حصے کو کاٹ دینا تاکہ اس کی ساری سمجھداری اس کی ناک کے راستے باہر آ جائے"...... کارٹر نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا۔

"اوکے"...... لیزا نے کہا اور اس نے اپنے جوتوں کی سائیڈ میں لگی بیلٹ میں اڑسا ہوا ایک خنجر نکال لیا۔

''رر۔ رر۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ۔ تم تو واقعی انتہائی سفاک ہو۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ مجھ سے وعدہ کرو کہ اگر میں کوڈ باکس تمہیں دے دوں گا تو تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے''...... ڈاکٹر کاظم نے کارٹر کی سفاکانہ باتیں سن کر چیختے ہوئے کہا۔

''او کے۔ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا''...... کارٹر نے کہا۔

''وعدہ کرو مجھ سے پلیز''...... ڈاکٹر کاظم نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا''...... کارٹر نے کہا تو ڈاکٹر کاظم کے چہرے پر قدرے سکون کے تاثرات ابھر آئے۔

''سامنے دیوار پر جو سیاہ گھوڑے کی تصویر لگی ہوئی ہے۔ اسے ہٹاؤ۔ اس کے پیچھے ایک بٹن ہے۔ اسے پریس کرو گے تو دیوار کے پیچھے سے ایک سیف ابھر کر باہر آ جائے گا۔ کوڈ باکس اس سیف کے اندر موجود ہے''...... ڈاکٹر کاظم نے کہا تو کارٹر کے اشارے پر لیزا آگے بڑھی اور اس نے دیوار پر لگی سیاہ گھوڑے کی تصویر ہٹا دی۔ تصویر کے پیچھے واقعی ایک چھوٹا سا بٹن لگا ہوا تھا جو دیوار کے رنگ جیسا تھا اور غور سے دیکھنے پر نظر آتا تھا۔ لیزا نے بٹن پریس کیا تو سرر کی آواز کے ساتھ دیوار کا ایک چوکھٹا کھل گیا اور اس سے ایک فولادی سیف ابھر کر باہر آ گیا۔

''کیسے کھلتا ہے یہ''...... کارٹر نے ڈاکٹر کاظم سے پوچھا۔

''اس کے نچلے حصے میں تین بٹن لگے ہوئے ہیں۔ سرخ، سبز اور زرد۔ پہلے سرخ پھر سبز اور اس کے بعد زرد بٹن پریس کرو تو سیف کھل جائے گا''...... ڈاکٹر کاظم نے کہا۔ لیزا نے ایسا ہی کیا تو واقعی سیف کھل گیا۔ سیف کے دو خانے تھے۔ جن میں قیمتی سامان رکھا ہوا تھا۔ ایک خانے میں سرخ رنگ کا ایک باکس تھا۔ کوڈ باکس دیکھ کر لیزا نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھا لیا اور مڑ کر کارٹر کی طرف آئی اور کوڈ باکس اسے دے دیا۔

''کیا یہ وہی کوڈ باکس ہے۔ جس میں بی آر جی اور اس کا فارمولا ہے''...... کارٹر نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے یہی کوڈ باکس چوری کیا تھا''...... ڈاکٹر کاظم نے کہا۔

''ہونہہ۔ میں کیسے یقین کر لوں کہ یہ وہی کوڈ باکس ہے جس کے لئے ہم نے اتنی بھاگ دوڑ کی ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''کوڈ باکس کے نیچے ایک اسٹیکر لگا ہوا ہے۔ اس اسٹیکر پر ڈاکٹر ڈگلس اور ڈاکٹر گرے کے دستخط موجود ہیں۔ دستخط دیکھ لو تمہیں یقین آ جائے گا کہ یہ اصل کوڈ باکس ہے''...... ڈاکٹر کاظم نے کہا تو کارٹر نے کوڈ باکس الٹا تو اسے واقعی اس پر ایک اسٹیکر سا لگا ہوا دکھائی دیا جس پر دو دستخط موجود تھے لیکن اس نے چونکہ ڈاکٹر ڈگلس اور ڈاکٹر گرے کے دستخط نہیں دیکھے تھے اس لئے وہ ان دستخطوں کو نہیں پہچانتا تھا۔

‘‘تم نے بتایا ہے کہ تمہارے پاس ایسی مشین ہے جس کی مدد سے تم نے باکس کے اندر موجود ڈیوائس اور کوڈ لاک کو چیک کیا تھا’’...... کارٹر نے ڈاکٹر کاظم کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

‘‘ہاں۔ ہے میرے پاس ایسی مشین’’...... ڈاکٹر کاظم نے کہا۔

‘‘کیا اس مشین سے باکس میں موجود بی آر جی اور فارمولے کو بھی چیک کیا جا سکتا ہے’’...... کارٹر نے پوچھا۔

‘‘ہاں۔ دونوں چیزوں کو مشین کی مدد سے واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے’’...... ڈاکٹر کاظم نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

‘‘ہونہہ۔ چلو۔ کہاں ہے وہ مشین۔ میں بی آر جی اور فارمولا دیکھنا چاہتا ہوں’’...... کارٹر نے کہا۔

‘‘مشین دوسرے ہال میں ہے’’...... ڈاکٹر کاظم نے کہا اور پھر وہ کمرے سے نکل کر ہال کی طرف بڑھا۔ کارٹر اور لیزا اس کے پیچھے چل پڑے۔ ڈاکٹر کاظم انہیں لئے ایسے ہال میں آ گیا جہاں بڑی بڑی مشینیں موجود تھیں۔

‘‘یہ مشین ہے۔ اس مشین پر لگی سکرین پر تم باکس میں موجود چیزوں کو آسانی سے دیکھ سکتے ہو’’...... ڈاکٹر کاظم نے ایک پورٹیبل مشین کے پاس آتے ہوئے کہا۔

‘‘یہ مشین کیسے کام کرتی ہے’’...... لیزا نے پوچھا۔

‘‘یہ میری ایجاد ہے۔ تم شاید اسے آپریٹ نہ کر سکو۔ اس لئے

مجھے اجازت دو تاکہ میں اسے آپریٹ کر کے تمہیں کوڈ باکس کی اصلیت کا یقین دلا سکوں’’...... ڈاکٹر کاظم نے کہا۔

‘‘پہلے اس مشین میں کوئی اور باکس رکھو اور اس میں چند چیزیں رکھو تاکہ ہم ان چیزوں کو دیکھ کر اطمینان کر سکیں کہ واقعی اس مشین سے باکس کے اندر جھانکا جا سکتا ہے’’...... کارٹر نے کہا۔

‘‘ہونہہ۔ ٹھیک ہے’’...... ڈاکٹر کاظم نے منہ بنا کر کہا۔ وہ تیزی سے سائیڈ پر موجود ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اسے الماری کی طرف جاتے دیکھ کر کارٹر نے لیزا کو اس کے پیچھے جانے کا اشارہ کیا تو لیزا تیزی سے ڈاکٹر کاظم کی طرف بڑھی۔ ڈاکٹر کاظم نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک فولادی باکس نکال لیا۔ لیزا نے فوراً اس سے باکس جھپٹ لیا۔

‘‘کیا ہے اس میں’’...... لیزا نے پوچھا۔

‘‘خالی باکس ہے’’...... ڈاکٹر کاظم نے کہا تو لیزا نے باکس کھولا۔ باکس واقعی خالی تھا۔ لیزا باکس لے کر کارٹر کے پاس آ گئی ڈاکٹر کاظم بھی اس طرف آ گیا۔

‘‘کارٹر نے کچھ سوچ کر اپنی کلائی سے ریسٹ واچ اتاری اور باکس میں ڈال دی۔ پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹی نیڈل تھرو گن نکال کر باکس میں رکھ دی۔

‘‘یہ بند کر کے ڈاکٹر کاظم کو دے دو’’...... کارٹر نے کہا تو لیزا نے باکس بند کیا اور ڈاکٹر کاظم کی طرف بڑھا دیا۔

''اسے چیک کراؤ ہمیں''...... کارٹر نے کہا تو ڈاکٹر کاظم نے مشین کے پاس آ کر اس کا ایک خانہ کھولا اور باکس کو اس خانے میں رکھ دیا اور پھر اس نے مشین آن کر کے اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اچانک مشین پر لگی سکرین روشن ہو گئی۔ ڈاکٹر کاظم نے مشین کے چند مزید بٹن پریس کئے تو اچانک سکرین پر وہی باکس نمودار ہوا جو اس نے مشین کے خانے میں ڈالا تھا۔ کارٹر اور لیزا کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

''اب دیکھنا۔ میں تمہیں اس باکس کے اندر موجود چیزیں دکھاتا ہوں''...... ڈاکٹر کاظم نے کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین کے چند مزید بٹن پریس کئے تو یہ دیکھ کر لیزا اور کارٹر چونک پڑے کہ اب انہیں باکس کے اندر رکھی ہوئی چیزیں دکھائی دینے لگی تھیں۔ جن میں ایک نیڈل تھرو گن اور دوسری ریسٹ واچ تھی۔

''گڈ شو۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اس مشین کے ذریعے واقعی باکسز کے اندر جھانکا جا سکتا ہے''...... کارٹر نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر کاظم نے مشین آف کی اور اس میں رکھا ہوا باکس نکال کر لیزا کو دے دیا۔ لیزا نے باکس کھولا اور اس میں سے گن اور ریسٹ واچ نکال کر کارٹر کو دے دی۔

''اب یہ کوڈ باکس رکھو''...... کارٹر نے کہا اور کوڈ باکس ڈاکٹر کاظم کی طرف بڑھا دیا۔ ڈاکٹر کاظم نے کوڈ باکس مشین کے خانے میں رکھ دیا اور ایک بار پھر مشین آپریٹ کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں

میں سکرین پر کوڈ باکس نمودار ہوا تو ڈاکٹر کاظم نے مشین کے چند اور بٹن پریس کر دیئے۔ اسی لمحے باکس کے اندر کا منظر ابھرا اور باکس میں ایک چھوٹی لیکن موٹی نال والی گن اور ایک فائل دکھائی دی۔ کارٹر غور سے اس گن کو دیکھنے لگا پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات دکھائی دیئے۔

''بس ٹھیک ہے۔ یہ اصلی کوڈ باکس ہے۔ اسے نکال کر مجھے دے دو''...... کارٹر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ ڈاکٹر کاظم نے مشین آف کر کے اس میں سے کوڈ باکس نکال کر کارٹر کو دے دیا۔

''تم نے چونکہ ہم سے تعاون کیا ہے اس لئے میں تمہیں وعدے کے مطابق زندہ چھوڑ رہا ہوں۔ اس وعدے کا اطلاق صرف تم پر ہوتا ہے۔ میری ساتھی لیزا پر نہیں''...... کارٹر نے سرد لہجے میں کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''ارے ارے۔ رک جاؤ۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم مجھے ہلاک نہیں کرو گے''...... ڈاکٹر کاظم نے چیختے ہوئے کہا لیکن کارٹر جیسے اس کی آواز سن ہی نہیں رہا تھا۔ لیزا نے کارٹر کی بات سن لی تھی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ دوسرے لمحے کمرے میں تڑتڑاہٹ کی آوازیں ابھریں اور گولیاں ڈاکٹر کاظم کے سینے میں گھس گئیں۔ ڈاکٹر کاظم چیختا ہوا فرش پر گرا اور چند لمحے تڑپنے لگا ساکت ہو گیا۔

’’کارٹر۔ کیا ہم اس خفیہ ٹھکانے کو بموں سے اُڑا دیں‘‘...... لیزا نے کارٹر کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

’’نہیں۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ یہاں جتنی بھی مشینیں ہیں ان پر گولیاں برسا کر تباہ کر دو تاکہ یہ استعمال کے قابل نہ رہیں‘‘...... کارٹر نے کہا تو لیزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کارٹر کا چہرہ دمک رہا تھا۔ وہ اس بات سے خوش تھا کہ اس نے آخر کار ڈاکٹر کاظم کو نہ صرف ٹریس کر لیا تھا بلکہ اس سے کوڈ باکس بھی حاصل کر لیا تھا۔

لیزا نے سالٹر اور اس کے ساتھی کو ساتھ لیا اور مشین روم میں جا کر ان تینوں نے خفیہ ٹھکانے کی ہر چیز پر گولیاں برسا کر انہیں تباہ کر دیا اور پھر وہ تینوں انہی راستوں پر چلتے ہوئے خفیہ ٹھکانے سے باہر آ گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ جیپوں اور کاروں میں سوار واپس جا رہے تھے۔ کارٹر کا چہرہ کامیابی اور مسرت بھرے انداز میں چمک رہا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے وائٹ ستون کے علاقے میں داخل ہو کر ایک مخصوص مقام پر جیپ چھوڑ دی تھی اور وہ اب پیدل ٹانگی جھیل کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔

پر پیچ اور دشوار گزار راستوں پر چلتے ہوئے انہیں آگے بڑھنے میں خاصی دقت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا لیکن ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے وہ اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ ان سب نے اپنا اپنا اسلحہ اٹھا رکھا تھا تاکہ سارا بوجھ کسی ایک پر نہ پڑے چونکہ ان کا سفر طویل تھا اس لئے وہ خشک کھانے کے ڈبوں کے ساتھ پانی کی بوتلیں بھی لے آئے تھے۔

ٹانگی جھیل کے بارے میں ٹائیگر نے ہی عمران کو اطلاع دی تھی۔ ٹائیگر نے اس سلسلے پر نہایت تیز رفتاری سے کام کیا تھا۔ اسے ڈاکٹر کاظم کے بارے میں البرٹ سے سٹار کلب کے مالک میلٹن کا پتہ چلا تھا۔ وہ فوری طور پر سٹار کلب پہنچ گیا تھا اور پھر

اس نے میلٹن تک رسائی حاصل کی۔ میلٹن ظاہر ہے اسے آسانی سے کچھ بتانے والا نہ تھا لیکن ٹائیگر نے جب اس پر مخصوص حربوں کا استعمال کیا تو میلٹن کی زبان اس کے سامنے کھل گئی اور اس نے ٹائیگر کو بتا دیا کہ اس نے یہ سب لارڈ سکندر کے کہنے پر کیا تھا۔ لارڈ سکندر نے ایک غیر ملکی کو پاکیشیا لانے اور اس کی حفاظت کے لئے اسے بہت بھاری معاوضہ دیا تھا۔ میلٹن نے ٹائیگر کو بتایا تھا کہ غیر ملکی البرٹ کے کلب سے میک اپ کر کے خود ہی اس کے پاس پہنچ گیا تھا اور اس نے اس غیر ملکی کے بارے میں لارڈ سکندر کو بتا دیا تھا۔ لارڈ سکندر نے اس کے کلب میں ایک سپیشل بند باڈی والی وین بھیجی تھی جس میں لارڈ سکندر کے خصوصی محافظ تھے۔ محافظوں کی تعداد پانچ تھی اور وہ اس وین میں غیر ملکی کو اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ وہ غیر ملکی کو لے کر کہاں گئے تھے اس کے بارے میں میلٹن بھی کچھ نہیں جانتا تھا۔ ٹائیگر نے اس سے لارڈ سکندر کے بارے میں معلومات لیں اور پھر اس نے عمران کو کال کر کے اسے ساری رپورٹ دے دی۔ اس معاملے میں چونکہ لارڈ سکندر کا نام آ رہا تھا اس لئے عمران فوراً ٹائیگر کے پاس پہنچ گیا اور پھر وہ دونوں لارڈ سکندر کے پیلس کی طرف روانہ ہو گئے۔ لارڈ سکندر پاکیشیا کا بزنس مین تھا اور انڈسٹریز کی دنیا کا بے تاج بادشاہ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے پاکیشیا کی سیاسی دنیا میں اپنی پہچان بنا رکھی تھی۔ حکومت کوئی بھی ہوتی اس کا بڑے بڑے سیاستدانوں سے مسلسل رابطہ رہتا تھا اور وہ ہر نئی آنے والی حکومت کے ساتھ ہوتا تھا۔ چونکہ وہ سیاست دانوں کو سپورٹ کرتا تھا اس لئے سیاست دان اس سے بے حد خوش رہتے تھے اور بظاہر ایسا لگتا تھا جیسے برسرِ اقتدار پارٹی اسی کے عمل دخل سے کامیاب ہوئی ہو۔ یہی وجہ تھی کہ وہ سیاست میں نہ ہوتے ہوئے بھی سیاست کی دنیا میں بڑا نام رکھتا تھا اور اسے ہر جگہ ایسا ہی پروٹوکول دیا جاتا تھا جو پاکیشیا کے پرائم منسٹر یا پریذیڈنٹ کو دیا جاتا تھا۔

لارڈ سکندر انتہائی بارعب اور باوقار شخصیت تھی۔ وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا اور اس سے ملنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہوتا تھا لیکن ظاہر ہے لارڈ سکندر ہو یا اس ملک کا صدر اس سے ملنا عمران کے لئے کیا مشکل ہو سکتا تھا۔ لارڈ سکندر سے ملاقات کرنے کے لئے عمران نے سر سلطان کو ساتھ لیا تھا اور پھر وہ سر سلطان اور ٹائیگر کو ساتھ لے کر لارڈ پیلس پہنچ گیا۔ لارڈ سکندر، سیکرٹری خارجہ سے ملنے سے انکار نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس نے سر سلطان کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھی کو اپنے پیلس میں آنے کی اجازت دے دی تھی۔ جب وہ سب گیسٹ روم میں پہنچ گئے تو تھوڑی دیر بعد لارڈ سکندر بھی ان کے پاس ملاقات کے لئے پہنچ گیا۔ پہلے تو لارڈ سکندر، سر سلطان سمیت عمران کو کسی خاطر میں نہ لایا اور عمران نے عادت کے مطابق اپنے مخصوص انداز میں اسے خوب رگیدا جس پر لارڈ سکندر کو عمران پر غصہ آ گیا۔ اس نے سر سلطان اور عمران کو

فوری طور پر وہاں سے نکل جانے کا حکم دے دیا لیکن جب سر سلطان نے لارڈ سکندر کو بتایا کہ عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے خصوصی نمائندے کی حیثیت سے وہاں آیا ہے تو ایکسٹو کا نام سن کر لارڈ سکندر کا سارا غصہ ہوا ہو گیا۔ اس کے بعد لارڈ سکندر کو عمران کے سخت اور تندوتیز جملوں کا سامنا کرنا پڑا تو لارڈ سکندر کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ عمران نے اس کے سامنے وہ تمام ثبوت رکھ دیئے جو ٹائیگر نے اس کے خلاف حاصل کئے تھے اور پھر عمران نے جب اس پر الزام لگایا کہ اس کی ایماء پر ڈاکٹر کاظم نے ایکریمیا کی سپیشل لیبارٹری سے کوڈ باکس چوری کیا ہے تو لارڈ سکندر کا برا حال ہو گیا اور آخر کار اسے عمران کے سامنے ہتھیار ڈالنے ہی پڑے۔ اس نے اس بات کا اقرار کر لیا کہ ڈاکٹر کاظم نے اسی کے کہنے پر یہ سب کیا تھا اور اس نے ناراک کی سپیشل لیبارٹری سے کوڈ باکس چوری کیا تھا اور لارڈ سکندر نے ہی ڈاکٹر کاظم کو بحفاظت ایکریمیا سے مختلف ممالک میں پہنچانے کا انتظام کیا تھا اور پھر وہ پاکیشیا پہنچ گیا تھا۔ سر سلطان کے پوچھنے پر لارڈ سکندر نے بتایا کہ ڈاکٹر کاظم اس کا دوست ہے اور وہ اکثر اس سے فون پر بات کرتا رہتا تھا۔ اس نے ہی اسے ایکریمین سائنس دان ڈاکٹر ڈگلس کی حیرت انگیز ایجاد بی جی گن کے بارے میں بتایا تھا۔ وہ پاکیشیا کا خیر خواہ ہے اور جانتا ہے کہ پاکیشیا ترقی پذیر ملک ہے اور یہاں میزائل بنانے کو فروغ دیا جا رہا ہے لیکن پاکیشیا میں بننے والے میزائل انتہائی قیمت کے حامل ہوتے ہیں۔ ان میزائلوں کے میٹریل سے لے کر ان پر کئے گئے تجربات پر بھی کروڑوں ڈالرز کا ضیاع ہو جاتا ہے اور بہت سے ایسے تجربات بھی ہوتے ہیں جن میں نئے اور جدید میزائل ناکام ہو جاتے ہیں جس سے قوم کا پیسہ ضائع ہو جاتا ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ ڈاکٹر ڈگلس نے جو گن ایجاد کی تھی اس گن کا فائدہ ایکریمیا نہ اٹھا سکے اور یہ گن اور اس کا فارمولا پاکیشیا پہنچ جائے تو پاکیشیا مہنگے ترین میزائل بنانے کی بجائے اس گن کو ترجیح دے اور میزائلوں کی جگہ بی جی گن تیار کی جائے جو دنیا بھر کے ایٹمی اور مہنگے میزائلوں سے کہیں زیادہ طاقتور اور تباہ کن تھی۔ اس نے ڈاکٹر کاظم کو اپنے ایک خفیہ ٹھکانے پر چھپا دیا تھا تاکہ وہ کوڈ باکس کو کھول کر اس میں موجود بی آر جی اور اس کا فارمولا نکال سکے لیکن تاحال ڈاکٹر کاظم اس باکس کو نہیں کھول سکا ہے۔ اس نے ڈاکٹر کاظم کے کہنے پر اسے ہر قسم کی مشینری اور کمپیوٹروں کی سہولت مہیا کر رکھی ہے تاکہ ان کی مدد سے وہ باکس کے سپیشل لاک سسٹم کو چیک کر سکے اور اسے کھول سکے۔

لارڈ سکندر محبِّ وطن تھا اور اس نے جو کچھ بھی کیا تھا وہ ملکی مفاد کے لئے کیا تھا اس لئے عمران کا لہجہ اس سے خاصا نرم ہو گیا اور پھر اس نے لارڈ سکندر سے ڈاکٹر کاظم کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا۔ لارڈ سکندر نے عمران کو اس علاقے کے بارے میں بتا دیا جہاں اس کا خفیہ ٹھکانہ موجود تھا اور اس خفیہ ٹھکانے پر اس

نے ڈاکٹر کاظم کے لئے ایک چھوٹی سی تجربہ گاہ بنائی ہوئی تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ ڈاکٹر کاظم اسی خفیہ ٹھکانے پر موجود ہے۔

لارڈ سکندر نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنے خفیہ ٹھکانے تک پہنچانے کے لئے اپنا ایک آدمی ان کے ساتھ بھیج دیا۔ اس آدمی کا نام چنگیز دادا تھا۔ عمران نے سر سلطان کو ان کی سرکاری گاڑی میں واپس بھجوا دیا تھا اور پھر عمران نے چنگیز دادا کو ساتھ لیا اور پھر وہ لارڈ سکندر کے خفیہ ٹھکانے کی طرف روانہ ہو گئے جہاں ڈاکٹر کاظم کوڈ باکس کے ساتھ موجود تھا۔ راستے میں عمران نے جولیا، صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا۔

چنگیز دادا انہیں ایک نئے راستے سے پہاڑی علاقے کی طرف لایا تھا۔ اس کے کہنے کے مطابق وہ ایک شارٹ کٹ جانتا تھا، جہاں سے وہ انہیں جلد ہی ٹانگی جھیل تک پہنچا سکتا ہے لیکن یہ راستہ چونکہ ناہموار تھا اس لئے اس پر جیپیں نہ دوڑ سکتی تھی اس لئے وہ پیدل ہی چل رہے تھے۔ اچانک انہیں دور سے جیپوں کے انجنوں کی آواز سنائی دی تو وہ سب چونک پڑے۔ ان کے ارد گرد چونکہ اونچی پہاڑیاں تھیں اس لئے وہ جیپوں کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔

''جیپیں یہاں کہاں سے آ گئیں''...... چنگیز دادا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ تمہارے لارڈ سکندر کا علاقہ ہے۔ ہم سے زیادہ تم اس علاقے کے بارے میں جانتے ہو کہ یہاں جیپیں کہاں سے آ جا

سکتی ہیں''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''جیپیں مین راستے سے شکار گاہ کی طرف جاتی ہیں لیکن یہ علاقہ چونکہ لارڈ سکندر کا ہے اس لئے اس نے سختی سے انتظامیہ کو ہدایات کر رکھی ہیں کہ کوئی گاڑی اس کے علاقے سے نہیں گزرے گی''...... چنگیز دادا نے جواب دیا۔

''ہو سکتا ہے کہ شکار گاہ کے محافظ اپنی جیپوں میں اس علاقے کا سروے کر رہے ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ محافظ یہاں ہر وقت جیپوں میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں''...... چنگیز دادا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ خاموشی سے اپنا سفر کرنا شروع ہو گئے۔ ایک گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد وہ ٹانگی جھیل پہنچ گئے۔ یہ ایک چھوٹی مگر انتہائی خوبصورت قدرتی جھیل تھی جس کا پانی انتہائی صاف و شفاف تھا۔

''یہاں سے محافظوں کے کیبن کتنے فاصلے پر ہیں''...... عمران نے چنگیز دادا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''زیادہ دور نہیں ہے لیکن اس طرف کسی کو نہیں آنے دیا جاتا''۔ چنگیز دادا نے جواب دیا۔

''اوکے۔ اب بتاؤ کہ خفیہ ٹھکانے میں جانے کا راستہ کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہمیں جھیل کی دوسری طرف جانا پڑے گا۔ اس طرف گھنے

درخت ہیں۔ ان درختوں میں ایک ایسا درخت ہے جو نقلی ہے۔ اس
درخت میں موجود ایک بٹن پریس کیا جائے تو درخت کے تنے میں
ایک دروازہ نمودار ہو جاتا ہے۔ دروازے کی دوسری طرف سیڑھیاں
ہیں۔ سیڑھیاں اتر کر ہم خفیہ ٹھکانے پر پہنچ جائیں گے''...... چنگیز
دادا نے کہا۔

''وہاں جانے کے لئے ایک راستہ ان کیبنوں کی طرف بھی ہے
جہاں محافظ رہتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ اگر آپ کہیں تو ہم اس طرف سے بھی جا سکتے
ہیں''...... چنگیز دادا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''نہیں۔ اب جب ہم اس طرف آ گئے ہیں تو کسی اور طرف
جانے کی کیا ضرورت ہے۔ آؤ''...... عمران نے کہا تو وہ سب جھیل
کے کنارے کنارے چلنے لگے۔ جھیل کے کنارے پر چلتے ہوئے وہ
جھیل کی دوسری طرف آئے جہاں گھنے درختوں کی بہتات تھی۔
چنگیز دادا ان کے آگے تھا۔ وہ انہیں لئے درختوں کے ایک جھنڈ
میں آ گیا۔ درختوں کے جھنڈ میں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کا
تنا بے حد پھیلا ہوا تھا۔ دور سے دیکھنے میں واقعی یہ اصلی درخت
معلوم ہو رہا تھا لیکن جب وہ درخت کے نزدیک پہنچے تو انہیں پتہ
چل گیا کہ وہ ایک نقلی درخت ہے جسے انتہائی مہارت سے بنایا گیا
تھا تا کہ اگر کوئی اس طرف آئے تو اسے اس درخت کے نقلی ہونے
کا علم نہ ہو سکے۔ چنگیز دادا نے آگے بڑھ کر درخت کے تنے میں
موجود ایک سوراخ میں ہاتھ ڈال دیا۔ اس نے سوراخ میں ہاتھ
ڈال کر کچھ کیا اور پھر پیچھے ہٹ آیا۔

''کیا ہوا''...... عمران نے اسے پیچھے ہٹتے دیکھ کر پوچھا۔

''کچھ نہیں۔ میں نے مکنیزم آن کر دیا ہے۔ ابھی درخت کے
تنے میں ایک دروازہ نمودار ہو جائے گا''...... چنگیز دادا نے کہا تو
عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ انتظار کرتے رہے لیکن درخت
میں کوئی حرکت نہ ہوئی اور نہ ہی تنے میں کوئی خلاء نمودار ہوا۔

''کیا ہوا۔ درخت کا راستہ کیوں نہیں کھل رہا''...... عمران نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں دیکھتا ہوں''...... چنگیز دادا نے کہا اور ایک بار پھر درخت
کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھر سوراخ میں ہاتھ ڈالا اور پھر وہ
پریشان ہو گیا۔

''لگتا ہے درخت کا مکنیزم خراب ہو گیا ہے''...... چنگیز دادا نے
پریشانی کے عالم میں کہا تو عمران اس کے قریب آ گیا۔ اس نے
چنگیز دادا کو پیچھے ہٹنے کا کہا اور پھر اس نے خود درخت کے تنے
میں موجود سوراخ میں ہاتھ ڈالا اور سوراخ کے اندر موجود مکنیزم کو
آپریٹ کرنے لگا لیکن تنے میں کوئی خلاء نمودار نہ ہوا۔

''نجانے یہ مکنیزم کیسے خراب ہو گیا ہے''...... چنگیز دادا نے
پریشانی کے عالم میں کہا۔

''اب کیا کرنا ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اب ہمیں کیبن والے راستے سے ہی لیبارٹری میں جانا پڑے گا"...... چنگیز دادا نے کہا۔

"او کے۔ چلو"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا تو چنگیز دادا انہیں لے کر کیبنوں کی طرف بڑھ گیا۔ آدھے گھنٹے کے مزید سفر کے بعد وہ انہیں ایک ایسی جگہ لے آیا جہاں ہر طرف باڑھ لگی ہوئی تھی۔ سامنے ایک وسیع میدان تھا جہاں دور انہیں لکڑیوں کا بنا ہوا ایک بڑا اور چند چھوٹے کیبن دکھائی دے رہے تھے۔

"یہ ہیں وہ کیبن"...... چنگیز دادا نے کہا۔

"یہاں تو ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے کہاں ہیں محافظ اور ان کا انچارج"...... عمران نے حیرت سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"شاید وہ کیبنوں میں ہوں گے۔ آئیں"...... چنگیز دادا نے کہا اور انہیں لے کر وہ کیبنوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کیبنوں کے پاس ہر طرف گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ کیبنوں کے قریب آتے ہی ان کے چہروں پر شدید حیرت کے تاثرات پھیل گئے۔

"خون۔ کیا مطلب"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خون۔ کیسا خون"...... چنگیز دادا نے بے اختیار چونک کر کہا اور پھر اس کی نظریں بڑے کیبن کے پاس پڑے خون پر پڑیں تو وہ بھی چونک پڑا۔

وہ تیزی سے بڑے کیبن کے دروازے کی طرف بڑھا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے کیبن کا دروازہ کھولا اور رکے بغیر اندر گھس گیا۔ دوسرے لمحے کیبن سے اس کی تیز چیخ سنائی دی۔ عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے کیبن کی طرف لپکے اور پھر انہوں نے جیسے ہی دروازے سے اندر جھانکا انہیں سامنے ایک انسانی لاش پڑی ہوئی دکھائی دی۔

"ہونہہ۔ لگتا ہے یہاں کوئی بڑی گڑبڑ ہوئی ہے۔ جلدی کرو۔ باقی کیبن بھی چیک کرو"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ تو وہ سب تیزی سے چھوٹے کیبنوں کی طرف بھاگتے چلے گئے کچھ ہی دیر میں انہیں معلوم ہو گیا کہ کیبنوں میں تمام محافظوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔

عمران نے چنگیز دادا کو بڑے کیبن میں موجود خفیہ راستہ کھولنے کا کہا تو اس نے فوراً خفیہ راستہ کھول دیا۔ عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو باہر رکنے کا کہا اور پھر وہ اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ اس خفیہ راستے میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ خفیہ راستے سے ہوتے ہوئے لیبارٹری میں پہنچ گئے اور پھر لیبارٹری کا حشر دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہاں بھی لاشیں موجود تھیں اور لیبارٹری کی تمام مشینری کو گولیاں مار کر تباہ کر دیا گیا تھا۔

"یہ سب کیا ہو گیا۔ کس نے کیا ہے یہ سب"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یہ کام کارٹر اور لیزا کا لگتا ہے جسے چیف نے تمہیں ہوٹل سے اٹھانے کا کہا تھا''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہم انہیں اٹھانے کے لئے جب ہوٹل پہنچے تو تب تک وہ ہوٹل چھوڑ کر وہاں سے نکل چکے تھے۔ ہم نے انہیں ہر جگہ تلاش کیا تھا لیکن ان کا ہمیں کوئی سراغ نہیں ملا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''ملتا بھی کیسے۔ وہ دارالحکومت سے نکل کر فوری طور پر یہاں جو پہنچ گئے تھے اور یہاں آتے ہی انہوں نے اپنی کارروائی شروع کر دی''...... عمران نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ انہیں بھی پتہ چل گیا تھا کہ ڈاکٹر کاظم یہاں چھپا ہوا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''لگتا تو ایسا ہی ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''تو کیا انہوں نے ڈاکٹر کاظم سے کوڈ باکس حاصل کر لیا ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ یہاں پھیلی ہوئی تباہی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ اپنا مشن مکمل کر کے یہاں سے نکل گئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ڈاکٹر کاظم کہاں ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''یہ بڑے کمرے میں جس بوڑھے کی لاش ہے۔ یہی ہیں ڈاکٹر کاظم جو یہاں میک اپ کر کے خان بابا کے نام سے رہ رہے تھے''...... چنگیز دادا نے کہا تو وہ سب چونک کر کمرے میں پڑی ہوئی ڈاکٹر کاظم کی لاش دیکھنے لگے۔ عمران نے آگے بڑھ کر ڈاکٹر

کاظم کی لاش چیک کی اور پھر وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''ہمیں فوراً ان لوگوں کے پیچھے جانا چاہئے۔ وہ ابھی یہاں سے زیادہ دور نہ گئے ہوں گے''...... جولیا نے کہا۔

''وہ لوگ یہاں جیپوں پر آئے تھے۔ ہم نے جیپوں کے انجنوں کی جو آوازیں سنی تھیں وہ شاید انہی کی تھی جو یہاں سے اپنا کام پورا کر کے نکل رہے تھے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر چلو جلدی۔ ہم ان کے پیچھے جا سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''پیدل جاؤ گی ان کے پیچھے۔ ہماری جیپیں یہاں سے کافی دور ہیں جب تک ہم اپنی جیپوں تک پہنچیں گے وہ نجانے کہاں سے کہاں نکل چکے ہوں گے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ہونہہ۔ تو اب کیا کرنا ہے''...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کرنا کیا ہے۔ یہ علاقہ شہر سے ڈیڑھ سو کلو میٹر دور ہے۔ وہ ابھی راستے میں ہی ہوں گے۔ آپ چیف سے بات کریں۔ چیف کے حکم سے شہر کی انتظامیہ اس علاقے کو سیلڈ کر سکتی ہے اس طرح انہیں گھیرا جا سکتا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''یہاں سے ان کے نکلنے کے بے شمار راستے ہیں۔ چیف کن کن علاقوں کو سیلڈ کرائے گا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''تو تم کیا چاہتے ہو کہ انہیں نکل جانے دیا جائے۔ یہ مت بھولو کہ انہوں نے ڈاکٹر کاظم کو ہلاک کر دیا ہے اور وہ کوڈ باکس لے کر نکل گئے ہیں''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

''وہ کوڈ باکس لے کر اس علاقے سے نکلے ہیں لیکن ابھی ان کا اس ملک سے نکلنا باقی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ وہ نجانے کس راستے سے اس ملک سے نکلنے کی کوشش کریں۔ ہم انہیں کہاں کہاں ڈھونڈتے پھریں گے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''انہیں ڈھونڈنے کے لئے ہمیں زمین و آسمان ایک بھی کرنا پڑے تو ہم یہ بھی کر گزریں گے لیکن انہیں کسی بھی صورت میں پاکیشیا سے کوڈ باکس نہیں لے جانے دیں گے''...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ غور سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے اس کی نظریں زمین پر ایک جگہ جم گئیں۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جھک کر کوئی چیز اٹھائی اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ یہ پیتل کا ایک رِنگ تھا جو سانپ کی شکل کا بنا ہوا تھا۔ اوپر کے حصے میں بڑا سا پھن تھا جو پھیلا ہوا تھا۔ عمران نے رِنگ گھما کر دیکھا تو اسے رنگ کے اندرونی حصے میں کچھ لکھا ہوا دکھائی دیا۔

''ڈبلیو جی''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر قریب کھڑا ٹائیگر چونک پڑا۔

''ڈبلیو جی۔ کیا یہ اس رِنگ کے اندر والے حصے میں لکھا ہوا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا۔

''مجھے یہ رِنگ دکھائیں باس''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے رِنگ اس کی طرف بڑھا دی۔

''ونڈر گروپ۔ یہ رِنگ تو ونڈر گروپ کی ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''ونڈر گروپ۔ کیا مطلب''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ سالٹر نامی بدمعاش کا ایک خاص گروپ ہے باس جو لڑائی بھڑائی کے ساتھ قتل و غارت میں بھی ملوث رہتا ہے۔ اس گروپ کے تمام افراد سانپ جیسے بنے ہوئے پیتل کے رِنگ پہنتے ہیں جو ان کی خاص نشانی ہے۔ اس گروپ کے جس رکن کے پاس یہ رِنگ دیکھا جاتا ہے دوسرے گروپس اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ سالٹر کے ونڈر گروپ کا یہاں کافی شہرہ ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیبنوں کے ارد گرد اور یہاں کئی افراد کے پیروں کے نشانات ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ کارٹر اور لیزا یہاں اکیلے نہیں آئے تھے بلکہ وہ مدد کے لئے ونڈر گروپ کو بھی ساتھ لائے تھے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ ان کے ساتھ گروپ کا انچارج سالٹر خود بھی تھا۔

یہاں ہر طرف یوڈی کلون ایم ڈبلیو کی مخصوص خوشبو پھیلی ہوئی ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ خوشبو سالٹر کو بے حد پسند ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کہاں ملے گا سالٹر''...... عمران نے پوچھا۔

''سالٹر کا تعلق گرے کلب کے مالک اور جنرل منیجر گرے سے ہے۔ یہ گروپ گرے کے تحت کام کرتا ہے۔ گرے اس گروپ کو انڈر گراؤنڈ رکھتا ہے اور ضرورت کے وقت ہی اس گروپ کو فیلڈ میں لاتا ہے اور جب بھی یہ گروپ فیلڈ میں آتا ہے تو ہر طرف لاشوں کے ڈھیر لگا کر واپس انڈر گراؤنڈ ہو جاتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ سالٹر اور اس کے گروپ تک پہنچنے کے لئے ہمیں گرے کو قابو کرنا پڑے گا''...... جولیا نے کہا۔

''جی ہاں۔ کارٹر اور لیزا نے اگر اس گروپ کو ہائر کیا ہے تو اس کے لئے انہوں نے یقیناً گرے سے ہی رابطہ اور ڈیل کی ہو گی''۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کہاں ملے گا یہ گرے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''وہ زیادہ تر اپنے کلب میں ہوتا ہے باس۔ ہم اس کے کلب میں جا کر اس سے بات کر سکتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہونہہ۔ اس سے بات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہاں جا کر

ہم اسے گردن سے پکڑیں گے اور پھر اس کی شہ رگ پر انگوٹھا رکھ کر اس سے کارٹر اور لیزا کے بارے میں اگلوا لیں گے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''گرے عام بدمعاش نہیں ہے۔ وہ انتہائی طاقتور اور زیرک انسان ہے۔ اس کی زبان کھلوانا آسان نہیں ہو گا باس۔ اس کی زبان کھلوانے کے لئے ہمیں اس پر خاص طریقے استعمال کرنے ہوں گے تب کہیں جا کر اس کا منہ کھلے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا کہنا چاہتے ہو تم''...... عمران نے کہا۔

''آپ مجھے حکم دیں۔ میں ابھی گرے کلب چلا جاتا ہوں اور وہاں سے گرے کو اٹھا کر رانا ہاؤس لے آتا ہوں۔ اس کے بعد میں اس پر مخصوص طریقے جو ظاہر ہے تشدد کے ہوں گے آزماؤں گا۔ تب ہی اس کی زبان کھلے گی ورنہ وہ مر جانا پسند کرے گا لیکن زبان نہیں کھولے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا تم اکیلے اسے لا سکتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے جاؤ اور جا کر اسے اٹھا کر رانا ہاؤس پہنچا دو۔ وہاں آ کر میں بھی دیکھوں گا کہ تم اس پر کون سے خاص طریقے استعمال کرتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہم بھی ٹائیگر کے ساتھ جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ کارٹر اور لیزا

اسی کے کلب میں چھپے ہوئے ہوں۔ اگر وہ بھی وہاں مل جائیں تو ہم ان سے کوڈ باکس حاصل کر لیں گے''...... تنویر نے کہا۔

''تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے عمران۔ اس معاملے میں اگر گرے ہی کارٹر اور لیزا کی مدد کر رہا ہے تو وہ یقیناً اس کے پاس ہی جائیں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ گرے ہی انہیں پاکیشیا سے نکالنے کے انتظامات کرے''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ تمہیں ٹائیگر کے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ تم سب جا کر گرے کلب کو باہر سے گھیر لو اور گرے کلب کی نگرانی کرو۔ جب ٹائیگر کلب سے گرے کو نکال کر لائے گا تو یہ بات کارٹر اور لیزا سے چھپی نہیں رہے گی۔ وہ فوری طور پر کلب سے نکلنے کی کوشش کریں گے۔ چوہوں کو بل سے نکال کر انہیں گھیرنا اور پکڑنا زیادہ آسان ہوتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم گرے کلب کے باہر ہی رہیں گے اور جیسے ہی ہمیں کارٹر اور لیزا دکھائی دیں گے ہم ان پر جھپٹ پڑیں گے اور انہیں وہاں سے بھاگ نکلنے کا کوئی موقع نہ دیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''اگر وہ کلب سے باہر نہ آئے تو''...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تو چوہوں کا شکار کرنے کے لئے تم اکیلے ان کے بل میں گھس جانا اور ان کا شکار کر لانا''...... عمران نے کہا تو تنویر اسے تیز

نظروں سے گھورنے لگا۔

''عمران کو گھورنے کی ضرورت نہیں ہے تنویر۔ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ گرے کے قابو آنے کے بعد کارٹر اور لیزا اگر کلب میں کہیں بھی چھپے ہوئے ہوں گے تو وہ کلب میں رکنے کا رسک نہیں لیں گے اور جلد سے جلد وہاں سے نکلنے کی کوشش کریں گے۔ ہم انہیں واقعی کلب کے باہر آسانی سے قابو کر سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''وہ دونوں میک اپ میں ہوں گے۔ ہم انہیں پہچانیں گے کیسے''...... تنویر نے کہا۔

''آنکھوں پر عینک لگا کر''...... عمران نے کہا۔

''عینک لگا کر۔ کیا مطلب''...... تنویر نے چونک کر کہا۔

''تمہارے پاس وائٹ گلاسز والے چشمے ہیں۔ انہیں آنکھوں پر لگا لینا۔ اس چشمے سے تم کسی کا میک اپ کے پیچھے چھپا ہوا چہرہ تو نہیں دیکھ سکتے لیکن گلاسز سے تم یہ ضرور معلوم کر سکتے ہو کہ تمہارے سامنے آنے والا انسان میک اپ میں ہے یا نہیں۔ ان گلاسز سے تمہیں میک اپ ہونے کا کاشن مل جائے گا اور جو جوڑا میک اپ میں ہوا سمجھ لینا کہ وہ کارٹر اور لیزا ہی ہو سکتے ہیں۔ بس جھپٹ پڑنا ان پر''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''تو ہم جائیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''تم ہمیشہ مجھے چھوڑ کر جانے کی ہی بات کرتی ہو۔ کبھی تو کہہ

دیا کرو کہ تم تنویر اور باقی ساتھیوں کو بھیج رہی ہو اور خود میرے پاس رک رہی ہو“...... عمران نے مسمسی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

”مجھے احمقوں کے ساتھ رکنے کا کوئی شوق نہیں ہے“...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ تمہیں صرف احمق کے ساتھ جانے کا شوق ہے“...... عمران نے تنویر کی طرف دیکھ کر برجستہ کہا تو تنویر کا چہرہ یکلخت غصے سے سرخ ہو گیا جبکہ جولیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ تنویر غصے سے عمران سے کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ جولیا نے اسے بولنے سے منع کر دیا۔

”اس کے منہ لگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آؤ۔ ہمیں ابھی کافی دور جانا ہے“...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے تنویر اور اپنے باقی ساتھیوں کو ساتھ لیا اور تیز تیز چلتی ہوئی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

”تم یہاں کھڑے میرا منہ کیوں دیکھ رہے ہو۔ تم بھی جاؤ اور جا کر اپنا کام کرو۔ میں تو ہمیشہ سے اکیلا ہوں اور اکیلا ہی رہنے کے لئے بنا ہوا ہوں“...... عمران نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو ابھی تک وہاں موجود تھا۔ عمران کی بات سن کر ٹائیگر نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور تیز تیز چلتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔

”میں لارڈ کو اطلاع دے دوں“...... چنگیز دادا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو اب تک خاموش کھڑا تھا۔

”تم بھی جا رہے ہو تو میں نے یہاں کیا کرنا ہے۔ ویسے بھی

میں بے حد کمزور دل کا مالک ہوں۔ لاشیں دیکھ کر میری جان نکل جاتی ہے اس لئے چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں“...... عمران نے کہا تو چنگیز دادا نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے لیبارٹری سے نکلتے چلے گئے۔ ابھی عمران چنگیز دادا کے ساتھ کچھ ہی دور گیا تھا کہ اچانک اس کے دماغ میں کوندا سا لپکا وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔

”کیا ہوا جناب“...... اسے رکتا دیکھ کر چنگیز دادا نے چونک کر کہا۔

”کچھ نہیں۔ تم باہر جاؤ۔ میں ابھی آتا ہوں“...... عمران نے کہا اور پھر وہ چنگیز دادا کا جواب سنے بغیر تیزی سے دوبارہ لیبارٹری کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

پاکیشیا کے دارلحکومت کی نئی اور جدید کالونی کی ایک رہائشی کوٹھی کے ایک کمرے میں سات افراد موجود تھے۔ یہ ساتوں افراد شکل و صورت سے غیر ملکی دکھائی دے رہے تھے۔ ان سب کے چہروں پر سرد مہری اور سفاکی دکھائی دے رہی تھی۔ ان سب نے نیلے رنگ کے لباس پہن رکھے تھے اور ان کے سینوں پر سیاہ رنگ کا کراس بنا ہوا تھا۔ وہ سب صوفوں اور کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہرے ستے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے کرسی پر ایک لمبا تڑنگا اور کسرتی جسم کا مالک نوجوان بیٹھا ہوا تھا جس کے ہاتھوں میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔ وہ ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی سنجیدگی اور متانت واضح دکھائی دے رہی تھی۔

"مجھے ساری تفصیل بتاؤ راجر۔ کارٹر اور لیزا نے آخر کس طرح سے ڈاکٹر کاظم کو تلاش کیا ہے اور اب وہ کہاں ہیں۔ اوور"۔

نوجوان نے تیز اور انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا تو دوسری طرف سے راجر اسے تفصیل بتانے لگا کہ کارٹر نے کس طرح سائفن سے رابطہ کیا تھا اور سائفن نے ڈیڑھ کروڑ ڈالرز کے عیوض کارٹر کو ڈاکٹر کاظم کے بارے میں معلومات فراہم کی تھیں اور پھر وہ نوجوان کو بتانے لگا کہ کارٹر نے گرے کلب سے ونڈر گروپ ہائر کیا تھا اور اس گروپ کے ساتھ وہ وائٹ سٹون کے علاقے میں پہنچ گیا تھا اور اس نے وہاں موجود لارڈ سکندر کی شکار گاہ کے محافظوں کو ہلاک کیا اور خفیہ راستے سے اس لیبارٹری میں پہنچ گیا جہاں ڈاکٹر کاظم موجود تھا۔ ڈاکٹر کاظم سے کوڈ باکس حاصل کرنے کے بعد کارٹر، لیزا اور ونڈر گروپ کے افراد وہاں سے نکل گئے تھے۔

"ہونہہ۔ اب کہاں ہیں وہ دونوں۔ اوور"...... نوجوان نے پوچھا۔ یہ نوجوان روسیاہ کا ٹاپ ایجنٹ میلر تھا۔ جو اپنے چھ ساتھیوں کے ہمراہ پاکیشیا میں موجود تھا۔ میلر، کارٹر اور لیزا کے پیچھے یہاں پہنچا تھا۔ میلر کا تعلق روسیاہ کی ماسٹر ایجنسی سے تھا جس کو اطلاع ملی تھی کہ ایکریمیا کی سپیشل لیبارٹری سے پاکیشیائی نژاد سائنس دان ڈاکٹر کاظم ایک اہم ترین فارمولا لے کر نکل گیا ہے جس کے پاکیشیا میں موجود ہونے کے ثبوت ملے ہیں۔ اس کی تلاش کے لئے کئی ایکریمین ایجنٹ کام کر رہے تھے اور ایکریمیا نے خاص طور پر پاکیشیا کو کئی مراسلے جاری کئے تھے کہ پاکیشیا میں آئے ہوئے ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنے میں ان کی مدد کی جائے لیکن ڈاکٹر کاظم پاکیشیا

پہنچتے ہی پراسرار انداز میں غائب ہو گیا تھا۔ جب پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس اور ایکریمین ایجنٹ، ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنے میں ناکام ہو گئے تو ایکریمین اعلیٰ حکام نے ایکریمیا کی ٹاپ ایجنسی ہاٹ واٹر کو یہ کیس سونپ دیا اور اسے سختی سے آرڈر دیا گیا کہ وہ فوری طور پر پاکیشیا اپنے ایجنٹ روانہ کرے اور وہاں سے ڈاکٹر کاظم کو کوڈ باکس سمیت برآمد کرے۔ روسیاہ کی ماسٹر ایجنسی کی نظریں پہلے سے ہی ہاٹ واٹر ایجنسی پر تھیں۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ ہاٹ واٹر ایجنسی کا نیا چیف گاسکر، کارٹر اور لیزا کو پاکیشیا بھیج رہا ہے تو روسیاہ کے ایجنٹ بھی حرکت میں آ گئے اور انہوں نے فوری طور پر کارٹر اور لیزا پر سائنسی آلات سے نظر رکھنے کا بندوبست کیا اور پھر وہ ان کے پیچھے پاکیشیا پہنچ گئے۔

پاکیشیا پہنچنے کے بعد میلر اور اس کے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ کارٹر اور لیزا پر سائنسی آلات سے نظر رکھنے کے لئے روسیاہ میں ہی ایک ماسٹر روم بنایا گیا تھا اور ماسٹر روم سے میلر کو ٹرانسمیٹر کال کے ذریعے ان کی ایکٹیوٹیز کے بارے میں مطلع کیا جاتا تھا۔ ماسٹر ایجنسی کے چیف نے میلر کو ہدایات دے رکھی تھیں کہ جب تک کارٹر اور لیزا، ڈاکٹر کاظم تک نہیں پہنچ جاتے اور اس سے کوڈ باکس حاصل نہیں کر لیتے اس وقت تک وہ کسی کے سامنے نہیں آئیں گے اور جب انہیں ماسٹر کنٹرول روم سے اطلاع دی جائے گی کہ کارٹر اور لیزا نے اپنا مشن مکمل کر لیا ہے تو وہ فوری طور

پر ان کے خلاف حرکت میں آ جائیں گے اور ان سے کوڈ باکس حاصل کریں گے۔

اس وقت بھی میلر اور اس کے ساتھی اس رہائش گاہ میں موجود تھے کہ انہیں ٹرانسمیٹر کال موصول ہوئی۔ یہ کال روسیاہ کے ماسٹر کنٹرول روم سے کی جا رہی تھی۔ ماسٹر کنٹرول روم کا انچارج راجر تھا جو میلر کو کارٹر اور لیزا کی کامیابی کے بارے میں بتا رہا تھا۔

”ان دونوں کو گرے کلب کے مالک نے اپنے ایک خفیہ ٹھکانے میں چھپا دیا ہے۔ وہ ایک دو روز انڈر گراؤنڈ رہیں گے اور پھر وہاں سے نکل کر سمندری راستے سے کافرستان پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ اس سلسلے میں ان کی گرے سے مکمل ڈیل ہو چکی ہے۔ اوور“...... راجر نے کہا۔

”کیا تم اس خفیہ ٹھکانے کے بارے میں جانتے ہو۔ اوور“۔ میلر نے پوچھا۔

”ہاں۔ میں انہیں مسلسل سیٹلائٹ سسٹم سے مانیٹر کر رہا ہوں۔ وہ دونوں اپنی کامیابی پر بے حد خوش ہیں اور گرے کی دی ہوئی رہائش گاہ میں چھپے جشن منا رہے ہیں۔ میں آپ کو ایک پتہ بتاتا ہوں۔ آپ وہاں پہنچ جائیں۔ وہاں وہ دونوں آپ کو کوڈ باکس سمیت مل جائیں گے۔ اوور“...... راجر نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے میلر کو ایک جدید اور نئی رہائشی کالونی کا پتہ نوٹ کرا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم ان پر مسلسل نظر رکھو۔ میں اپنے ساتھیوں کے

ساتھ فوری طور پر اس رہائش گاہ پر ریڈ کرتا ہوں۔ میری کوشش ہو گی کہ وہ اسی رہائش گاہ میں میرے قابو میں آ جائیں اور میں ان سے کوڈ باکس حاصل کر لوں لیکن اس دوران اگر وہ اس رہائش گاہ سے باہر جانے کی کوشش کریں تو تم مجھے فوراً کال کر کے ان کی لوکیشن کے بارے میں بتا دینا۔ اوور“...... میلر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ آپ فکر نہ کریں۔ وہ مسلسل میری نگاہ میں ہیں۔ وہ جہاں بھی جائیں گے میں آپ کو ان کے بارے میں معلومات دے دوں گا۔ اوور“...... راجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور میلر نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ رابطہ منقطع کرتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”چلو۔ ہمارے کام کرنے کا ٹائم شروع ہو گیا ہے“...... اس نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ سب فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”تیاری کرو اور فوراً باہر آ جاؤ۔ میں تب تک جیپ نکالتا ہوں“...... میلر نے کہا۔

”یس باس“...... اس کے ساتھیوں نے ایک ساتھ کہا اور میلر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے باہر آ کر پارکنگ سے ایک بڑی جیپ نکالی اور اسے لے کر رہائش گاہ کے گیٹ کے پاس آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس کے ساتھی

تھیلے اٹھائے باہر آ گئے۔

میلر نے یہ رہائش گاہ ایک مقامی ایجنٹ کے ذریعے حاصل کی تھی۔ مقامی ایجنٹ نے نہیں وہاں ہر قسم کی سہولت بہم پہنچا دی تھی اور میلر نے اس کی مدد سے اپنی مرضی کا اسلحہ بھی حاصل کر لیا تھا۔ اسے چونکہ ماسٹر کنٹرول روم سے کسی بھی وقت ایکشن میں آنے کا عندیہ دیا جا سکتا تھا اس لئے وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہر وقت تیار رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کال ملتے ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو تیار ہونے کا حکم دے دیا تھا۔

اپنے ساتھیوں کو باہر آتے دیکھ کر میلر نے جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ اس کے ساتھ ایک آدمی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ باقی سب جیپ کے عقبی حصے میں سوار ہو گئے۔ ان کے آنے تک میلر نے رہائش گاہ کا گیٹ بھی کھول دیا تھا۔ جیپ سٹارٹ کر کے اس نے جیپ رہائش گاہ سے باہر نکال کر روک دی۔

”میلس گیٹ بند کر کے لاک لگا دو“...... میلر نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور جیپ سے اتر کر گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے گیٹ بند کر کے اسے لاک لگایا اور جیپ میں آ کر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی میلر نے جیپ آگے بڑھا دی۔

”ڈیش بورڈ میں شہر کا نقشہ ہے اسے نکالو“...... میلر نے میلس سے کہا تو میلس نے اثبات میں سر ہلا کر جیپ کا ڈیش بورڈ کھولا

اور اس میں سے تہہ کیا ہوا ایک نقشہ نکال کر اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اسے کھولنے لگا۔

"کون سا علاقہ دیکھنا ہے باس"...... میلس نے پوچھا۔

"شاداب کالونی ڈھونڈو کہاں ہے"...... میلر نے کہا تو میلس نے اثبات میں سر ہلایا اور نقشہ دیکھنے لگا۔

"یہ کالونی یہاں سے پندرہ کلو میٹر دور نارتھ میں ہے باس"۔ میلس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اس کالونی تک جانے کے لئے مجھے راستوں کے بارے میں بتاتے جاؤ"...... میلر نے کہا تو میلس اسے راستوں کے بارے میں بتانے لگا۔ میلر اس کے بتائے ہوئے راستوں پر جیپ دوڑا رہا تھا۔ آدھے گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد وہ ایک نئی اور جدید طرز کی کالونی میں داخل ہو گئے۔ یہ کالونی شہر سے ہٹ کر پرسکون علاقے میں بنائی گئی تھی اور چونکہ یہ کالونی ابھی زیر تعمیر تھی اس لئے وہاں کئی پلاٹس خالی دکھائی دے رہے تھے۔

"ہمیں گرین بلاک کی طرف جانا ہے"...... میلر نے سامنے موجود روٹس میپ دیکھتے ہوئے کہا۔

"گرین بلاک رائٹ روڈ کی دوسری لین میں ہے باس"۔ میلس نے روٹس میپ دیکھتے ہوئے کہا تو میلر نے اثبات میں سر ہلایا اور جیپ آگے بڑھتا لے گیا۔ دس منٹ کے سفر کے بعد اس نے ایک چھوٹی سڑک کی طرف جیپ موڑی اور تھوڑا سا آگے لے

جا کر اس نے جیپ سڑک کے کنارے روک دی۔

"ہمیں دائیں طرف والی سڑک پر موجود کوٹھی نمبر ون سکس پر ریڈ کرنا ہے۔ کارٹر اور لیزا اسی عمارت میں موجود ہیں"...... میلر نے جیپ سے اترتے ہوئے کہا تو میلس اور اس کے ساتھی جیپ سے اترنا شروع ہو گئے۔ انہوں نے تھیلے جیپ کی سیٹوں کے نیچے چھپائے ہوئے تھے۔ جیپ سے اترتے ہی انہوں نے سیٹوں کے نیچے سے تھیلے نکال کر کاندھوں پر ڈال لئے۔

"یہاں دور دور تک کوئی نہیں ہے۔ تھیلوں سے اسلحہ نکال کر اپنی جیبوں میں ڈال لو"...... میلر نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے تھیلے کھولے اور ان میں سے اسلحہ نکال نکال کر اپنی جیبوں میں ٹھونسنے لگے وہ مشین گنوں کی بجائے مشین پسٹل لائے تھے جو آسانی سے ان کی جیبوں میں سما گئے تھے۔ مشین پسٹل کے ساتھ ساتھ ان کے پاس مخصوص ساخت کے تباہ کن بم بھی تھے۔ میلر نے بھی ان سے چند بم اور ایک مشین پسٹل اور اس کا میگزین لے کر اپنی جیبوں میں ڈال لیا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھوٹی سڑک سے نکل کر دوسری سڑک پر آیا۔ چونکہ یہ نیا تعمیر ہونے والا علاقہ تھا اس لئے وہاں ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ دور دور تک سڑکیں ویران دکھائی دے رہی تھیں۔ جگہ جگہ خالی پلاٹس تھے جن میں جھاڑیاں اور پودے اُگے ہوئے تھے۔ سڑکوں کے کناروں پر خاص طور پر سفیدے اور کھجوروں کے درخت لگے ہوئے تھے۔ وہ

سب میلر کے ساتھ چلتے ہوئے دائیں بائیں موجود رہائش گاہوں کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔

''ہماری مطلوبہ رہائش گاہ سامنے دو خالی پلاٹ چھوڑ کر ہے۔ وہ رہائش گاہ جس پر براؤن رنگ کا گیٹ لگا ہوا ہے''...... میلر نے سامنے موجود ایک رہائش گاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ رہائش گاہ تو سب سے الگ تھلگ معلوم ہو رہی ہے باس۔ رہائش گاہ کی دونوں سائیڈوں اور عقب میں خالی پلاٹس ہیں''۔ میلس نے کہا۔

''ہاں۔ اس رہائش گاہ کو دیکھ کر میرے ذہن میں ایک خیال آ رہا ہے''...... میلر نے سوچتے ہوئے کہا۔

''کیسا خیال باس''...... میلس نے کہا۔

''گرے نے کارٹر اور لیزا کی حفاظت کا یہاں ضرور کوئی نہ کوئی انتظام کیا ہو گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ رہائش گاہ میں مسلح افراد بھی موجود ہوں۔ ہمیں چونکہ ان کی تعداد کا علم نہیں ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ ہم جیسے ہی رہائش گاہ میں جائیں وہ ہم پر اچانک حملہ کر دیں''...... میلر نے کہا۔

''یس باس۔ ایسا ممکن ہے''...... میلس نے کہا۔

''اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ ہم اندر جانے سے پہلے اس رہائش گاہ میں وائٹ شیل فائر کر دیں۔ وائٹ شیلز سے نکلنے والی گیس رہائش گاہ میں موجود تمام افراد کو ایک لمحے میں بے ہوش کر

دے گی۔ جب وہ سب بے ہوش ہو جائیں گے تو ہم عمارت میں گھس جائیں گے اور اندر موجود تمام مسلح افراد کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیں گے۔ کوڈ باکس کارٹر اور لیزا میں سے کسی کے پاس بھی ہو سکتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے کوڈ باکس کسی ایسی جگہ چھپا دیا ہو کہ انہیں ہلاک کرنے کے بعد ہم اس باکس کو ڈھونڈ ہی نہ سکیں۔ اس لئے جب تک کوڈ باکس ہمارے ہاتھ نہیں لگ جاتا اس وقت تک ہم انہیں ہلاک نہیں کریں گے''...... میلر نے کہا۔

''یس باس۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ انہوں نے کوڈ باکس یہاں نہ رکھا ہو اور اسے کسی اور سیف جگہ چھپا دیا ہو''...... میلس نے کہا۔

''نہیں۔ ماسٹر کنٹرول روم سے راجر نے کہا تھا کہ کارٹر اور لیزا اس رہائش گاہ میں مع کوڈ باکس کے موجود ہیں''...... میلر نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ بات میں نے بھی سنی تھی۔ سوری باس۔ میں بھول گیا تھا''...... میلس نے کہا۔

''اب یہ سب باتیں چھوڑو اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس رہائش گاہ کے گرد پھیل جاؤ اور چاروں اطراف سے رہائش گاہ میں وائٹ شیل پھینک دو تا کہ اندر موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں''۔ میلر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... میلس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اپنے ساتھیوں کا اشارہ کرتا ہوا تیزی سے براؤن گیٹ والی رہائش گاہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ میلر وہیں رک گیا تھا اور سڑک کے کنارے پر

موجود سفیدے کے ایک درخت سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ وہ اپنے ارد گرد کا بغور جائزہ لے رہا تھا لیکن وہاں ہر طرف خاموشی تھی۔ وہاں رہنے والے افراد شاید اپنی رہائش گاہوں میں ہی محصور تھے۔ سڑک پر ایک بھی گاڑی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

میلس اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس رہائش گاہ کے گرد پھیل گیا اور پھر انہوں نے جیبوں سے مخصوص ساخت کے بم نکال کر براؤن گیٹ والی رہائش گاہ پر برسانے شروع کر دیئے۔ اندر سے ہلکے ہلکے دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر میلر نے رہائش گاہ سے سفید رنگ کا دھواں سا اٹھتے دیکھا۔ دھواں دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا میلس کی طرف بڑھا جو گیٹ کے پاس کھڑا تھا۔

”چند منٹ باس۔ وائٹ شیلز کا دھواں چند منٹوں میں ختم ہو جائے گا۔ پھر ہم آسانی سے کوٹھی میں داخل ہو جائیں گے“۔ میلس نے کہا تو میلر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ انہوں نے چند منٹ انتظار کیا پھر میلس کے حکم پر اس کا ایک ساتھی رہائش گاہ کے عقب میں موجود ایک درخت پر چڑھ کر رہائش گاہ کے اندر کود گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے اندر سے گیٹ کھول دیا۔ گیٹ کھلتے ہی میلر اور اس کے ساتھی رہائش گاہ میں داخل ہو گئے۔

”اپنے ایک ساتھی کو گیٹ کے باہر کھڑا کر دو“...... میلر نے کہا تو میلس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے ایک آدمی کو گیٹ کے

باہر کھڑا کیا اور گیٹ بند کر دیا۔ گیٹ بند ہوتے ہی میلر اپنے ساتھیوں کے ساتھ اندر بڑھ گیا۔ سامنے لان میں اسے دو افراد بے ہوش پڑے ہوئے دکھائی دیئے۔ ان کے پاس مشین گنیں بھی گری ہوئی تھیں۔

”دیکھا۔ میں نے کہا تھا نا کہ کارٹر اور لیزا کی حفاظت کے لئے اندر مسلح افراد ہو سکتے ہیں“...... میلر نے کہا۔

”یس باس“...... میلس نے کہا۔

”اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہائش گاہ کو سرچ کرو اور دیکھو یہاں کتنے افراد ہیں۔ کارٹر اور لیزا کو بھی دیکھو وہ کہاں ہیں“...... میلر نے کہا۔

”یس باس۔ مسلح افراد کا کیا کرنا ہے“...... میلس نے پوچھا۔

”ان سب کو ہلاک کر دینا لیکن یہاں گولیاں مت چلانا۔ انہیں ہلاک کرنے کے لئے خنجروں کا استعمال کرنا تاکہ سب خاموشی سے ہمیشہ کی نیند سو جائیں“...... میلر نے کہا تو میلس اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ میلر بے ہوش پڑے ہوئے افراد کے پاس آیا اور غور سے انہیں دیکھنے لگا۔ دونوں بدمعاش ٹائپ کے نوجوان تھے۔ میلر نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسری جیب سے اس نے سائیلنسر نکالا اور اسے مشین پسٹل پر ایڈجسٹ کرنے لگا۔

سائیلنسر مشین پسٹل پر ایڈجسٹ کر کے اس نے مشین پسٹل کا

رخ بے ہوش پڑے افراد کی طرف کیا۔ دوسرے لمحے ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ بے ہوش پڑے ہوئے افراد کے جسم ایک لمحے کے لئے اچھلے اور پھر ساکت ہوتے چلے گئے۔ میلر نے ان کے دلوں میں گولیاں اتار دی تھیں اور وہ تڑپے اور چیخے بغیر ہلاک ہو گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے۔

''رہائش گاہ میں دس افراد تھے باس۔ جن میں ملازمین بھی تھے۔ ہم نے سب کا خاتمہ کر دیا ہے''...... میلس نے میلر کے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کارٹر اور لیزا کہاں ہیں''...... میلر نے پوچھا۔

''وہ دونوں ایک کمرے میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں''...... میلس نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اپنے ساتھیوں کو رہائش گاہ میں پھیل جانے کا حکم دو اور تم میرے ساتھ آؤ''...... میلر نے کہا تو میلس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو رہائش گاہ میں پھیلایا اور پھر میلر کے ساتھ رہائش گاہ کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ اسے لے کر ایک کمرے میں آ گیا جہاں ایک نوجوان اور ایک لڑکی صوفوں پر لڑھکے پڑے تھے۔ ان کے سامنے میز پر شراب کی بوتلیں اور گلاس پڑے تھے۔ شاید بے ہوش ہونے سے پہلے وہ دونوں شراب پی رہے تھے۔

''تو یہ ہیں کارٹر اور لیزا''...... میلر نے ان دونوں کو دیکھتے

ہوئے کہا۔

''یس باس''...... میلس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''ان دونوں کو کرسیوں پر رسی سے باندھ دو۔ دھیان رکھنا۔ دونوں انتہائی تربیت یافتہ ہیں۔ انہیں ایسے باندھنا کہ کوشش کے باوجود یہ خود کو آزاد نہ کرا سکیں''...... میلر نے کہا تو میلس نے اثبات میں سر ہلایا اور سامنے موجود بیڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے بیڈ پر پڑی ہوئی چادر کھینچی اور پھر اسے پھاڑنے لگا۔ اس نے بیڈ شیٹ پھاڑ کر اس کی لمبی پٹیاں بنائیں اور پھر وہ ان پٹیوں کو بل دے کر رسیوں کی شکل دینے میں مصروف ہو گیا۔ پھر وہ کارٹر اور لیزا کے پاس آیا اور اس نے پہلے کارٹر کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈالا اور پھر وہ پٹیوں کی بنی ہوئی رسی کی مدد سے کارٹر کو کرسی پر باندھنے لگا۔ کارٹر کے بعد اس نے لیزا کو اٹھا کر دوسری کرسی پر ڈالا اور اسے بھی رسیوں کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دیا۔

''جب تک انہیں ہوش آتا ہے تب تک ہم یہاں کی تلاشی لے لیتے ہیں''...... میلر نے کہا تو میلس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں کمرے کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گئے۔ میلر نے میلس کو کوڈ باکس کے بارے میں بتا دیا تھا۔ میلر کے کہنے پر میلس اس کمرے کی تلاشی لینے کے بعد رہائش گاہ کے دوسرے حصوں کی تلاشی لینے کے لئے نکل گیا جبکہ میلر ایک بار پھر بندھے ہوئے کارٹر اور لیزا کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے جیبوں سے مشین

پسٹل کے ساتھ ایک چھوٹا مگر انتہائی تیز دھار خنجر نکال کر اپنے سامنے میز پر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد میلس واپس آ گیا۔

''نو باس۔ میں نے ہر جگہ چیک کر لیا ہے لیکن کوڈ باکس مجھے کہیں نہیں ملا ہے''...... میلس نے کہا۔

''مجھے معلوم تھا۔ کوڈ باکس احتیاطاً انہوں نے کسی ایسی جگہ چھپا دیا ہو گا جہاں سے کوئی اسے آسانی سے تلاش نہ کر سکے۔ اسی لئے میں نے ان دونوں کو ابھی تک زندہ رکھا ہوا ہے''...... میلر نے کہا۔

''یس باس''...... میلس نے کہا۔

''اب تم انہیں ہوش میں لاؤ تاکہ میں ان سے کوڈ باکس کا پوچھ سکوں''...... میلر نے کہا۔

''دونوں کو ایک ساتھ ہوش میں لانا ہے''...... میلس نے پوچھا۔

''نہیں۔ پہلے اس لڑکی کو ہوش میں لاؤ۔ اگر اس نے کوڈ باکس کے بارے میں نہ بتایا تو تب میں کارٹر سے بات کروں گا''۔ میلر نے کہا۔

''یس باس''...... میلس نے کہا اور پھر وہ لڑکی کے عقب میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک ہاتھ سے لڑکی کا ناک پکڑا اور دوسرا ہاتھ لڑکی کے منہ پر رکھ دیا۔ لڑکی کا سانس بند ہوا تو اس کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اسے جھٹکا لگتے دیکھ کر میلس نے اس کے ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔ اسی لمحے لڑکی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی اس نے

بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ رسیوں سے بندھی ہوئی ہے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ مجھے اس طرح کیوں باندھا گیا ہے۔ اور تم۔ کون ہو تم''...... لڑکی نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''میرا نام میلر ہے''...... میلر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''میلر۔ کون میلر''...... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم مجھے نہیں جانتی لیکن میں تمہیں جانتا ہوں لیزا''...... میلر نے کہا اور اس کے منہ سے اپنا نام سن کر لیزا بری طرح سے چونک پڑی۔

''لیزا۔ کیا مطلب۔ کون لیزا۔ میرا نام لیزا نہیں ہے''...... لیزا نے خود کو سنبھالتے ہوئے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ اگر تم لیزا نہیں ہو تو کون ہو''...... میلر نے تمسخرانہ لہجے میں کہا۔

''میرا نام ریٹا ہے''...... لیزا نے منہ بنا کر کہا۔

''تو پھر یقیناً تمہارے ساتھی کا نام کارٹر نہیں ہو گا اور تم اس بات سے بھی انکار کرو گی کہ تمہارا تعلق ایکریمیا کی ہاٹ واٹر ایجنسی سے ہے''...... میلر نے اسی انداز میں کہا تو لیزا کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

''کارٹر۔ ہاٹ واٹر۔ یہ سب کیا ہے۔ میں کچھ نہیں جانتی''۔

لیزا نے منہ بنا کر کہا۔

''سنو لیزا۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں میرا نام میلر ہے اور میرا تعلق روسیاہ کی ماسٹر ایجنسی سے ہے۔تم نے یقیناً ماسٹر ایجنسی کا نام سنا ہو گا۔ اگر سنا ہے تو پھر تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ ماسٹر ایجنسی کے ماسٹر ایجنٹس کس قدر بے رحم، سفاک اور خطرناک ہیں۔ ایک بار ہماری گرفت میں جو آ جائے وہ ہماری مرضی کے بغیر اس وقت تک نہیں نکل سکتا جب تک ہم اسے کلیئر نہ کر دیں یا اسے زندگی سے آزادی نہ دلا دیں''...... میلر نے سفاک لہجے میں کہا تو ایک لمحے کے لئے لیزا کے چہرے پر خوف کی لہر سی آ کر گزر گئی۔

''لیکن ہمارا ماسٹر ایجنسی سے کیا تعلق''...... لیزا نے کہا۔

''پہلے اس بات کا اقرار کرو کہ تمہارا تعلق ہاٹ واٹر سے ہے۔ اگر انکار کرو گی تو میں تمہارے اور کارٹر کے ہاٹ واٹر کے ایجنٹ ہونے کے سو سے زائد ثبوت تمہارے سامنے رکھ دوں گا''...... میلر نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں لیزا ہی ہوں اور میرا تعلق ہاٹ واٹر سے ہے''...... لیزا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ اور یہ تمہارا ساتھی کارٹر ہے''...... میلر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ کارٹر ہے''...... لیزا نے اسی انداز میں کہا۔

''تم دونوں یہاں کوڈ باکس حاصل کرنے کے لئے آئے ہو جو ایک پاکیشیائی نژاد سائنس دان ایکریمیا کی لیبارٹری سے چوری کر

لایا تھا''...... میلر نے اس کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا تو لیزا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''اگر یہ سب تم جانتے ہو تو پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو''۔ لیزا نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''چلو ٹھیک ہے۔ میں تم سے ایسی باتیں نہیں پوچھتا۔تم مجھے صرف یہ بتا دو کہ ڈاکٹر کاظم سے تم نے جو کوڈ باکس حاصل کیا ہے وہ کہاں ہے''...... میلر نے کہا۔

''ہم ابھی ڈاکٹر کاظم کی تلاش میں ہیں۔ جب وہ مل جائے گا تب ہی ہم اس سے کوڈ باکس حاصل کر سکیں گے''...... لیزا نے منہ بنا کر کہا تو میلر بے اختیار ہنسنے لگا۔

''اس میں ہنسنے والی کون سی بات ہے''۔لیزا نے منہ بنا کر کہا۔

''تم شاید مجھے احمق سمجھ رہی ہو''...... میلر نے کہا۔

''میں تو نہیں سمجھ رہی لیکن اگر تم ہو تو پھر میں کیا کہہ سکتی ہوں''...... لیزا نے تلخ لہجے میں کہا تو میلر ایک بار پھر ہنسنے لگا۔

''میں تمہاری باتوں کا برا نہیں مانوں گا لیزا کیونکہ میں ماسٹر ایجنسی میں ہونے کے باوجود گرم اور سخت مزاج ایجنٹ نہیں ہوں۔ میں ہر حال میں اپنا دماغ ٹھنڈا رکھنے کا عادی ہوں لیکن جب بات میری برداشت سے بڑھ جائے اور میرا دماغ گرم ہو جائے تو پھر میرے سامنے آنے والے غیر ملکی ایجنٹ اور مجرموں کو بھیانک

اذیتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور ان کی موت بھی انتہائی بھیانک اور دردناک ہوتی ہے‘‘...... میلر نے کہا۔

’’یہ تم مجھے بتا رہے ہو یا دھمکا رہے ہو‘‘...... لیزا نے غراتے ہوئے کہا۔

’’میلر دھمکی نہیں دیتا۔ جو کہتا ہے اس پر عمل بھی کرتا ہے‘‘۔ اس بار میلر نے بھی غراتے ہوئے کہا۔

’’جو بھی ہے۔ تم بتاؤ کہ تم ہم سے کیا چاہتے ہو‘‘...... لیزا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

’’کوڈ باکس‘‘...... میلر نے کہا۔

’’کوڈ باکس ہمارے پاس نہیں ہے۔ ہم بھی اسی کی تلاش میں یہاں آئے ہیں اور ہم ڈاکٹر کاظم کو اب تک تلاش نہیں کر سکے ہیں‘‘...... لیزا نے کہا۔

’’ہونہہ۔ تم ضرورت سے زیادہ ڈھیٹ بن رہی ہو لیزا۔ تم کیا سمجھتی ہو کہ تم مجھ سے جھوٹ بول کر بچ سکتی ہو‘‘...... میلر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’میں جھوٹ نہیں بول رہی‘‘...... لیزا نے اسی انداز میں کہا۔

’’تم شاید نہیں جانتی کہ تم اور کارٹر جب سے پاکیشیا آئے ہو تب سے ہماری نظروں میں ہو۔ تم دونوں کی مصروفیات کو ہم مسلسل مانیٹر کر رہے ہیں‘‘...... میلر نے کہا تو لیزا بری طرح سے چونک پڑی۔

’’کیا۔ کیا مطلب۔ تم ہمیں مسلسل مانیٹر کر رہے ہو‘‘...... لیزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ہاں۔ کارٹر نے کاسٹریا کے مخبر سائفن سے بات کر کے ڈیڑھ کروڑ ڈالرز میں ڈاکٹر کاظم کا پتہ چلایا تھا اور پھر تم اور کارٹر، ونڈر گروپ کے ہمراہ وائٹ سٹون کے علاقے میں پہنچے تھے جہاں پاکیشیا کے لارڈ سکندر کی شکار گاہ ہے اور وہاں اس کا ایک خفیہ ٹھکانہ ہے جہاں ڈاکٹر کاظم کوڈ باکس کے ساتھ موجود تھا۔ تم دونوں نے جس طرح لارڈ سکندر کے خفیہ ٹھکانے میں پہنچ کر ڈاکٹر کاظم کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اور جس طرح اس سے کوڈ باکس حاصل کیا تھا اس کے بارے میں، میں ایک ایک تفصیل جانتا ہوں۔ پھر تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ تم اور کارٹر ابھی تک ڈاکٹر کاظم کو تلاش کر رہے ہو اور تمہیں کوڈ باکس نہیں ملا ہے‘‘...... میلر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ اس کی باتیں سن کر لیزا نے غصے اور بے بسی سے ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

’’ہونہہ۔ اگر تم ہمیں مسلسل مانیٹر کر رہے ہو تو تمہیں یہ بھی پتہ ہونا چاہئے کہ ہم نے کوڈ باکس کہاں رکھا ہے‘‘...... لیزا نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ اگر تم نہیں بتانا چاہتی تو نہ بتاؤ۔ میں ہیڈ کوارٹر رابطہ کر کے مانیٹر سیل سے پوچھ لوں گا کہ تم نے کوڈ باکس کہاں چھپایا ہے۔ میں کسی نہ کسی طرح کوڈ باکس تک پہنچ ہی جاؤں گا لیکن یہ یاد رکھنا کہ کوڈ باکس میں نے خود تلاش کر لیا تو تم دونوں کسی بھی

صورت میں زندہ نہیں رہو گے۔ میں تم دونوں کو بھیانک موت سے ہمکنار کر کے ہی یہاں سے جاؤں گا البتہ کوڈ باکس تم خود میرے حوالے کر دو تو میں تم سے رعایت برت سکتا ہوں“۔ میلر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کیسی رعایت“...... لیزا نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

”یہ کہ تم دونوں کی موت آسان ہو جائے“...... میلر نے سفاکی سے کہا۔

”تم نے مجھے اور کارٹر کو پکڑ کر اپنے حق میں برا کیا ہے میلر۔ تم نے شاید ہمیں آسان شکار سمجھ لیا ہے لیکن یہ مت بھولو کہ تم اگر روسیاہ کی ماسٹر ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹ ہو تو ہم بھی عام ایجنٹ نہیں ہیں۔ ہمارا تعلق ہاٹ واٹر ایجنسی سے ہے اور ہاٹ واٹر کے ایجنٹ اتنے تر نوالہ نہیں ہیں کہ تم جیسے ایجنٹ انہیں نگل سکیں۔ میں اور کارٹر تمہارے حلق کا کانٹا بن جائیں گے جسے نہ تم نگل سکو گے اور نہ اگل سکو گے“...... لیزا نے غراتے ہوئے کہا۔

”فی الحال تو تم دونوں میرے رحم و کرم پر ہو۔ ابھی تو میں صرف تمہیں ہوش میں لایا ہوں۔ تم مجھے کوڈ باکس کے بارے میں نہیں بتاؤ گی تو میں کارٹر کو ہوش میں لا کر اس سے پوچھوں گا اگر اس نے بھی مجھے کوڈ باکس دینے سے انکار کر دیا تو پھر تم دونوں کا انجام بے حد بھیانک ہو گا اور پھر کوڈ باکس کیسے تلاش کرنا ہے یہ

سب میں بعد میں سوچ لوں گا“...... میلر نے کہا۔

”ہونہہ۔ میں جانتی ہوں کہ کوڈ باکس کہاں ہے لیکن میں اس کے بارے میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گی۔ تم کارٹر کو بھی ہوش میں لے آؤ۔ یہ بھی تمہیں کوڈ باکس کے بارے میں نہیں بتائے گا۔ ویسے بھی کوڈ باکس ایکریمیا کی امانت ہے اور یہ امانت واپس ایکریمیا ہی جائے گی۔ اس سے تمہارا اور روسیاہ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ مجھے اور کارٹر کو چھوڑ دو اور جس طرح یہاں آئے ہو اسی طرح خاموشی سے یہاں سے نکل جاؤ۔ ورنہ......“ لیزا نے غراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں تمہارے کسی ورنہ سے نہیں ڈرتا۔ میں یہاں کوڈ باکس حاصل کرنے آیا ہوں اور جب تک مجھے کوڈ باکس نہیں مل جاتا اس وقت تک میں یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا“...... میلر نے بھی کرخت لہجے میں کہا۔

”تب پھر تمہیں سوائے ناکامی کے کچھ نہیں ملے گا“۔ لیزا نے کہا۔

”سوچ لو۔ تمہارے یہ الفاظ تم پر بھاری پڑ سکتے ہیں“...... میلر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر سامنے پڑا ہوا خنجر اٹھا لیا اور اس کی دھار پر انگلی پھیرنے لگا۔

”میں جو کہتی ہوں سوچ سمجھ کر ہی کہتی ہوں“...... لیزا نے اس کے ہاتھ میں موجود خنجر کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسی طرح کرخت

اور غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ خنجر اب تمہارے دل میں گھسے گا''...... میلر نے انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا تو لیزا کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

''رکو۔ میری بات سنو''...... لیزا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میرا ہاتھ صرف یہ سننے پر رکے گا کہ تم مجھے کوڈ باکس کے بارے میں بتا رہی ہو''...... میلر نے خشک لہجے میں کہا۔

''ہاں ہاں۔ میں تمہیں کوڈ باکس کے بارے میں بتاتی ہوں''۔ لیزا نے کہا تو میلر جس نے خنجر والا ہاتھ بلند کر لیا تھا اس کا ہاتھ نیچے آ گیا۔

''بتاؤ۔ کہاں ہے کوڈ باکس''...... میلر نے پوچھا۔

''کوڈ باکس کارٹر کے پاس ہے۔ اسی نے اسے کہیں چھپایا ہے۔ جب ہم کوڈ باکس لے کر یہاں پہنچے تھے تو میں کچھ دیر کے لئے واش روم میں چلی گئی تھی۔ جب میں واپس آئی تو اس نے کوڈ باکس کہیں چھپا دیا تھا۔ میں نے اس سے بہت پوچھا کہ اس نے کوڈ باکس کہاں چھپایا ہے لیکن اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا تھا۔ اگر تمہیں میری بات کا یقین نہیں ہے تو اسے ہوش میں لاؤ اور اسی سے پوچھ لو''...... لیزا نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ اس نے تمہیں کیوں نہیں بتایا کہ اس نے کوڈ باکس

کہاں چھپایا ہے''...... میلر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''میں نہیں جانتی''...... لیزا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہاری بات پر یقین کر لیتا ہوں اور اسی سے پوچھتا ہوں کہ اس نے کوڈ باکس کہاں چھپایا ہے۔ میلس''...... میلر نے پہلے لیزا سے اور پھر اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... میلس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہوش میں لاؤ کارٹر کو''...... میلر نے کہا۔

''اوکے باس''...... میلس نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کارٹر کے عقب میں آ گیا۔ اس نے لیزا کی طرح ایک ہاتھ سے کارٹر کا ناک پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا منہ بند کر دیا۔ دم گھٹتے ہی کارٹر کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو میلس نے اس کے ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا دیئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد کارٹر نے بھی آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بھی بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ کرسی پر مضبوط رسیوں سے بندھا ہوا ہے۔ خود کو بندھا پا کر اس کی حالت بھی لیزا سے مختلف نہ ہوئی تھی۔

''یہ سب کیا ہے۔ کون ہو تم اور تم نے ہمیں اس طرح کیوں باندھ رکھا ہے''...... کارٹر نے خود کو سنبھال کر میلر کی طرف خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''میرا تعارف تمہاری ساتھی لیزا کرائے گی۔ کیوں لیزا''۔ میلر

نے مسکرا کر کہا۔

''لیزا۔ کیا مطلب۔ کون لیزا''...... کارٹر نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''یہ میلر ہے کارٹر۔ اس کا تعلق روسیاہ کی ماسٹر ایجنسی سے ہے۔ اسے ہمارے بارے میں سب کچھ معلوم ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ ہم یہاں کس مقصد کے لئے آئے تھے''...... لیزا نے کارٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کیا مطلب۔ اسے کیسے پتہ ہے کہ ہم یہاں کس مقصد کے لئے آئے تھے''...... کارٹر نے حیران ہو کر کہا تو لیزا نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

''ہونہہ۔ تو تم ہم سے کوڈ باکس حاصل کرنا چاہتے ہو''۔ ساری بات سن کر کارٹر نے میلر کی طرف غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ڈاکٹر ڈگلس کی ایجاد ایکریمیا کی طرح روسیاہ کے لئے بھی انتہائی مفید ہے۔ بی آر گن کی جتنی ایکریمیا کو ضرورت ہے اتنی ہی روسیاہ کو بھی ہے اس لئے تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم وہ گن اور اس کا فارمولا میرے حوالے کر دو''...... میلر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ کوڈ باکس میرے پاس نہیں ہے''...... کارٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''لیزا کہہ رہی ہے کہ کوڈ باکس تمہارے پاس ہے۔ جب تم دونوں یہاں آئے تھے تو لیزا کچھ دیر کے لئے واش روم گئی تھی اور تم نے اسی دوران کوڈ باکس کہیں چھپا دیا تھا''...... میلر نے کہا۔

''کیا تم نے یہاں تلاشی لی تھی''...... کارٹر نے پوچھا۔

''ہاں۔ ہم نے ساری رہائش گاہ چیک کر لی ہے لیکن ہمیں کوڈ باکس کہیں نہیں ملا''...... میلر کی بجائے میلس نے کہا۔

''تو پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں نے کوڈ باکس اسی عمارت میں کہیں چھپایا ہے''...... کارٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ اگر تم نے کوڈ باکس اس عمارت میں نہیں چھپایا تو کہاں چھپایا ہے۔ بولو''...... میلر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جب لیزا واش روم گئی تھی تو یہاں ایک آدمی آیا تھا۔ اس آدمی کا تعلق ہماری ایجنسی سے ہے۔ چیف کی ہدایات کے مطابق میں نے وہ باکس فوری طور پر اس کے حوالے کر دیا تھا اور وہ کوڈ باکس لیتے ہی یہاں سے نکل گیا تھا۔ اب تک تو وہ نجانے کوڈ باکس لے کر کہاں سے کہاں نکل گیا ہو گا''...... کارٹر نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا تو میلر کے ساتھ ساتھ لیزا بھی چونک پڑی۔

''ہونہہ۔ کون تھا وہ ایجنٹ۔ نام بتاؤ اس کا''...... میلر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں اس کا نام نہیں جانتا۔ یہ پہلے سے ہی طے تھا کہ ہم جیسے ہی کوڈ باکس حاصل کریں گے چیف ہمارے پاس ایک ایجنٹ کو بھیج

دے گا اور ہمیں کوڈ باکس اس کے حوالے کرنا ہے۔ اب یہ اتفاق ہی تھا کہ لیزا اس وقت واش روم میں تھی اور وہ آدمی یہاں آ گیا اور میں نے کوڈ باکس اس کے حوالے کر دیا جسے لینے کے بعد وہ ایک لمحے کے لئے بھی یہاں نہیں رکا تھا''...... کارٹر نے کہا۔

''تم جھوٹ بول رہے ہو کارٹر۔ اگر تم اس ایجنٹ کو نہیں جانتے تھے تو پھر تم نے کوڈ باکس اس کے حوالے کیسے کر دیا''...... میلر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''اس نے مجھے وہ کوڈز بتائے تھے جو چیف نے مجھے پہلے سے بتا رکھے تھے۔ کوڈ ورڈز کے تبادلے کے بعد ہی میں نے کوڈ باکس اس کے حوالے کیا تھا''...... کارٹر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ میلر نے کچھ کہنا چاہا کہ اچانک اس کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے فوراً جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس نے ہونٹ بھینچے اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میلس''...... میلر نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... میلس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ان دونوں کا خیال رکھو۔ میں کچھ دیر کے لئے باہر جا رہا ہوں۔ اگر یہ دونوں کوئی حرکت کریں تو انہیں فوراً گولیاں مار دینا''...... میلر نے کہا تو میلس نے اثبات میں سر ہلایا اور جیب سے مشین پسٹل نکال کر ان دونوں کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔ میلر

مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا پہلے کمرے سے پھر راہداری سے نکلتا چلا گیا۔ باہر صحن میں آتے ہی اس نے ٹرانسمیٹر آن کرنے کے لئے ایک بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ راجر کالنگ فرام ماسٹر روم۔ اوور''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''یس۔ میلر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... میلر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں آپ کی اور ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔ کارٹر اور لیزا آپ سے جھوٹ بول رہے ہیں۔ کوڈ باکس انہوں نے کسی کے حوالے نہیں کیا ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے راجر کی آواز سنائی دی تو میلر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''اگر تم انہیں مسلسل مانیٹر کر رہے ہو تو بتاؤ کہ انہوں نے کوڈ باکس کہاں چھپایا ہے۔ اوور''۔ میلر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ میں نے یہی بتانے کے لئے آپ کو کال کیا ہے۔ اوور''...... راجر نے کہا۔

''بولو۔ کہاں ہے کوڈ باکس۔ اوور''...... میلر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ جس صوفے پر ان دونوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے راجر نے کوڈ باکس اسی صوفے کے نیچے ٹیپوں کی مدد سے چپکایا ہوا ہے باس۔ اوور''...... راجر نے کہا تو میلر ایک طویل سانس لے کر

رہ گیا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ کوڈ باکس اسی صوفے کے نیچے چپکا ہوا ہے جس پر میں بیٹھا ہوا تھا۔ اوور''...... میلر نے کہا۔

''یس باس۔ میں نے کارٹر کو اپنی آنکھوں سے کوڈ باکس چھپاتے دیکھا تھا۔ اوور''...... راجر نے کہا۔

''تو یہ بات تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی نانسنس۔ مجھے خواہ مخواہ اتنا وقت ضائع کرنا پڑا۔ اوور''۔ میلر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوری باس۔ تفصیلات بتاتے ہوئے آپ کو میں کوڈ باکس کے بارے میں بتانا بھول گیا تھا۔ اوور''...... راجر نے کہا۔

''اپنی بھولنے کی بیماری کا علاج کراؤ نانسنس۔ ورنہ چیف تمہیں گولی مار دے گا۔ اوور''...... میلر نے غرا کر کہا۔

''یس۔ یس باس۔ اوور''...... راجر نے خوف بھرے لہجے میں کہا اور میلر نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر جیب میں رکھا اور پھر وہ واپس اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں کارٹر اور لیزا کرسیوں پر بندھے ہوئے تھے۔ جیسے ہی وہ دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی طاقتور اور فولادی جسم پوری قوت سے اس سے آ ٹکرایا ہو۔ اس کے منہ سے یکلخت زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پہلو کے بل سائیڈ میں گرتا چلا گیا اور دوسرے لمحے ایک طاقتور وجود اس پر چھاتا چلا گیا۔

جولیا اور اس کے ساتھی چنگیز دادا کو اکیلا آتے دیکھ کر چونک پڑے۔ وہ باہر پہنچ کر عمران کا ہی انتظار کر رہے تھے۔

''عمران صاحب کہاں ہیں''...... صفدر نے چنگیز دادا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''انہیں راستے میں کچھ یاد آ گیا تھا۔ وہ واپس لیبارٹری میں چلے گئے ہیں''...... چنگیز دادا نے جواب دیا۔

''لیبارٹری میں۔ کیوں۔ اب لیبارٹری میں کیا رکھا ہے جس کے لئے وہ دوبارہ اندر گیا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے نہیں معلوم''...... چنگیز دادا نے کہا۔

''کیا میں اندر جا کر دیکھوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نہیں۔ وہ کچھ دیر میں خود ہی واپس آ جائے گا''۔ جولیا نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد

انہوں نے عمران کو واپس آتے دیکھا۔ عمران کے کاندھے پر ڈاکٹر کاظم کی لاش تھی اور اس کے چہرے پر ایک پراسرار مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔

''اگر تمہیں ڈاکٹر کاظم کی لاش اٹھا کر لانی تھی تو ہمیں بتا دیتے۔ ہم اٹھا کر لے آتے''...... تنویر نے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے لاش سامنے موجود ایک چٹان پر ڈال دی۔ یہ دیکھ کر وہ سب بری طرح سے چونک پڑے کہ ڈاکٹر کاظم کا چہرہ بدلا ہوا تھا۔

''یہ کیا۔ اس کا چہرہ کیسے بدل گیا''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ میک اپ میں تھا میں نے اس کا میک اپ صاف کیا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ ہاں۔ یہ یہاں خان بابا بن کر رہ رہا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''تم نے شاید اس کا خان بابا والا میک اپ صاف کیا ہے''۔ تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ابھی اس کا چہرہ پوری طرح سے صاف نہیں ہوا ہے''...... عمران نے کہا۔

''پوری طرح سے صاف نہیں ہوا ہے۔ کیا مطلب''...... جولیا نے چونک کر کہا۔ باقی سب بھی حیرت سے عمران کی طرف دیکھ

رہے تھے جس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

''یہ ڈبل میک اپ میں ہے''...... عمران نے کہا۔

''ڈبل میک اپ۔ کیا مطلب''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''اس نے ایک میک اپ پر دوسرا میک اپ کر رکھا ہے۔ میں نے اس کا ایک میک اپ تو صاف کر دیا ہے لیکن اس کا اصل چہرہ اب بھی میک اپ میں چھپا ہوا ہے۔ کیوں چنگیز دادا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں نا''...... عمران نے پہلے ان سب سے اور پھر چنگیز دادا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو چنگیز دادا چونک پڑا۔

''میں نہیں جانتا جناب۔ لارڈ صاحب نے مجھے تو ان سے اسی چہرے سے ملایا تھا جو آپ نے صاف کر دیا ہے''...... چنگیز دادا نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے تم نے اس کا اصل چہرہ نہیں دیکھا تھا''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں جناب۔ بالکل نہیں''...... چنگیز دادا نے کہا۔

''تو پھر اس کے چہرے پر دوہرا میک اپ کس نے کیا تھا''۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ اس کام کے لئے لارڈ صاحب نے کسی سپیشل میک اپ کرنے والے کی ہی مدد لی ہو گی''...... چنگیز دادا نے کہا۔

''اور وہ سپیشل میک اپ کرنے والے تم ہو''...... عمران نے کہا تو چنگیز دادا اچھل پڑا اور کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

''میں۔نہیں جناب۔ میں تو لارڈ صاحب کا ایک معمولی سا ورکر ہوں۔ میک اپ کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے اور وہ بھی دوہرا میک اپ''...... چنگیز دادا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اپنے دونوں ہاتھ دکھاؤ''...... عمران نے اسی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاتھ۔لیکن کیوں''...... چنگیز دادا نے کہا۔

''جو کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو ورنہ......'' تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور مشین پسٹل اس کی طرف اٹھا دیا۔ مشین پسٹل کا رخ اپنی طرف دیکھ کر چنگیز دادا بوکھلا گیا اور اس نے فوراً دونوں ہاتھ اٹھا کر عمران کے سامنے کر دیئے۔

''سیدھے نہیں الٹے ہاتھ دکھاؤ''...... عمران نے کہا تو چنگیز دادا نے خوف سے حلق میں تھوک نگلا اور اپنے ہاتھ الٹا دیئے۔ عمران آگے بڑھا اور غور سے اس کے ہاتھوں کی انگلیاں اور اس کے ناخن دیکھنے لگا پھر اس نے چنگیز دادا کے ہاتھ چھوڑے اور پیچھے ہٹ آیا۔

''تنویر اسے گولی مار دو''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف چنگیز دادا بلکہ اس کے ساتھی بھی چونک پڑے۔

''گگ گگ۔ گولی۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ میں نے ایسا کیا کیا ہے جو آپ اپنے ساتھی کو مجھے گولی مارنے کا کہہ رہے ہیں''...... چنگیز دادا نے بوکھلائے

ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم مجھ سے جھوٹ بول رہے ہو۔ میں جھوٹوں کو زندہ نہیں چھوڑتا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''جھوٹ۔ کیا مطلب۔ میں نے آپ سے کیا جھوٹ بولا ہے''...... چنگیز دادا نے چونک کر کہا۔

''یہی کہ تم میک اپ کرنا نہیں جانتے۔ تمہارے ہاتھوں کی بناوٹ اور خاص طور پر تمہاری انگلیوں کے ناخنوں میں مختلف رنگوں کے لوشنز اور کیمیکلز لگے ہوئے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ تم میک اپ ایکسپرٹ ہو''...... عمران نے کہا تو چنگیز دادا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہاں۔ میں میک اپ کرنا جانتا ہوں''...... اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

''تم نے ہی ڈاکٹر کاظم کا میک اپ کیا تھا''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے ہی اس کا میک اپ کیا تھا''...... چنگیز دادا نے جواب دیا۔

''میں اس کے میک اپ کا نہیں ڈاکٹر کاظم کے میک اپ کا کہہ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یہ ڈاکٹر کاظم ہی تو ہے اور میں مان تو رہا ہوں کہ اس کا میک اپ میں نے ہی کیا تھا''...... چنگیز دادا نے جواب دیا۔

''چلو۔ یہی سہی۔ جب مان رہے ہو تو یہ بھی مان لو کہ تم نے اس کا ڈبل میک اپ کیا ہے۔ ایک میک اپ خان بابا والا اور دوسرا یہ میک اپ جو اس کے چہرے پر اب بھی موجود ہے''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں۔ اس کے چہرے پر دوسرا کوئی میک اپ نہیں ہے۔ میں نے اس کے چہرے پر خان بابا کا ہی میک اپ کیا تھا''۔ چنگیز دادا نے جواب دیا۔

''تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ یہی ڈاکٹر کاظم کا اصلی چہرہ ہے۔ اس چہرے کے پیچھے دوسرا کوئی چہرہ نہیں ہے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہی ڈاکٹر کاظم کا اصل چہرہ ہے''...... چنگیز دادا نے با اعتماد لہجے میں کہا۔

''اگر میں ثابت کر دوں کہ ڈاکٹر کاظم کا یہ چہرہ اصل نہیں ہے اور اس کے چہرے کے پیچھے ایک اور چہرہ چھپا ہوا ہے تو تم کیا کہو گے''...... عمران نے کہا تو چنگیز دادا کے ساتھ ساتھ عمران کے ساتھی بھی چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ تمہارے کہنے کا مطلب یہ تو نہیں کہ یہ اصل ڈاکٹر کاظم نہیں ہے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ یہ ڈاکٹر کاظم کا ہمشکل ہے لیکن نقلی ہمشکل۔ ڈاکٹر کاظم کے اس چہرے کے پیچھے ایک اور چہرہ چھپا ہوا ہے وہ کس کا چہرہ

ہے میں یہ تو نہیں جانتا لیکن یہ کنفرم ہے کہ یہ ڈاکٹر کاظم نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''اگر یہ ڈاکٹر کاظم نہیں ہے تو پھر اصل ڈاکٹر کاظم کہاں ہے''۔ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس سوال کا جواب لارڈ سکندر کے پاس بلکہ میرے خیال میں چنگیز دادا کے پاس ہونا چاہئے۔ کیوں چنگیز دادا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ یہ غلط ہے۔ اگر یہ ڈاکٹر کاظم نہیں ہے تو اس میں میری کوئی غلطی نہیں ہے۔ لارڈ صاحب نے مجھ سے اسی کا میک اپ کرایا تھا اور پھر اسے میری مدد سے یہاں اس خفیہ ٹھکانے پر پہنچا دیا گیا تھا۔ اب یہ اصل ڈاکٹر کاظم ہے یا نہیں اس کے بارے میں مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہے''...... چنگیز دادا نے کہا۔

''اسی لئے میں اپنے ساتھی سے کہہ رہا ہوں کہ تمہیں گولی مار دی جائے کیونکہ تم جھوٹ پر جھوٹ بولے جا رہے ہو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''یہ آپ کی غلط فہمی ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ اگر آپ کو میری باتوں پر یقین نہیں ہے تو پھر آپ میرے ساتھ لارڈ ہاؤس چلیں میں لارڈ صاحب سے اپنی سچائی کی تصدیق کرا دوں گا''...... چنگیز دادا نے اس بار منہ بنا کر کہا۔

''سچائی کیا ہے یہ جاننے کے لئے میں ایک سو ایک طریقے جانتا ہوں اور اب تم خود ہی ہمیں سچائی بتاؤ گے''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک ریوالور نکال لیا۔ عمران نے ریوالور کا چیمبر کھولا اور اس میں موجود ساری گولیاں باہر نکال لیں۔

''یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں عمران صاحب''...... چنگیز دادا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی بتاتا ہوں''...... عمران نے اطمینان بھرے انداز میں کہا اس نے چیمبر سے ساری گولیاں نکال کر اپنی جیب میں ڈالیں اور پھر اس نے ایک گولی انگلیوں میں پکڑ لی۔

''یہ گولی دیکھ رہے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ لیکن یہ گولی آپ مجھے کیوں دکھا رہے ہیں''...... چنگیز دادا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ اس گولی پر تمہارا نام لکھا ہو''...... عمران نے اسی اطمینان سے کہا۔

''گولی پر میرا نام۔ میں سمجھا نہیں''...... چنگیز دادا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ابھی سب سمجھ آ جائے گا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے گولی ریوالور کے چیمبر میں ڈال دی اور چیمبر ایک جھٹکے سے بند کر دیا۔ چیمبر بند کرتے ہی س نے چیمبر کو دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر

رگڑتے ہوئے اسے تیز تیز گھمانا شروع کر دیا۔ چند لمحے وہ چیمبر گھماتا رہا پھر اس نے ریوالور کا رخ یکلخت چنگیز دادا کی جانب کر دیا۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں عمران صاحب''...... ریوالور کا رخ اپنی طرف دیکھ کر چنگیز دادا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم واقعی سچ بول رہے ہو یا جھوٹ۔ میں تمہیں سات موقعے دوں گا۔ یاد رکھنا گولی چل گئی تو تم اس دنیا سے کوچ بھی کر سکتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا پاگل پن ہے۔ ریوالور سے سچ اور جھوٹ جاننے کا یہ کون سا طریقہ ہے''...... چنگیز دادا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''احمقانہ طریقہ''...... عمران نے کہا۔

''احمقانہ طریقہ۔ کیا مطلب''...... چنگیز دادا نے حیرت سے کہا۔

''جو طریقہ کسی کی سمجھ نہ آئے اسے احمقانہ طریقہ ہی کہا جا سکتا ہے اور اس وقت میرے ذہن میں تم سے سچائی اگلوانے کا اور کوئی طریقہ نہیں ہے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ٹریگر دبتے ہی ٹرچ کی آواز سنائی دی لیکن اس آواز کو سنتے ہی چنگیز دادا نہ صرف بری طرح سے چیخ اٹھا بلکہ

وہ فوراً زمین پر گر گیا۔

''ارے ارے۔ کیا ہوا۔ تم تو بغیر گولی چلے ہی گر گئے ہو۔ یہ خانہ تو خالی تھا''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سب آپ ٹھیک نہیں کر رہے ہیں عمران صاحب۔ نجانے گولی کس خانے میں ہے۔ اگر چل جاتی تو''...... چنگیز دادا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے انتہائی خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''تو تم اسی وقت اس دنیا سے کوچ کر جاتے''...... عمران نے مسکرا کر کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ چنگیز دادا کے منہ سے پھر چیخ نکلی اور وہ فوراً نیچے جھک گیا۔

''عمران صاحب''...... چنگیز دادا نے چیختے ہوئے کہا۔

''اس وقت عمران صاحب نہیں بلکہ ریوالور صاحب بول رہے ہیں اور ابھی ان کے منہ سے بھاری بھرکم آواز نہیں نکلی جب نکلے گی تو تم بولنے کے قابل نہیں رہو گے''...... عمران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

''مم مم۔ میں میں''...... چنگیز دادا نے ہکلاتے ہوئے کہا تو عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ اس بار چنگیز دادا کا جیسے خون خشک ہو گیا تھا۔ وہ اپنی جگہ ساکت رہ گیا اور خوف سے اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

''گڈ۔ ریوالور صاحب نے تین بار خاموش رہ کر تمہیں سچا ثابت کر دیا ہے۔ اب بس چار بار اور۔ ریوالور میں آٹھ خانے ہیں

ایک خانے میں گولی ہے۔ اگر میں نے چار بار اور ٹریگر دبایا اور گولی نہ چلی تو میں تمہاری باتوں پر یقین کر لوں گا کہ تم واقعی سچ بول رہے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں عجیب سی سرد مہری تھی جسے سن کر چنگیز دادا کانپ اٹھا تھا۔

''آپ۔ آخر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں''...... چنگیز دادا نے اسی طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

''کہنا نہیں پوچھنا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کیا پوچھنا چاہتے ہیں آپ''...... چنگیز دادا نے کہا۔

''اصل ڈاکٹر کاظم کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہی اصل ڈاکٹر کاظم ہے۔ اس کے سوا میں کسی اور ڈاکٹر کاظم کو نہیں جانتا''...... چنگیز دادا نے کہا اور ساتھ ہی اس کے منہ سے پھر چیخ نکل گئی۔

''لگتا ہے اس بار بھی تم نے سچ ہی بولا ہے''...... عمران نے تمسخرانہ لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھی خاموشی سے اس کی اور چنگیز دادا کی باتیں سن رہے تھے ان میں سے کسی نے بھی ان کی باتوں میں دخل دینے کی کوشش نہیں کی تھی۔

''اب صرف تین چانس رہ گئے ہیں۔ آخری تین چانس۔ دیکھتے ہیں کہ آگے کیا ہوتا ہے''...... عمران نے کہا ساتھ ہی اس نے ٹریگر پر دباؤ ڈالا تو اس بار چنگیز دادا بری طرح سے چیخ اٹھا۔

''رک جائیں عمران صاحب۔ خدا کے لئے رک جائیں۔

ٹریگر نہ دبائیں۔ میں سمجھ گیا آپ مجھ پر نفسیاتی دباؤ ڈال رہے ہیں اور مجھ پر جان بوجھ کر بلینک فائر کر رہے ہیں تاکہ میں آپ کو سب کچھ سچ سچ بتا دوں‘‘...... چنگیز دادا نے چیختے ہوئے کہا۔

’’عقلمند کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے‘‘...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

’’آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہ اصل ڈاکٹر کاظم نہیں ہے‘‘۔ چنگیز دادا نے کہا اور اس کا جواب سن کر جولیا اور اس کے ساتھی بری طرح سے اچھل پڑے۔

’’کیا مطلب۔ اگر یہ اصل ڈاکٹر کاظم نہیں ہے تو کون ہے یہ اور اصل ڈاکٹر کاظم کہاں ہے‘‘...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’یہ لارڈ سکندر کا آدمی ہے جو ڈاکٹر کاظم کے میک اپ میں یہاں جعلی کوڈ باکس سمیت بٹھایا گیا تھا تاکہ ہم یہاں آئیں تو یہ آسانی سے کوڈ باکس ہمارے حوالے کر دے اور ہم اس سے کوڈ باکس لے کر اور مطمئن ہو کر چلے جائیں۔ اس کے پاس جو کوڈ باکس تھا وہ ہو بہو ویسا ہی تھا جیسا اصل کوڈ باکس ہے۔ ظاہر ہے جب یہ ڈاکٹر کاظم کے روپ میں کوڈ باکس ہمارے حوالے کر دیتا تو ہم اسے لے جا کر چیک ہی کرتے رہ جاتے۔ غلط کوڈ پریس کرنے کی صورت میں کوڈ باکس بلاسٹ ہو جاتا جس کا مورد الزام ہمیں ہی ٹھہرایا جاتا اور یہ بات عام ہو جاتی کہ ڈاکٹر کاظم ایکریمیا کی

سپیشل لیبارٹری سے جو کوڈ باکس چوری کر کے لایا تھا وہ سیکرٹ سروس کی وجہ سے بلاسٹ ہو چکا ہے۔ یہی بات ایکریمیا اور ان ایجنٹوں تک بھی پہنچ جاتی جو کوڈ باکس حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ڈاکٹر کاظم کو مستقل طور پر غائب کر دیا جاتا تاکہ انہیں غیر ملکی ایجنٹوں سے بچایا جا سکے اور چونکہ ان کی نظر میں کوڈ باکس تباہ ہو چکا ہوتا اس لئے ان کی نظروں میں ڈاکٹر کاظم کے زندہ رہنے یا نہ رہنے سے کوئی فرق نہ پڑتا تھا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ لارڈ سکندر یہ سب کر کے ہمیں اور دنیا بھر کے ایجنٹوں کو ڈاج دینا چاہتا تھا‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’ہاں۔ ایسی ہی گیم میں نے بھی کھیلنے کا پروگرام بنایا تھا لیکن لارڈ سکندر مجھ سے بھی دو جوتے آگے ہے اس نے یہی گیم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ذریعے کھیلنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔ یہ سب ہو جاتا تو واقعی دنیا بھر کے ایجنٹ جو اس کوڈ باکس کے پیچھے آئے ہوئے ہیں یا آنے والے تھے وہ وہیں رک جاتے اور لارڈ سکندر نہ صرف اصل ڈاکٹر کاظم کو بچا لیتا بلکہ کوڈ باکس بھی اس کے پاس محفوظ رہتا‘‘...... عمران نے جواب دیا۔

’’لیکن تم کیسے کہہ سکتے کہ یہ ساری گیم لارڈ سکندر نے کھیلی ہے‘‘...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’لارڈ سکندر جس طرح پہلے منہ کھولنے کا نام نہ لے رہا تھا لیکن پھر اس نے ایکسٹو کا نام سنتے ہی مجھے ڈاکٹر کاظم اور اس خفیہ

ٹھکانے کے بارے میں بتانا شروع کر دیا اور ہماری مدد کے لئے چنگیز دادا کو ہمارے ساتھ بھیج دیا تو مجھے اس پر شک ہوا تھا لیکن اس وقت میرے ذہن میں یہ نہیں تھا کہ لارڈ سکندر میرے ساتھ ڈاجنگ گیم کھیل رہا ہے۔ اس لئے میں نے اس کی باتوں پر یقین کر لیا تھا اور تم سب کو لے کر چنگیز دادا کے ہمراہ یہاں آ گیا تھا۔ یہاں آ کر جب میں نے ڈاکٹر کاظم کی لاش دیکھی تو مجھے ایسا لگا جیسے یہ ڈاکٹر کاظم نہیں ہے۔ میں نے اس کے چہرے سے خان بابا کا میک اپ صاف کر دیا تھا۔ چنگیز دادا نے اس کے چہرے پر دوہرا میک اپ کر رکھا تھا اور یہ میک اپ میں اس قدر ایکسپرٹ ہے کہ اس نے اس آدمی کے چہرے پر ڈاکٹر کاظم کا جو میک اپ کیا ہوا ہے۔ عام نظر سے دیکھنے پر میک اپ کا پتہ ہی نہیں چلتا ہے۔ میں یہاں بھی دھوکہ کھا گیا تھا پھر جب میں تم سب کو باہر بھیجنے کے بعد چنگیز دادا کے ساتھ باہر آ رہا تھا تو اچانک میرے ذہن میں ایک خیال آیا۔ وہ خیال یہ تھا کہ مجھے مرنے والے ڈاکٹر کاظم کے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا خاصا چھوٹا دکھائی دیا تھا جیسے یہ پیدائشی چھوٹا ہو۔ میں نے ڈاکٹر کاظم کی تصویریں دیکھی ہوئی ہیں۔ ان تصاویر میں ایسی کوئی تصویر نہیں ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہو کہ اس کے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا چھوٹا ہے۔ بس یہ خیال آنا تھا کہ میں واپس لیبارٹری میں گیا اور وہاں جا کر میں نے جب اس کا چہرہ دوبارہ چیک کیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ ڈاکٹر کاظم نہیں بلکہ اس پر

ڈاکٹر کاظم کا میک اپ کیا گیا ہے۔ میں نے لیبارٹری میں جانے سے پہلے خاموشی سے چنگیز دادا کی جیب سے اس کا سیل فون اُڑا لیا تھا۔ اندر جا کر میں نے لارڈ سکندر کو چنگیز دادا کی آواز میں فون کیا تو مجھ پر ساری بات واضح ہو گئی"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور اپنی جیب سے سیل فون اُڑانے کا سن کر چنگیز دادا چونک پڑا۔ اس نے فوراً اپنی جیبیں ٹٹولنی شروع کر دیں۔ عمران نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک سیل فون نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ اپنا سیل فون عمران کے ہاتھ میں دیکھ کر چنگیز دادا کا رنگ زرد ہو گیا۔

"کک کک۔ کیا آپ نے سچ مچ لارڈ صاحب سے میری آواز میں بات کی تھی"...... چنگیز دادا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لارڈ صاحب کا کہنا تھا کہ اگر تم نے ہم سب کو ڈاج دے دیا ہے تو ہمیں جلد سے جلد وہاں سے ہٹا دو تاکہ اس علاقے میں موجود سیکنڈ پوائنٹ پر موجود اصل ڈاکٹر کاظم اطمینان اور سکون سے اپنا کام کرتا رہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو چنگیز دادا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہمارے آنے سے پہلے یہاں ایکریمین ایجنٹوں نے حملہ کیا تھا۔ وہ شاید اسے اصل ڈاکٹر کاظم سمجھ بیٹھے تھے انہوں نے اس سے کوڈ باکس لیا اور اسے ڈاکٹر کاظم سمجھ کر گولی مار کر نکل گئے"...... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہی لگ رہا ہے“...... عمران نے کہا۔

”لیکن گھوم پھر کر سوال وہی آتا ہے کہ اگر یہ ڈاکٹر کاظم نہیں ہے تو پھر ڈاکٹر کاظم ہے کہاں“...... جولیا نے کہا۔

”کیوں چنگیز دادا صاحب۔ کیا اب تم بتانا پسند کرو گے کہ ڈاکٹر کاظم کہاں ہیں“...... عمران نے چنگیز دادا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ یہیں کہیں موجود ہے سیکنڈ پوائنٹ پر لیکن سیکنڈ پوائنٹ کہاں ہے اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے“...... چنگیز دادا نے کہا تو عمران نے ایک بار پھر ریوالور کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ اس بار بھی ریوالور سے ٹرچ کی آواز نکلی تھی لیکن چنگیز دادا کا رنگ ہلدی کی مانند زرد ہو گیا۔

”بتاؤ۔ ورنہ اس بار گولی چل گئی تو تمہاری کھوپڑی ناریل کی طرح پھٹ جائے گی“...... عمران نے غرا کر کہا۔

”مم مم۔ میں میں......“ چنگیز دادا نے ہکلا کر کہا تو عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا اور چنگیز دادا چیختا ہوا ایک بار پھر نیچے گر گیا۔

”بس اب تمہارے پاس کوئی چانس نہیں ہے۔ میں اب صرف تین تک گنوں گا اور اس کے بعد تمہارا کھیل ختم“...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ چنگیز دادا کانپ کر رہ گیا۔

”نن نن۔ نہیں۔ ٹریگر نہ دبانا۔ مم مم۔ میں بتاتا ہوں“۔ چنگیز

دادا نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”جلدی بتاؤ ورنہ......“ عمران نے اور زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

”سیکنڈ پوائنٹ یہاں سے دو کلو میٹر دور رانگو جنگل میں ہے“۔ چنگیز دادا نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”چلو۔ ہمارے ساتھ اور بتاؤ رانگو جنگل کہاں ہے اور وہاں سے سیکنڈ پوائنٹ میں جانے والا راستہ کہاں ہے“...... عمران نے غرا کر کہا تو چنگیز دادا کانپتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”مم مم۔ میں آپ کے ساتھ وہاں نہیں جا سکتا۔ میں آپ کو راستہ سمجھا دیتا ہوں۔ آپ خود وہاں چلے جائیں۔ اگر لارڈ کو معلوم ہو گیا کہ میں نے آپ کو سیکنڈ پوائنٹ کے بارے میں بتایا ہے تو وہ مجھے فوراً گولی مار دے گا“...... چنگیز دادا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”گھبراؤ نہیں۔ اس معاملے میں تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا۔ تم ہمیں ایک بار ڈاکٹر کاظم کے پاس پہنچا دو اس کے بعد لارڈ سکندر سے ہم خود نپٹ لیں گے“...... عمران نے کہا۔

”لل لل۔ لیکن......“ چنگیز دادا نے کہنا چاہا۔

”اب لیکن ویکن ختم کرو اور ہمارے ساتھ چلو۔ ایسا نہ ہو کہ لارڈ سکندر کے ساتھ تم بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے عتاب کا شکار بن جاؤ۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم سے جو کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو ورنہ......“ جولیا نے غرا کر کہا تو چنگیز دادا نے بے اختیار

ہونٹ بھینچ لئے۔

''ٹھیک ہے۔ آئیں میرے ساتھ''...... چنگیز دادا نے کہا۔

''ہمارے ساتھ یہ سوچ کر چلنا کہ تم اپنی زندگی کے سات چانس گنوا بیٹھے ہو۔ اب تمہارے پاس زندہ رہنے کا ایک بھی چانس نہیں ہے۔ اگر تم نے ہم سے غلط بیانی کی یا ہمیں دھوکہ دینے کی کوشش کی تو اس بار ریوالور سے گولی ہی نکلے گی جو تمہاری زندگی کا چراغ گل کر دے گی''...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں آپ سے کوئی دھوکہ نہیں کروں گا عمران صاحب۔ آپ آئیں میرے ساتھ''...... چنگیز دادا نے کہا اور پھر وہ سب چنگیز دادا کے ہمراہ جھیل کی طرف بڑھ گئے۔ جھیل کے کنارے سے ہوتے ہوئے وہ سامنے موجود میدانی علاقے کی طرف بڑھے جہاں دور درختوں کے جھنڈ دکھائی دے رہے تھے۔ وہ دوسرا جنگل تھا جو پہلے جنگل سے قدرے بڑا اور گھنا تھا۔ جنگل میں پہنچ کر وہ رک گئے اور پھر چنگیز دادا درختوں کے جھنڈ میں بنے زمین کے خالی قطعے کی طرف آ گیا جو درختوں کے دائرے میں گھرا ہوا تھا۔ نیچے زمین سپاٹ تھی۔

''سیکنڈ پوائنٹ میں جانے کا خفیہ راستہ یہاں ہے''۔ چنگیز دادا نے کہا۔

''لیکن یہ تو سپاٹ زمین ہے''...... جولیا نے کہا۔

''جی ہاں''...... چنگیز دادا نے کہا۔

''یہ خفیہ راستہ کیسے کھلتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میں کھولتا ہوں''...... چنگیز دادا نے کہا اور تیزی سے ایک درخت کی طرف بڑھا۔ اس نے درخت کے قریب آتے ہی اس کی جڑ میں مخصوص انداز میں ٹھوکر ماری تو اچانک گڑگڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ زمین کے خالی حصے میں انہوں نے ایک چوکھٹا سا بنتے دیکھا۔ یہ چوکھٹا صندوق کے کسی ڈھکن کی طرح اوپر اٹھ رہا تھا۔ جیسے ہی چوکھٹا اوپر اٹھا انہیں سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دیں۔ ابھی راستہ کھلا ہی تھا کہ اچانک درختوں کے اوپر سے چند سیاہ پوش چھلانگ لگا کر نیچے آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ نیچے آتے ہی انہوں نے ان سب کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ ان کے چہروں پر بھی نقاب تھے۔

''ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور انہیں لارڈ صاحب نے یہاں بھیجا ہے''...... چنگیز دادا نے آگے بڑھ کر کہا تو سیاہ پوشوں نے اپنی گنیں نیچی کر لیں۔

''یس باس۔ لیکن لارڈ صاحب نے ہمیں آپ کے اور ان کی آمد کی کوئی اطلاع نہیں دی''...... ایک سیاہ پوش نے کہا۔

''اطلاع نہیں دی تو کیا ہوا۔ میں تو ان کے ساتھ ہوں نا''۔ چنگیز دادا نے غرا کر کہا تو نقاب پوش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم سب یہیں رکو۔ میں اس کے ساتھ نیچے جاتا ہوں''۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو آئی کوڈ میں اشارہ کرتے ہوئے کہا تو اس کا

اشارہ دیکھ کر وہ سب وہیں رک گئے۔ عمران نے انہیں آئی کوڈ میں ان سیاہ پوشوں پر نظر رکھنے کا کہا تھا تاکہ اگر وہ ان کے نیچے جانے کے بعد فون یا پھر ٹرانسمیٹر پر لارڈ سکندر سے بات کرنے کی کوشش کریں تو وہ انہیں سنبھال سکیں۔ ٹائیگر بھی ان کے ساتھ وہیں رک گیا تھا۔

''یہ مناسب رہے گا عمران صاحب۔ آپ میرے ساتھ اکیلے آئیں گے تو ڈاکٹر کاظم کو بھی اعتراض نہ ہوگا ورنہ اتنے افراد دیکھ کر وہ بھی گھبرا جائے گا''...... چنگیز دادا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ جیسے ہی وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے گئے اسی لمحے سیڑھیوں پر کھلا ہوا صندوق نما ڈھکن خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔ راستہ بند ہوتے ہی سیڑھیوں کی لائٹس آٹومیٹک انداز میں جل اٹھیں تھیں۔ وہ سیڑھیاں اتر کر ایک سرنگ میں آ گئے۔ سرنگ کافی طویل تھی۔ چنگیز دادا، عمران کو لے کر ایک طرف چل پڑا۔ تقریباً تین سو گز چلنے کے بعد وہ سرنگ کے آخری سرے پر پہنچ گئے۔ ان کے سامنے سپاٹ دیوار تھی۔ چنگیز دادا آگے بڑھا اور اس نے دیوار کی جڑ میں مخصوص جگہ پر ٹھوکر ماری تو اچانک گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار میں ایک خلاء سا بنتا چلا گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی۔ راہداری میں بھی روشنی ہو رہی تھی۔ وہ دونوں اس راہداری میں آئے اور آگے بڑھنے لگے۔ راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا۔ یہ فولادی دروازہ تھا

جس کی سائیڈ پر نمبرنگ پینل لگا ہوا تھا۔ چنگیز دادا نے آگے بڑھ کر پینل کے چند نمبر پریس کئے تو دروازہ بغیر کسی آواز کے خود کار نظام کے تحت کھلتا چلا گیا۔ سامنے ایک ہال تھا جہاں نہ صرف بے شمار مشینیں کام کرتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں بلکہ وہاں کئی افراد موجود تھے جو سفید ایپرن پہنے ان مشینوں کو آپریٹ کر رہے تھے۔ چنگیز دادا، عمران کو ہال میں لایا اور پھر وہ دونوں ایک اور راہداری میں آ گئے۔ اس راہداری میں چھوٹے چھوٹے کیبن نما کمرے بنے ہوئے تھے۔ ایک کمرے کے پاس آ کر چنگیز دادا رک گیا۔

''یہ ہے ڈاکٹر کاظم کا آفس''...... چنگیز دادا نے کہا۔

''کھولو اسے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو چنگیز دادا نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

''یس کم اِن''...... اندر سے آواز سنائی دی تو چنگیز دادا نے ہینڈل پکڑ کر گھمایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ سامنے ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو دفتری انداز میں سجا ہوا تھا۔ درمیان میں ایک میز پڑی تھی جس کے پیچھے اونچی پشت والی کرسی پر ایک ادھیڑ عمر سائنس دان بیٹھا ہوا تھا۔ اس سائنس دان نے میز پر لیپ ٹاپ کمپیوٹر رکھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور اس کی انگلیاں کمپیوٹر کے کی پیڈ پر متحرک تھیں۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے سر اٹھایا اور چنگیز دادا کی طرف دیکھنے لگا۔ عمران نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا۔ یہ ڈاکٹر کاظم تھا۔ اور وہ وہاں اپنے اصل حلیئے میں موجود

تھا۔

''چنگیز دادا۔ تم یہاں''...... ڈاکٹر کاظم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں چنگیز دادا کے ساتھ کھڑے عمران پر پڑیں تو وہ چونک پڑا۔

''یہ کون ہے''...... ڈاکٹر کاظم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ چنگیز دادا اور عمران اندر آ گئے۔

''ان کا نام علی عمران ہے اور یہ......'' چنگیز دادا نے عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا تو عمران نے اسے درمیان میں ٹوک دیا۔

''رکو۔ میں خود انہیں اپنا تعارف کراتا ہوں''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو چنگیز دادا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہاں تو جناب۔ اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں مع چنگیز دادا آپ کے سامنے بیٹھ سکتے ہیں''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ بیٹھیں''...... ڈاکٹر کاظم نے کہا۔ وہ مسلسل عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران بڑے اطمینان بھرے انداز میں اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

''ڈاکٹر صاحب نے میرے ساتھ تمہیں بھی بیٹھنے کی اجازت دی ہے''...... عمران نے چنگیز دادا سے کہا تو چنگیز دادا ایک طویل سانس لے کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔

''اس سے پہلے کہ میں آپ کو اپنا تعارف کراؤں کیا میں یقین کر لوں کہ میرے سامنے جو حضرت بیٹھے ہیں یہ ڈاکٹر کاظم ہی

ہیں''...... عمران نے ڈاکٹر کاظم سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ میں ڈاکٹر کاظم ہوں۔ کیوں''...... ڈاکٹر کاظم نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''آپ سے پہلے بھی چنگیز دادا صاحب میرا ڈاکٹر کاظم صاحب بلکہ ان کی لاش سے تعارف کرا چکے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ زندہ جاوید ہیں تو کیوں نہ آپ سے ہی پوچھ لیا جائے کہ آپ اصل ڈاکٹر کاظم ہیں یا پھر......'' عمران نے کہا اس نے جان بوجھ کر اپنا فقرہ ادھورا چھوڑ دیا تھا۔

''لاش۔ کیا مطلب۔ کس کی لاش''...... ڈاکٹر کاظم نے چونک کر کہا۔

''شکل وصورت سے تو وہ آپ کا ہی بھائی بند لگ رہا تھا اب وہ کون تھا یہ تو آپ جانتے ہوں گے یا پھر آپ کے روح رواں لارڈ سکندر یا پھر یہ حضرت جن کا نام جوجی پردادا ہے''۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''میں جوجی پردادا نہیں۔ چنگیز دادا ہوں''...... چنگیز دادا نے منہ بنا کر کہا۔

''اوہ ہاں۔ سوری جناب۔ یہ صرف چنگیز دادا ہیں''...... عمران نے کہا تو چنگیز دادا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''کون ہیں یہ چنگیز دادا اور تم اسے اپنے ساتھ یہاں کیوں لائے ہو''...... ڈاکٹر کاظم نے نالاں لہجے میں کہا۔

''یہ مجھے نہیں بلکہ میں انہیں یہاں لایا ہوں جناب''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر کاظم چونک پڑا۔

''آپ چنگیز دادا کو یہاں لائے ہیں۔ کیا مطلب''...... ڈاکٹر کاظم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کس بات کا مطلب چنگیز کا یا اس کے دادا ہونے کا''۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا

''میں تم سے پوچھ رہا ہوں چنگیز دادا''...... ڈاکٹر کاظم نے چنگیز دادا کی طرف دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

''چنگیز دادا نہیں۔ یہ صرف جو جی پردادا ہیں جناب''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر کاظم اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

''ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے جناب''...... اس سے پہلے کہ عمران کچھ اور کہتا چنگیز دادا نے کہا تو اس کی بات سن کر ڈاکٹر کاظم محاورتاً نہیں حقیقتاً اچھل پڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''پپ پپ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس''...... ڈاکٹر کاظم نے عمران کی طرف دیکھ کر ہکلاتے ہوئے کہا۔

''آپ تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام سن کر یوں بوکھلا گئے ہیں جیسے پاکیشیا سیکرٹ سروس میں انسان نہیں جن بھوت کام کرتے ہوں''...... عمران نے کہا۔

''لل لل۔ لیکن کیوں۔ آپ یہاں کیوں آئے ہیں''...... ڈاکٹر کاظم نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''یہ دیکھنے کہ ہلاک ہونے کے باوجود آپ زندہ کیسے ہیں''۔ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... ڈاکٹر کاظم نے کہا۔

''بیٹھ جائیں۔ بیٹھ کر میری بات سنیں گے تو آپ کو میری ہر بات آسانی سے سمجھ میں آ جائے گی''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر کاظم چند لمحے اس کی طرف اور چنگیز دادا کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ہاں تو پردادا جی۔ اوہ سوری۔ چنگیز دادا صاحب کیا آپ ڈاکٹر صاحب کو بتانا پسند فرمائیں گے کہ میں ان سے کیا پوچھنا چاہتا ہوں''...... عمران نے چنگیز دادا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مم مم۔ میں کیا کہوں۔ آپ نے جو پوچھنا ہے خود ہی پوچھ لیں''...... چنگیز دادا نے کہا۔

''اوکے۔ میں ہی پوچھ لیتا ہوں''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر کاظم اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''کہیں میں سن رہا ہوں''...... ڈاکٹر کاظم نے کہا۔

''کیا یہ سچ ہے کہ آپ ناراک کی سپیشل لیبارٹری میں کام کرتے رہے ہیں''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے کچھ عرصہ وہاں کام کیا ہے''...... ڈاکٹر کاظم

نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”یہ کچھ عرصہ کتنے سالوں پر محیط ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”تقریباً چھ سال“...... ڈاکٹر کاظم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”چھ سال کا عرصہ کچھ تو نہیں ہوتا۔ اچھا خیر یہ بتائیں کہ آپ نے اس لیبارٹری سے کوڈ باکس کیوں چوری کیا تھا“...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر کاظم ایک بار پھر اچھل پڑا۔

”کوڈ باکس۔ کیا مطلب۔ کون سا کوڈ باکس“...... ڈاکٹر کاظم نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ کوڈ باکس کے بارے میں نہیں جانتے تو پھر آپ کو ایکریمین اور روسیاہ کے ایجنٹ کیوں ڈھونڈتے پھر رہے ہیں بلکہ آپ شاید نہیں جانتے کہ فرسٹ پوائنٹ پر لارڈ سکندر نے غیر ملکی ایجنٹوں کو ڈاج دینے کے لئے جو ٹریپ لگا رکھا تھا اس ٹریپ تک ایکریمین ایجنٹ پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے نہ صرف فرسٹ پوائنٹ کو تباہ کر دیا ہے بلکہ آپ جیسی شکل و صورت کے مالک ڈاکٹر کاظم سے کوڈ باکس بھی حاصل کر لیا ہے اور جاتے جاتے وہ ڈاکٹر کاظم سمیت وہاں موجود تمام افراد کو بھی ہلاک کر گئے ہیں“...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر کاظم کا رنگ زرد ہو گیا اور وہ سوالیہ نظروں سے چنگیز دادا کی طرف دیکھنے لگا۔

”یہ سچ ہے ڈاکٹر صاحب۔ فرسٹ پوائنٹ واقعی تباہ ہو چکا ہے

اور وہاں آپ کی جگہ جس آدمی کو ڈاکٹر کاظم کے روپ میں رکھا گیا تھا غیر ملکی ایجنٹوں نے اسے ہلاک کر دیا ہے اور وہ جاتے جاتے کوڈ باکس بھی اپنے ساتھ لے گئے ہیں اور انہوں نے فرسٹ پوائنٹ کی تمام مشینیں بھی تباہ کر دی ہیں“...... چنگیز دادا نے کہا تو ڈاکٹر کاظم نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”لیکن یہ سب ہوا کیسے۔ غیر ملکی ایجنٹ وہاں کیسے پہنچ گئے اور اگر یہ سب کچھ ہو گیا تھا تو لارڈ نے اس کے بارے میں مجھے اطلاع کیوں نہ دی“...... ڈاکٹر کاظم نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”ان سب باتوں کو چھوڑو اور مجھے بتاؤ کہ اصل ڈاکٹر کاظم کہاں ہے“...... اچانک عمران نے غراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف ڈاکٹر کاظم بلکہ چنگیز دادا بھی چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ یہ اصل ڈاکٹر کاظم ہیں۔ آپ اس انداز میں کیوں بات کر رہے ہیں“...... چنگیز دادا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے اس کا منہ بند ہو گیا۔ عمران نے جیب سے ریوالور نکال کر اچانک اس کے سر سے لگا دیا تھا۔

”یہ بھی اصل ڈاکٹر کاظم نہیں ہے چنگیز دادا۔ تم نے مجھے ایک بار پھر ڈاج دینے کی کوشش کی ہے۔ سچ بتاؤ۔ کہاں ہے اصل ڈاکٹر کاظم ورنہ اس بار میں تمہیں سچ مچ گولی مار دوں گا“...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں ڈاکٹر کاظم ہوں۔ وہی ڈاکٹر کاظم جو ناراک کی لیبارٹری سے فرار ہو کر یہاں آیا ہے''...... ڈاکٹر کاظم نے تیز لہجے میں کہا تو عمران نے اسے یکلخت ایسی نظروں سے گھورا کہ ڈاکٹر کاظم بوکھلا گیا اور وہ کرسی سمیت کئی فٹ پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

''مم مم۔ میں میں......'' چنگیز دادا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اچانک عمران کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا اچانک اس کی کرسی کے نیچے زمین میں ایک خلاء سا پیدا ہوا اور دوسرے لمحے عمران کرسی سمیت اس خلاء میں گرتا چلا گیا۔

میلر کے باہر جاتے ہی کارٹر نے لیزا کو آئی کوڈ سے مخصوص اشارہ کیا اور دوسرے لمحے اچانک کارٹر کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی اور اس نے کرسی پر بندھا ہونے کے باوجود اس بری طرح سے تڑپنا شروع کر دیا جیسے اسے مرگی کا دورہ پڑ گیا ہو۔

''کارٹر۔ کارٹر کیا ہوا تمہیں''...... لیزا نے کارٹر کو اس بری طرح سے جھٹکے کھاتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔ ان کے سروں پر کھڑا میلس بھی کارٹر کو اس طرح جھٹکے کھاتا دیکھ کر چونک پڑا تھا۔ کارٹر نے لیزا کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بدستور جھٹکے کھا رہا تھا اور اس کے منہ سے جھاگ سی بہنا شروع ہو گئی تھی۔

''کیا ہوا ہے اسے''...... میلس نے تیزی سے سامنے آ کر لیزا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اسے شاید دورہ پڑا ہے۔ دیکھو اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی ہے''...... لیزا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیسا دورہ"...... میلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ مرگی کا مریض ہے۔ جلدی کرو۔ اس کے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالو۔ اس کی جیب میں سرخ رنگ کی ایک ڈبیہ ہے۔ اس ڈبیہ میں کیپسول ہیں۔ ایک کیپسول نکال کر اس کے منہ میں ڈال دو ورنہ یہ مر جائے گا"...... لیزا نے اسی طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو میلس چند لمحے تذبذب کے عالم میں لیزا اور کارٹر کو دیکھتا رہا پھر اس نے مشین پسٹل جیب میں رکھا اور کارٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کارٹر کے جسم پر بندھی ہوئی چند رسیاں ہٹا کر اس کے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر اس نے کارٹر کی جیب سے سرخ رنگ کی ایک ڈبیہ نکال لی۔

"یہی ڈبیہ ہے"...... میلس نے ڈبیہ لیزا کو دکھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ اسے کھول کر اس میں سے ایک کیپسول نکال کر اس کے منہ میں ڈال دو۔ جلدی"...... لیزا نے انتہائی بے چینی کے عالم میں کہا تو میلس نے فوراً ڈبیہ کھول لی۔ ڈبیہ میں چار کیپسول تھے۔ اس نے فوراً ایک کیپسول اٹھایا اور پھر اس نے کارٹر کا سر اٹھا کر کرسی کی پشت سے ٹکایا اور دوسرے ہاتھ سے کارٹر کا منہ کھول کر کیپسول کارٹر کے منہ میں ڈال دیا اور پیچھے ہٹ کر غور سے کارٹر کو دیکھنے لگا۔ کیپسول منہ میں جاتے ہی کارٹر نے منہ چلایا اور پھر اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں اور سامنے کھڑے میلس کو دیکھنے لگا۔ اس سے پہلے کہ میلس کچھ سمجھتا کارٹر نے اچانک اس کی طرف زور

سے پھونک ماری۔ میلس کو باریک سی چمک محسوس ہوئی دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن پر کسی چیونٹی نے کاٹ لیا ہو۔ اس کا ہاتھ بے اختیار اپنی گردن کی طرف گیا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ اپنی گردن تک پہنچتا وہ لہرایا اور پھر ریت کے خالی ہوتے ہوئے بورے کی طرح گرتا چلا گیا۔ اس نے کارٹر کے منہ میں جو کیپسول ڈالا تھا اس میں منی نیڈل تھرو گن لگی ہوئی تھی جسے دانتوں میں پکڑ کر پھونک مار کر چلایا جا سکتا تھا۔ منی نیڈل پر انتہائی طاقتور سائنائیڈ زہر لگا ہوتا تھا۔ یہ سوئی جس انسان کے جسم میں گھستی تھی اسے چیخنے کا بھی موقع نہ ملتا تھا اور وہ فوراً سائنائیڈ کا شکار ہو کر ہلاک ہو جاتا تھا۔ یہی حال میلس کا ہوا تھا۔ کارٹر نے کیپسول دانتوں میں لے کر پھونک مارتے ہوئے زہریلی سوئی میلس کی طرف تھرو کی تھی جو ایک لمحے میں میلس کی گردن میں پیوست ہو گئی تھی اور اس سوئی پر لگا ہوا زہر فوراً اپنا اثر دکھا گیا تھا اور میلس الٹ کر گر گیا تھا اور تڑپے بغیر ہلاک ہو گیا تھا۔

"اس کا تو کام تمام ہو گیا۔ اب جلدی کرو۔ ہمیں ٹیلر کے واپس آنے سے پہلے خود کو ان رسیوں سے آزاد کرانا ہے"...... کارٹر نے لیزا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس نے آئی کوڈ میں لیزا کو یہی پیغام دیا تھا کہ وہ اداکاری کرے گا تو لیزا میلس کو دورہ پڑنے والی بات بتائے گی اور اس سے کہے گی کہ وہ کارٹر کی جیب میں موجود سرخ ڈبیہ میں موجود کیپسول نکال کر اس کے منہ میں ڈال

دے۔ چونکہ کارٹر اور لیزا کی اداکاری نیچرل تھی اس لئے میلس آسانی سے ان کے ڈاج میں آ گیا تھا اور موت کا شکار ہو گیا تھا۔

"یہ کام تم آسانی سے کر سکتے ہو۔ تم ہی کہتے ہو کہ تمہیں اگر فولادی زنجیروں سے بھی باندھ دیا جائے تو تم آسانی سے ان زنجیروں کو توڑ کر خود کو آزاد کرا سکتے ہو۔ اب کراؤ خود کو ان رسیوں سے آزاد"...... لیزا نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... کارٹر نے کہا۔ اس کی دونوں ٹانگیں بھی کرسی کے پایوں سے بندھی ہوئی تھیں اور بظاہر وہ حرکت کرنے کے قابل نظر نہ آ رہا تھا لیکن اس نے اچانک اپنے جسم کو ایک زور دار جھٹکا دیا اور کرسی سمیت الٹتا چلا گیا۔ کرسی سمیت الٹ کر گرتے ہوئے اس نے جسم کو بائیں جانب موڑتے ہوئے خود کو پہلو کے بل گرایا تھا۔ فرش پر گرتے ہی اس نے ایک بار پھر جسم کو جھٹکا دیا۔ اس بار جیسے ہی اس نے جسم کو جھٹکا دیا اس کا جسم کرسی سمیت فرش سے اوپر کی طرف اٹھا اور ساتھ ہی اس نے مڑے ہوئے جسم کو پھرکی کی طرح گھمانے کی کوشش کی۔ وہ ہوا میں اٹھا اور الٹی قلابازی لگانے والے انداز میں فرش سے ٹکرایا۔ اس بار کرسی کے پچھلے پائے فرش سے ترچھے انداز میں ٹکرائے اور ٹوٹتے چلے گئے۔ کارٹر نے پایوں کے ٹوٹنے کی آواز سن کر جسم کو ایک بار پھر جھٹکا دیا۔ کرسی فرش سے اٹھی اور پھر گھومتی ہوئی فرش سے ٹکرائی۔ وہ جتنی بار فرش سے ٹکرا رہا تھا۔ کرسی کا کوئی نہ کوئی حصہ ٹوٹتا جا رہا تھا اور کارٹر میں نجانے کتنی

طاقت بھری ہوئی تھی کہ وہ خود کو کرسی سمیت نیچے گرنے ہی نہ دے رہا تھا جیسے ہی کرسی فرش سے ٹکراتی وہ جسم کو انتہائی ماہرانہ انداز میں حرکت دیتا اور کرسی سمیت قلابازیاں کھاتا ہوا کرسی کے مختلف حصے فرش سے مار کر توڑ دیتا۔ کرسی کے ٹوٹنے کی وجہ سے اس کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کافی ڈھیلی ہو گئی تھیں۔ جیسے ہی رسیاں ڈھیلی ہوئیں کارٹر نے خود کو پہلو کے بل گرایا اور پھر اس کے ہاتھ پیر تیزی سے حرکت میں آ گئے اور اس نے تیزی سے خود کو ان رسیوں سے آزاد کرنا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ رسیوں سے آزاد ٹوٹی ہوئی کرسی کے پاس کھڑا تھا۔

"گڈ شو۔ خود کو بندھنوں سے آزاد کرانے میں واقعی تمہیں کمال مہارت حاصل ہے"...... لیزا نے کارٹر کی طرف دیکھ کر تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

"تم سے بھی میں کئی بار کہہ چکا ہوں کہ مجھ سے یہ ہنر سیکھ لو۔ ضرورت کے وقت کام آ سکتا ہے لیکن تم میری بات مانتی ہی نہیں ہو"...... کارٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ یہاں سے واپس جا کر جب تمہاری اور میری شادی ہو جائے گی تو سب سے پہلے میں تم سے یہی ہنر سیکھوں گی"۔ لیزا نے مسکراتے ہوئے کہا تو کارٹر بے اختیار ہنس پڑا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے انہیں دروازے کے باہر سے تیز تیز قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ بے اختیار چونک

پڑے۔

''اوہ۔ شاید میلر واپس آ رہا ہے۔ جلدی کرو میری رسیاں کھول دو''...... لیزا نے تیز لہجے میں کہا تو کارٹر تیزی سے اس کی طرف بڑھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ لیزا کی رسیاں کھولتا قدموں کی آوازیں دروازے کے پاس آ کر رک گئیں۔

''مجھے پہلے میلر سے نپٹنا ہو گا۔ اس کے بعد میں تمہیں آزاد کروں گا''...... کارٹر نے کہا اور پھر وہ لیزا کی کوئی بات سنے بغیر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ دروازہ کھلتا اور آنے والا اندر آتا، کارٹر دروازے کے پاس پہنچ کر سائیڈ دیوار سے لگ چکا تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور میلر اندر آ گیا۔ کارٹر نے میلر کو اندر آتے دیکھا تو وہ کسی عقاب کی طرح اس پر جھپٹا۔ کارٹر نے اندر آتے ہوئے میلر کے پہلو میں اچھل کر زور دار لات مار دی تھی۔ میلر جو اس اچانک افتاد کے لئے تیار نہیں تھا۔ کارٹر کی لات کھاتے ہی وہ چیختا ہوا سائیڈ پر گرا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے کارٹر نے قلابازی کھائی اور ہوا میں رول ہوتا ہوا پوری قوت سے میلر پر آ گرا اور کمرہ میلر کی تیز اور دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔

کارٹر نے میلر کے سر پر مکا مارنے کی کوشش کی لیکن میلر نے اس کا مکا ایک ہاتھ سے روکا۔ دوسرے لمحے اس کا جسم تیزی سے حرکت میں آیا اور کارٹر، میلر کے اوپر سے اٹھتا چلا گیا۔ اس سے

پہلے کہ کارٹر کا جسم نیچے آتا، میلر کی ٹانگیں چلیں اور کارٹر ہوا میں رول ہوتا ہوا سائیڈ میں جا گرا۔

کارٹر کو سائیڈ میں پھینکتے ہی میلر جمناسٹک کا بہترین مظاہرہ کرتے ہوئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ادھر کارٹر جیسے ہی فرش پر گرا اس نے بھی اٹھنے میں دیر نہ لگائی۔ اب وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے۔

''تم رسیوں سے آزاد کیسے ہو گئے اور میلس کو کیا ہوا ہے''...... میلر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا نام کارٹر ہے میلر۔ مجھے قید کرنا یا باندھ کر رکھنا ناممکن ہے۔ تم نے مجھے کپڑے سے بندھی ہوئی رسیوں سے باندھا تھا۔ اگر تم نے مجھے فولاد کی زنجیروں سے بھی باندھا ہوتا تو میں ان سے بھی آزاد ہو جاتا''...... کارٹر نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ لیکن تم دونوں کے سروں پر تو میلس مشین پسٹل لے کر کھڑا تھا''...... میلر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میں نے اسے کیپسول نیڈل تھرو گن سے ہلاک کر دیا ہے''۔ کارٹر نے فاخرانہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ میلر کوئی اور بات کرتا کارٹر تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور پھر اس نے پوری قوت سے میلر پر چھلانگ لگا دی۔ ہوا میں بلند ہوتے ہی اس کا جسم تیزی سے گھوما اور اس نے میلر کو فلائنگ کک مارنے کی کوشش کی لیکن میلر فوراً سائیڈ میں ہو گیا۔ میلر کو سائیڈ میں ہوتے دیکھ کر

کارٹر نے ہوا میں ہی اپنا رخ موڑا اور الٹی قلابازی کھاتا ہوا ٹھیک میلر کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ میلر نے اس کے منہ پر مکا مارنے کی کوشش کی لیکن کارٹر نہ صرف جھک گیا بلکہ اس نے جھکتے ہی اپنا ایک ہاتھ فرش پر ٹکایا اور پھر اس کا نچلا جسم ہوا میں اٹھا اور اس کی دونوں ٹانگیں ٹھیک میلر کے سینے پر پڑیں۔ میلر کو زور دار جھٹکا لگا۔ اس کے پاؤں فرش سے اکھڑے اور وہ ہوا میں اُڑتا ہوا پیچھے دیوار سے ٹکرایا۔ اسے ٹانگیں مارتے ہی کارٹر گھومتا ہوا تیزی سے کھڑا ہو گیا لیکن دوسرے لمحے وہ بھی چیختا ہوا اچھل کر دور جا گرا۔ میلر نے دیوار سے ٹکراتے ہی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اس پر چھلانگ لگا دی تھی اور وہ توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح کارٹر سے ٹکرایا تھا جس کے نتیجے میں کارٹر اچھل کر دور جا گرا تھا۔

میلر نے کارٹر کو ٹکر مارتے ہی زمین پر پاؤں رکھے اور یکلخت جھٹکے سے سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ کارٹر زمین سے اٹھتا میلر نے اس پر چھلانگ لگائی۔ وہ کارٹر کے اوپر آیا اور اس نے گھٹنے موڑ کر کارٹر کے سینے پر گرنا چاہا لیکن اسی لمحے کارٹر کی ٹانگیں حرکت میں آئیں اور اس نے پیر میلر کے مڑے ہوئے گھٹنوں پر مار دیئے۔ میلر کو زور دار جھٹکا لگا اور اس کا ہوا میں اٹھا ہوا جسم گھوم گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا نیچے موجود کارٹر کی ٹانگیں ایک بار پھر پھیلیں اور میلر چیختا ہوا پیچھے موجود صوفے سے جا ٹکرایا اور صوفے سمیت الٹ کر گرتا چلا گیا۔ اس بار کارٹر نے انتہائی ماہرانہ

انداز میں اس کے پشت پر ٹانگیں ماری تھیں۔

کارٹر جمناسٹک کا مظاہرہ کرتے ہوئے تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ میلر بھی اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کارٹر اس کی طرف بڑھا تو میلر بھڑک کر فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اٹھتے ہی پوری قوت سے الٹے ہوئے صوفے پر لات ماری تو صوفہ اچھلا اور پھر زمین پر گھسٹتا ہوا کارٹر کی طرف بڑھا۔ کارٹر نے چھلانگ لگائی تو صوفہ اس کے نیچے سے گزرتا ہوا پیچھے دیوار سے ٹکرایا۔ کارٹر چھلانگ لگا کر زمین پر آیا ہی تھا کہ اسی لمحے میلر نے ایک بار پھر اس پر چھلانگ لگا دی۔ اس نے کارٹر کی توجہ ہٹانے کے لئے ٹانگ مار کر صوفہ اس کی طرف پھینکا تھا اور ایک لمحے کے لئے واقعی کارٹر کی توجہ صوفے کی طرف ہو گئی تھی۔ اس موقع کا فائدہ اٹھا کر میلر نے چھلانگ لگا کر اس پر حملہ کر دیا۔ وہ اچھل کر اس کے قریب آیا۔ اس نے جمپ لگا کر دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور اس کی ٹانگیں پھیل کر کارٹر کی گردن پر آئیں۔ کارٹر نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن اسی لمحے میلر کی ٹانگیں اس کی گردن میں قینچی کی طرح پھنس گئیں۔ کارٹر نے کھڑی ہتھیلیوں کا وار اس کی پنڈلیوں پر کرنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے میلر نے اپنے نچلے جسم کو اس انداز میں جھٹکا دیا کہ کارٹر کو اپنی گردن کی ہڈی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی اور وہ دھماکے نیچے گرا۔ نیچے گرنے کے باوجود اس کی گردن میلر کی ٹانگوں میں پھنسی ہوئی تھی۔ میلر نے نیچے گرتے ہی ٹانگوں کو اور زیادہ بل دے دیا تھا جس کی

وجہ سے کارٹر کی گردن اس کی ٹانگوں میں بری طرح سے پھنس کر رہ گئی تھی۔ وہ خود کو میلر کی ٹانگوں سے آزاد کرنے کے لئے بری طرح سے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا لیکن میلر کی گرفت انتہائی سخت تھی۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو کارٹر۔ اپنے جسم کو موڑ کر ریورس ڈائیو لگاؤ۔ اگر تم اس کی ٹانگوں میں اسی طرح سے پھنسے رہے تو یہ تمہاری گردن کی ہڈی توڑ دے گا''...... لیزا نے جو خاموشی سے ان دونوں کی دست بدست فائٹ دیکھ رہی تھی چیختے ہوئے کہا تو کارٹر کو جیسے ہوش آ گیا۔ اس نے فوراً نچلا جسم اٹھایا اور پھر اس نے اپنے جسم کو رائٹ سائیڈ پر ٹرن دیتے ہوئے الٹی قلابازی کھانے والے انداز میں جسم کو موڑا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میلر کی پنڈلیوں پر دونوں کھڑی ہتھیلیوں کا ایک ساتھ وار کر دیا۔ میلر کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی پنڈلیوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ اس کی گرفت ایک لمحے کے لئے ڈھیلی ہوئی تھی کہ کارٹر نے فوراً اپنا جسم اٹھا کر میلر پر الٹا دیا۔ ایسا کرتے ہی نہ صرف اس کی گردن میلر کی ٹانگوں کی گرفت سے نکل گئی بلکہ اس کے گھٹنے پوری قوت سے میلر کے سینے پر پڑے اور میلر کے منہ سے نہ چاہتے ہوئے بھی زوردار چیخ نکل گئی۔ کارٹر نے اچھل کر ایک بار پھر میلر کے سینے پر گھٹنوں کی ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن میلر نے دونوں ہاتھ اس کے پہلو پر رکھے اور اسے پوری قوت سے سائیڈ پر اچھال دیا۔ کارٹر نے پلٹ کر اس پر حملہ کرنا چاہا لیکن میلر نے لیٹے لیٹے

اپنا جسم گھمایا اور اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے کارٹر کے پہلو پر پڑیں اور کارٹر تقریباً زمین پر گھسٹتا ہوا ایک بار پھر دیوار سے ٹکرایا۔ کارٹر کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ ساکت ہوتا چلا گیا۔ اس بار اس کا سر دیوار سے ٹکرایا تھا جس سے اس کے دماغ میں یکلخت اندھیرا طاری ہو گیا تھا۔

کارٹر کا سر اس طرح دیوار سے ٹکراتے اور اسے بے ہوش ہوتے دیکھ کر لیزا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ انتہائی غضبناک نظروں سے میلر کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کارٹر کے گھٹنوں کی سینے پر پڑنے والی ضرب نے میلر کا بھی برا حشر کر دیا تھا۔ وہ سینے پر ہاتھ رکھے کراہتا ہوا زمین سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''اٹھو کارٹر۔ تم اس قدر بودے نکلو گے مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔ اٹھو اور روسیاہ کے اس ایجنٹ کے ٹکڑے اڑا دو۔ جلدی اٹھو''...... لیزا، کارٹر پر چیخ رہی تھی لیکن کارٹر اسی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

''کارٹر۔ کارٹر''...... لیزا نے میلر کو اٹھ کر کھڑا ہوتے دیکھ کر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''تمہارا یہ سورما اب کبھی نہیں اٹھے گا بے بی۔ اس میں طاقت ضرور تھی لیکن اتنی نہیں کہ یہ میلر دی گریٹ کا مقابلہ کر سکتا''...... میلر نے لیزا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو لیزا غرا کر رہ گئی۔

''اگر تم خود کو گریٹ کہتے ہو تو ایک بار مجھے ان رسیوں سے آزاد کرو اور میرا مقابلہ کرو۔ اگر تم مجھے شکست دینے میں کامیاب ہو گئے تو میں تمہیں گریٹ کہوں گی ورنہ......'' لیزا نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں عورتوں سے لڑنا پسند نہیں کرتا اور نہ ہی مجھے اس کا شوق ہے۔ تم اسے اپنی خوش قسمتی سمجھو کہ تم بندھی ہوئی ہو۔ اگر تم کارٹر کے ساتھ میرے مقابلے پر ہوتی تو میں سب سے پہلے تمہیں گولی مار کر ہلاک کرتا اور پھر کارٹر کا مقابلہ کرتا''...... میلر نے کہا۔

''میں عورت ضرور ہوں لیکن میرے اندر شیرنیوں کی سی طاقت ہے جس کا تم جیسی بھیڑ مقابلہ نہیں کر سکتی''...... لیزا نے اسے غصہ دلانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تو میلر غصہ کرنے کی بجائے اس کی بات سن کر ہنس پڑا۔

''اگر تم شیرنی ہو اور مجھے بھیڑ سمجھتی ہو تو پھر میرے لئے عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ میں تم سے دور ہی رہوں''...... میلر نے ہنستے ہوئے کہا تو لیزا غرا کر رہ گئی۔ میلر آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس صوفے کے پاس آیا جس پر وہ پہلے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے آگے آتے ہی صوفہ الٹا دیا۔ اسے صوفہ الٹاتے دیکھ کر لیزا چونک پڑی۔ اسی لمحے میلر نے صوفے کے نیچے ہاتھ مارا اور یہ دیکھ کر لیزا کا رنگ اڑتا چلا گیا کہ وہ کوڈ باکس جو انہوں نے ڈاکٹر کاظم سے حاصل کیا تھا وہ اب میلر کے ہاتھوں میں تھا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کوڈ باکس یہاں کہاں سے آ گیا''۔ لیزا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جس کنٹرول روم سے میرے ساتھی تم دونوں کو مانیٹر کر رہے تھے انہوں نے کارٹر کو تمہاری غیر موجودگی میں کوڈ باکس اس صوفے کے نیچے چھپاتے دیکھ لیا تھا۔ میں باہر جو کال سننے گیا تھا وہ اسی آدمی کی تھی جو شروع سے ہی تم دونوں پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ اس نے مجھے کال کر کے بتایا تھا کہ کارٹر نے کوڈ باکس کہاں چھپایا ہے''...... میلر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ کوڈ باکس ہمارے ملک کی امانت ہے میلر۔ اسے مجھے دے دو۔ تم اسے نہیں لے جا سکتے''...... لیزا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اب یہ میرے قبضے میں ہے۔ اس کا مالک میں ہوں اور اب میں اسے روسیاہ لے جاؤں گا''...... میلر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اس کے منہ سے زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر منہ کے بل نیچے آ گرا۔ اس کے ہاتھوں میں موجود کوڈ باکس نکل کر سامنے دیوار سے ٹکرایا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھرتا چلا گیا۔ میلر جو کارٹر سے بے خبر ہو گیا تھا۔ اسے اچانک ہوش آ گیا تھا۔ کارٹر نے جو میلر کے ہاتھوں میں کوڈ باکس دیکھا تو وہ فوراً اٹھا اور اس نے پوری قوت سے میلر پر چھلانگ لگا دی اور وہ توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح میلر سے ٹکرایا جس کے نتیجے میں میلر اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا تھا اور اس کے ہاتھوں سے کوڈ باکس

نکل کر دیوار سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا تھا۔

زمین پر گرتے ہی میلر تیزی سے اٹھا اور زخمی ناگ کی طرح اپنے عقب میں کھڑے کارٹر کی طرف گھوما۔ اس نے کارٹر کے منہ پر زور دار مکا مارنا چاہا لیکن یہ دیکھ کر اس کا ہاتھ رک گیا کہ کارٹر جیسے پتھر کا بت بنا کوڈ باکس کی طرف دیکھ رہا تھا جو دیوار سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا تھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کوڈ باکس کیسے ٹوٹ گیا۔ یہ۔ یہ۔ یہ''...... کارٹر کے منہ سے نکلا تو میلر تیزی سے اس دیوار کی طرف گھوما اور پھر دیوار کے پاس پڑے ٹوٹے ہوئے کوڈ باکس کو دیکھ کر اسے بھی زور دار جھٹکا لگا۔ ٹوٹے ہوئے کوڈ باکس سے ایک موٹی نال والی ریوالور نما گن اور ایک فائل نکل کر نیچے گری ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

''کوڈ باکس میں تو بلاسٹر ڈیواس لگی ہوئی تھی اور یہ انتہائی مضبوط دھات سے بنا ہوا تھا جو نہ کسی طرح ٹوٹ سکتا تھا اور نہ پگھل سکتا تھا پھر یہ اس طرح کیسے ٹوٹ سکتا ہے''...... لیزا نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر میلر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے زمین پر گری ہوئی گن اٹھا لی اور پھر یہ دیکھ کر اس کا دماغ بھک سے اُڑتا چلا گیا کہ گن عام میٹل کی بنی ہوئی تھی۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تو نقلی گن ہے''...... میلر نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر کارٹر بری طرح سے اچھل پڑا۔

''نقلی گن۔ کیا بک رہے ہو تم۔ یہ نقلی گن کیسے ہو سکتی ہے''۔

کارٹر نے جیسے یکلخت ہوش میں آ کر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''یہ عام سے میٹل کا بنا ہوا ایک کھلونا ہے۔ لو تم بھی خود دیکھ لو''۔ میلر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس نے گن کارٹر کی طرف اچھال دی۔ کارٹر نے گن ہوا میں ہی دبوچ لی اور پھر وہ غور سے گن دیکھنے لگا۔ گن دیکھ کر اس کا رنگ بھی ہلدی کی طرح زرد ہو گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سب کیسے ممکن ہے۔ یہ نقلی گن کیسے ہو سکتی ہے''۔ کارٹر نے تھرتھراتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے اس دیوار کی طرف بڑھا جس سے ٹکرا کر کوڈ باکس ٹوٹا تھا۔ اس نے پہلے فائل چیک کی۔ فائل میں چند بلینک پیپرز تھے پھر وہ کوڈ باکس کے ٹکڑوں کو غور سے دیکھنے لگا۔ کوڈ باکس کے اندر ایک چھوٹی سی ڈیوائس لگی ہوئی تھی۔ اس نے ڈیوائس چیک کی اور پھر اس کا رنگ تاریک ہوتا چلا گیا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ اصل کوڈ باکس نہیں ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''کیا مطلب۔ اگر یہ اصل کوڈ باکس اور اصل گن نہیں ہے تو پھر کہاں ہے اصل کوڈ باکس''...... لیزا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''چوٹ ہو گئی ہے لیزا۔ ہمیں زبردست ڈاج دیا گیا ہے''...... کارٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ڈاج۔ کیا مطلب''...... لیزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم جس خفیہ ٹھکانے پر پہنچے تھے وہاں نہ تو اصل ڈاکٹر کاظم تھا اور نہ ہی اصل کوڈ باکس۔ وہ جگہ محض ایک ڈاجنگ پوائنٹ تھی جہاں ایک آدمی کو چھوٹی سی لیبارٹری میں کوڈ باکس سمیت ڈاکٹر کاظم کے روپ میں رکھا گیا تھا''...... کارٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لیکن وہاں کے حفاظتی انتظامات تو ایسے تھے جیسے وہاں واقعی اصل ڈاکٹر کاظم کو ہی چھپایا گیا ہو''...... لیزا نے کہا۔

''ہاں۔ سارا سیٹ اپ ایسا بنایا گیا تھا کہ اگر کوئی ایجنٹ اس خفیہ ٹھکانے پر پہنچ بھی جاتا تو اسے یہی لگتا کہ یہی اصل پوائنٹ ہے جہاں ڈاکٹر کاظم کوڈ باکس سمیت چھپا ہوا ہے''...... کارٹر نے اسی انداز میں کہا۔

''لیکن یہ ڈاجنگ پوائنٹ بنایا کس نے تھا''...... میلر نے کہا۔

''یہ کام لارڈ سکندر کا معلوم ہوتا ہے۔ اس نے نہایت ذہانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اصل ڈاکٹر کاظم اور کوڈ باکس کو کہیں اور چھپا دیا ہے اور ہمیں احمق بنانے کے لئے ایک ایسا سیٹ اپ بنا دیا تاکہ ہم وہاں پہنچ بھی جائیں تو ہمارے سامنے نقلی ڈاکٹر کاظم اور نقلی باکس آئے اور ہم نقلی باکس کو اصل سمجھ کر اور مطمئن ہو کر یہاں سے لے کر واپس چلے جائیں۔ اس باکس میں ریموٹ کنٹرولڈ بلاسٹنگ ڈیوائس لگی ہوئی ہے۔ اگر ہم اس باکس کو غلط کوڈ لگا کر کھولنے کی کوشش کرتے تو یہ باکس تباہ ہو جاتا اور اس کے ساتھ ہمارا بھی ہلاک ہو جانا طے تھا۔ یہ تو اچھا ہوا کہ ہم واپس آتے

ہوئے نقلی ڈاکٹر کاظم کو ہلاک کر آئے تھے۔ ورنہ وہ اپنے پاس موجود ریموٹ کا بٹن پریس کر دیتا تو ہمارے پاس موجود یہ باکس تباہ ہو جاتا اور اس کے ساتھ ہمارے بھی پرخچے اُڑ جاتے''۔ کارٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اسی لئے نقلی ڈاکٹر کاظم نے بغیر کسی حیل و حجت کے کوڈ باکس ہمیں نہ صرف چیک کرا دیا تھا بلکہ آسانی سے ہمارے حوالے بھی کر دیا تھا تاکہ اسے لے کر جیسے ہی ہم باہر جائیں وہ باکس بلاسٹ کر کے ہمیں ہلاک کر سکے''...... لیزا نے کہا۔

''ہاں بالکل۔ چونکہ ہم نے اصل کوڈ باکس نہیں دیکھا ہے اس لئے ہم اسے ہی اصل کوڈ باکس سمجھ کر لے آئے تھے۔ یہ تو میلر کی وجہ سے باکس ٹوٹ گیا ہے اور اس کی اصلیت کا پتہ چل گیا ورنہ ہمارے لئے یہی اصل باکس تھا''...... کارٹر نے کہا۔

''ہاں۔ ہم اس بات پر ہی مطمئن ہو گئے تھے کہ ڈاکٹر کاظم نے اپنی ایجاد کردہ مشین پر ہمیں کوڈ باکس کے اندر موجود گن اور فائل دکھا دی تھی لیکن ہم نے یہ چیک نہیں کیا تھا کہ کوڈ باکس کس دھات کا بنا ہوا ہے۔ اصل کوڈ باکس کے بارے میں ہمیں بتایا گیا تھا کہ وہ ایک ایسی دھات کا بنا ہوا ہے جو نہ تو ٹوٹ سکتا ہے نہ آگ میں جل سکتا ہے اور نہ ہی اسے کسی طریقے سے کاٹا جا سکتا ہے جبکہ یہ کوڈ باکس دیوار سے ٹکرا کر یوں ٹوٹ گیا ہے جیسے یہ پلاسٹک کا بنا ہوا ہو''...... میلر نے کہا۔

''تم ہمارے دشمن ہو میلر اور تم ہم سے کوڈ باکس چھیننے آئے تھے۔ لیکن تمہاری وجہ سے ہم پر اس باکس کا راز آشکار ہوا ہے۔ اگر تم یہاں نہ آتے اور یہ سب کچھ نہ ہوتا تو شاید ہمیں اس بات کا پتہ ہی نہ چلتا کہ ہم جسے اصل کوڈ باکس سمجھ کر لے جا رہے ہیں وہ نقلی ہے''...... کارٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ افسوس تو مجھے ہو رہا ہے کہ یہ اصل نہیں بلکہ نقلی کوڈ باکس ہے۔ میں اسی کوڈ باکس کی وجہ سے تمہارے پیچھے لگا ہوا تھا اور اب......'' میلر نے بھی کارٹر کی طرح ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اب کیا''...... لیزا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جب تمہیں اصل باکس ملا ہی نہیں ہے تو میری ساری محنت اکارت ہو کر رہ گئی ہے۔ یہ سب تم دونوں کی وجہ سے ہوا ہے اور میرا دل چاہ رہا ہے تمہاری اس ناکامی پر میں تم دونوں کو گولیاں مار دوں''...... میلر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔ ہم نے اس باکس کے لئے ڈیڑھ کروڑ ڈالرز خرچ کئے ہیں۔ ڈیڑھ کروڑ ڈالرز خرچ کرنے کے باوجود ہمارے ہاتھ کیا آیا۔ یہ نقلی کوڈ باکس''...... کارٹر نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم جو مرضی کرو۔ میں یہاں کوڈ باکس حاصل کرنے آیا ہوں اور جب تک مجھے کوڈ باکس نہیں مل جاتا میں یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا''...... میلر نے اسی انداز میں کہا۔

''باکس ملے گا تو تم لے جاؤ گے نا۔ اگر تمہیں یہ نقلی باکس چاہئے تو لے جاؤ۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا''...... لیزا نے منہ بنا کر کہا تو میلر اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔ اس نے فوراً جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ لیزا کی طرف کر دیا۔ اس نے جس پھرتی اور تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا تھا اسے دیکھ کر لیزا اور کارٹر حیران رہ گئے تھے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو''...... کارٹر نے اس کی مشین پسٹل کا رخ لیزا کے طرف دیکھ کر ہکلاتے ہوئے کہا۔

''لیزا ابھی تک کرسی پر بندھی ہوئی ہے۔ میں چاہوں تو اس کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی گولیاں مار کر ہلاک کر سکتا ہوں۔ اگر تم اپنی اور لیزا کی زندگی چاہتے ہو تو جاؤ اور جا کر اصل کوڈ باکس ڈھونڈ کر لاؤ۔ جب تک تم مجھے کوڈ باکس لا کر نہیں دو گے اس وقت تک لیزا میری قید میں رہے گی۔ اگر تم نے کوڈ باکس حاصل نہ کیا یا اسے لے کر نکل گئے تو میں تمہاری ساتھی لیزا کو گولیاں مار کر ہلاک کر دوں گا''...... میلر نے کہا تو کارٹر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تم ایسا نہیں کر سکتے ۔ میں کوڈ باکس کو کہاں سے ڈھونڈ کر لا سکتا ہوں''...... کارٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جہاں سے مرضی ڈھونڈ کر لاؤ۔ ابھی کچھ دیر قبل تم کہہ رہے

تھے کہ اس ساری ڈاجنگ گیم کے پیچھے لارڈ سکندر کا ہاتھ ہے تو جاؤ لارڈ سکندر کے پاس۔ ڈاکٹر کاظم کو اسی نے کہیں چھپایا ہوا ہے۔ اس کے پاس جاؤ اور جا کر مجھے کوڈ باکس لا کر دو“...... میلر نے کہا۔

”ہونہہ۔ یہ کام تم خود بھی تو کر سکتے ہو“...... کارٹر نے منہ بنا کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر تم میرے لئے یہ کام نہیں کرو گے تو پھر میں تم دونوں کو یہیں گولیاں مار کر پھینک جاتا ہوں۔ لارڈ سکندر کو میں خود ہی ڈھونڈ لوں گا اور میں اس وقت تک اس کی جان کے لئے عذاب بنا رہوں گا جب تک وہ مجھے ڈاکٹر کاظم کا پتہ نہیں بتا دیتا۔ گڈ بائی“...... میلر نے کہا اور پھر اس نے مشین پسٹل کے ٹریگر پر دباؤ ڈالا ہی تھا کہ اچانک کمرہ مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کی مخصوص آوازوں اور میلر کی تیز چیخوں سے گونج اٹھا۔ میلر کو یکلخت اپنے جسم میں گرم سلاخیں اترتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔ وہ اچھل کر پشت کے بل فرش پر گرا اور چند لمحے تڑپتا رہا اور پھر ساکت ہوتا چلا گیا۔ اس کے دل و دماغ میں تاریکی چھا گئی تھی۔ موت کی تاریکی۔

میلر نے جس پھرتی اور تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکال کر لیزا پر تانا تھا اس سے زیادہ تیزی اور پھرتی کارٹر نے دکھائی تھی۔ جیسے ہی میلر نے لیزا کو ہلاک کرنے کے لئے ٹریگر پر دباؤ ڈالنا چاہا، کارٹر کا ہاتھ اپنی جیب میں گیا اور پھر اس نے جیب سے

مشین پسٹل نکالے بغیر جیب سے ہی میلر پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں میلر چھلنی ہو گیا تھا۔

”گڈ شو۔ اس کے شاید خواب و گمان میں بھی نہ تھا کہ تم اس سے بھی زیادہ تیز اور پھرتیلے ثابت ہو سکتے ہو اور اچانک اس پر فائرنگ کر سکتے ہو ورنہ یہ شاید تمہاری فائرنگ سے بچنے کی کوشش کر سکتا تھا لیکن تم نے بروقت اس پر گولیاں برسا کر اسے زندہ رہنے کا معمولی سا بھی چانس نہیں دیا ہے“...... لیزا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ خواہ مخواہ ہمارے راستے کی دیوار بننے کی کوشش کر رہا تھا اور میں اپنے سامنے آنے والی ہر دیوار گرا دینے کا عادی ہوں“۔ کارٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”دیکھ لو یہ ہلاک ہوا ہے بھی کہ نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ابھی اس میں جان باقی ہو اور یہ اٹھ کر ہم پر فائرنگ کر دے“...... لیزا نے کہا۔

”میں نے اس کا جسم گولیوں سے چھلنی کر دیا ہے۔ اس کے زندہ رہنے کا ایک فیصد بھی امکان نہیں ہے لیکن تمہاری تسلی کے لئے میں اس کے سر میں بھی گولیاں مار دیتا ہوں“...... کارٹر نے کہا اور جیب سے مشین پسٹل نکال کر میلر کے سر پر برسٹ مارا تو میلر کا سر پھٹ کر ناریل کی طرح بکھرتا چلا گیا۔

”اب ٹھیک ہے“...... لیزا نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''یہ سب تو ٹھیک ہے لیکن مجھے سائفن پر غصہ آ رہا ہے جس نے مجھے ڈاکٹر کاظم کے بارے میں معلومات دینے کے لئے ڈیڑھ کروڑ ڈالرز لئے تھے۔ کیا وہ واقعی اس نقلی ڈاکٹر کاظم کو مانیٹر کرتا رہا تھا''...... کارٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ممکن ہے لارڈ سکندر نے اسی آدمی کو ڈاکٹر کاظم کے روپ میں ایکریمیا سے فرار کرایا ہو اور سائفن تک اسی کے بارے میں ہی معلومات پہنچی ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد لارڈ سکندر نے اصل ڈاکٹر کاظم کو ایکریمیا سے نکالا ہو اور اسے کسی اور جگہ چھپا دیا ہو''...... لیزا نے کہا۔

''لیکن کہاں۔ اس نے اس قدر گہری چال کیوں چلی تھی اور اب تو ہمیں یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ ڈاکٹر کاظم کوڈ باکس لے کر پاکیشیا پہنچا بھی تھا یا نہیں۔ اگر ایکریمیا سے پاکیشیا پہنچنے والا ڈاکٹر کاظم وہی آدمی تھا جس تک ہم پہنچے تھے تو پھر اصل ڈاکٹر کاظم کہاں گیا''...... کارٹر نے سوچتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر کاظم کوڈ باکس سمیت ایکریمیا میں ہی کہیں چھپا ہوا ہو یا پھر وہ کسی اور ملک کی طرف نکل گیا ہو۔ لارڈ سکندر کی ڈاجنگ گیم کے مطابق پاکیشیا نقلی ڈاکٹر کاظم آیا ہو تاکہ سب کی نظریں اسی پر رہیں اور کسی کو اس بات کا علم نہ ہو سکے کہ اصل ڈاکٹر کاظم کہاں گیا ہے''...... لیزا نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن اب اس بات کا پتہ کیسے چلے گا کہ اصل ڈاکٹر

کاظم کوڈ باکس لے کر کہاں گیا ہے''...... کارٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر کاظم کو ایکریمیا سے نکالنے والے خفیہ ہاتھ لارڈ سکندر کے ہی ہیں۔ ہمیں لارڈ سکندر تک پہنچنا پڑے گا۔ وہی ہمیں بتا سکتا ہے کہ اس نے ڈاکٹر کاظم کو کہاں غائب کیا ہے''...... لیزا نے کہا۔

''ہاں۔ ہمیں اب ساری توجہ لارڈ سکندر کی طرف مبذول کرنی ہو گی۔ وہی ہمیں اصل ڈاکٹر کاظم تک پہنچا سکتا ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے اب ہمیں ڈاکٹر کاظم کی بجائے لارڈ سکندر کو ڈھونڈنا پڑے گا''...... لیزا نے کہا۔

''ہاں۔ لارڈ سکندر ہی ہمیں اصل ڈاکٹر کاظم تک پہنچا سکتا ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''لارڈ سکندر پاکیشیا میں ہی موجود ہے۔ کیا وہ ہمیں آسانی سے مل جائے گا''...... لیزا نے پوچھا۔

''آسانی سے ملے یا مشکل سے۔ اسے ڈھونڈنا ہمارے لئے اہم ہے اور ہمارا یہ کام سائفن آسانی سے کر سکتا ہے۔ اس نے ہمیں نقلی ڈاکٹر کاظم کی معلومات مہیا کی ہیں جس کے لئے اسے یا تو ہماری رقم واپس لوٹانی پڑے گی یا پھر ہمیں اصل ڈاکٹر کاظم تک پہنچانا پڑے گا''...... کارٹر نے سنجیدگی سے کہا۔

''کیا سائفن بات مان جائے گا''...... لیزا نے پوچھا۔

''ہاں۔ وہ اصول پسند آدمی ہے۔ اسے جب معلوم ہو گا کہ اس کی معلومات ناقص تھیں تو وہ خود ہی ہماری رقم واپس کرنے پر آمادہ ہو جائے گا یا پھر وہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا جب تک کہ وہ ہمارے لئے اصل ڈاکٹر کاظم کو تلاش نہیں کر لیتا''...... کارٹر نے کہا۔

''تو پھر کرو اسے فون۔ سوچ کیا رہے ہو''...... لیزا نے کہا۔

''یہاں نہیں۔ ہمیں سب سے پہلے اپنا ٹھکانہ بدلنا ہے۔ اگر یہاں روسیاہی ایجنٹ میلر پہنچ سکتا ہے تو پھر سمجھو کوئی بھی آ سکتا ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم مجھے رسیوں سے آزاد کرو''...... لیزا نے کہا تو کارٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کی رسیاں کھولنا شروع ہو گیا۔

''عمران صاحب کو ہم میں سے کسی کو اپنے ساتھ لے جانا چاہئے تھا۔ وہ اکیلے گئے ہیں۔ اگر کسی مشکل میں پھنس گئے تو''۔ صفدر نے کہا۔

''عمران احمق نہیں ہے۔ وہ اکیلا سو آدمیوں پر بھاری ہے اور یہاں ہم دشمنوں کے نہیں اپنوں کے درمیان ہیں۔ کوئی عمران کو نقصان پہنچانے کا کیسے سوچ سکتا ہے''......تنویر نے کہا تو نہ صرف صفدر بلکہ کیپٹن شکیل اور جولیا بھی حیرت سے تنویر کی طرف دیکھنے لگے۔

''حیرت ہے۔تم اور عمران کی تعریف کر رہے ہو''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اس کی تعریف نہیں کر رہا۔ حقیقت بتا رہا ہوں''......تنویر نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''تمہیں کس بات کی فکر ہے۔ کیا تمہارے خیال میں چنگیز دادا،

عمران کو کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے صفدر کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ لیکن نجانے مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے ہم ایسے لوگوں کے ساتھ ہیں جو نہ تو ہمارے دوست ہیں اور نہ ہی دشمن''۔ صفدر نے کہا۔

''کیا مطلب۔ دنیا میں دو قسم کے ہی انسان ہوتے ہیں۔ یا تو دوست یا پھر دشمن۔ اگر یہ نہ ہمارے دوست ہیں اور نہ دشمن تو پھر کون ہیں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اسے آپ دوستوں کے روپ میں دشمن بھی کہہ سکتی ہیں''۔ صفدر نے کہا۔

''مجھے تو ایسا نہیں لگ رہا ہے کہ یہ سب دوست کے روپ میں چھپے ہوئے دشمن ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''تمہیں نہیں لگ رہا ہے لیکن میری چھٹی حس مجھے احساس دلا رہی ہے کہ یہاں کوئی نہ کوئی گڑ بڑ ضرور ہے''...... صفدر نے کہا۔ اس کے لہجے میں انتہائی سنجیدگی تھی۔

''کیسی گڑ بڑ''...... جولیا نے چونک کر کہا۔ اس کے ساتھیوں کے ساتھ ٹائیگر بھی چونک پڑا جو خاموش کھڑا ان کی باتیں سن رہا تھا۔

''اس گڑ بڑ کے خدوخال واضح نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود میرا دل کسی بات سے گھبرا رہا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے کچھ نہ کچھ

ضرور ہونے والا ہے۔ کیا ہونے والا ہے اس کے بارے میں تو شاید میں کچھ نہ بتا سکوں لیکن یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ ہم کسی بڑے خطرے میں گھرنے والے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''یہ کیا بات ہوئی۔ ایک طرف کہہ رہے ہو کہ کوئی گڑبڑ ہونے والی ہے اور دوسری طرف کہہ رہے ہو کہ ہم سب کسی بڑے خطرے میں گھرنے والے ہیں''۔ تنویر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''اب میں کیا کہوں۔ میرا دماغ میں زہریلی چیونٹیاں سی رینگ رہی ہیں جو اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ ہم دوستوں کے درمیان ہونے کے باوجود دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں''۔ صفدر نے کہا۔

''کیوں کیپٹن شکیل۔ کیا تمہیں بھی ایسا ہی احساس ہو رہا ہے''۔ جولیا نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس مس جولیا۔ مجھے بھی ایسا ہی احساس ہو رہا ہے کہ جلد ہی ہم پر کوئی افتاد ٹوٹنے والی ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو اس کا جواب سن کر جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''حیرت ہے۔ مجھے تو ایسا کوئی احساس نہیں ہو رہا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''اور مجھے بھی یہاں کوئی خطرہ محسوس نہیں ہو رہا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو لیکن ہمیں الرٹ رہنا چاہئے بلکہ ہم

ایسا کرتے ہیں کہ ان مسلح افراد سے ہٹ کر کھڑے ہو جاتے ہیں تا کہ اگر کوئی خطرہ ہمارے سامنے آئے تو ہم سب مل کر آسانی سے اسے فیس کر سکیں''...... صفدر نے کہا۔

''تو تم ان مسلح افراد سے خطرہ محسوس کر رہے ہو''...... جولیا نے چونک کر کہا۔ اس نے ان مسلح افراد کی طرف دیکھا جو ان سے کچھ فاصلے پر چوکس کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بدستور مشین گنیں تھیں جن کی نالیں جھکی ہوئی تھیں لیکن وہ جس پوزیشن میں کھڑے تھے وہ کسی بھی لمحے ان پر فائرنگ بھی کر سکتے تھے۔

''ان کی تعداد آٹھ ہے۔ اگر انہوں نے ہم پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو ان سے بچنا مشکل ہو جائے گا۔ وہ سب درختوں کے پاس کھڑے ہیں جبکہ ہم اوپن ایریئے میں موجود ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو تم چاہتے ہو کہ ہم بھی محفوظ جگہ پر چلے جائیں تا کہ اگر یہ ہم پر حملہ کریں تو ہم فوری طور پر اپنا بچاؤ کر سکیں''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ یہی ہمارے حق میں بہتر ہو گا''...... صفدر نے اسی طرح سنجیدگی سے کہا۔

''لیکن ان لوگوں کو کیا پڑی ہے کہ یہ ہم پر حملہ کریں۔ ہمارے ساتھ لارڈ سکندر کا خاص آدمی چنگیز دادا آیا ہے۔ اس کی بات سن کر یہ سب مؤدب ہو گئے تھے اور اس کے ایک حکم پر انہوں نے

گنیں نیچی کر لی تھیں پھر اب یہ ہم پر گنیں کیوں اٹھائیں گے اور کیوں کریں گے ہم پر حملہ''...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب، چنگیز دادا کے ساتھ گئے ہیں۔ وہ عمران صاحب کے مجبور کرنے پر ان کے ساتھ آیا تھا۔ لارڈ سکندر نے ڈاکٹر کاظم کو چھپانے کے لئے ڈبل پوائنٹ بنائے ہوئے ہیں۔ اس نے عمران صاحب کو بھی ڈاج دیا تھا اور انہیں نقلی ڈاکٹر کاظم کے پاس پہنچایا تھا یہ تو عمران صاحب نے پہچان لیا تھا کہ ہلاک ہونے والا اصل ڈاکٹر کاظم نہیں ہے۔ ورنہ لارڈ سکندر اور اس کے ساتھی چنگیز دادا نے تو چکر چلا دیا تھا کہ ہم اسے ہی ڈاکٹر کاظم سمجھیں اور مطمئن ہو جائیں۔ اب چنگیز دادا عمران صاحب کے ڈرانے پر ہمیں یہاں لایا ہے اور عمران صاحب اس کے ہمراہ اکیلے ڈاکٹر کاظم کے پاس گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ چنگیز دادا اندر جا کر کوئی ایسا چکر چلا دے کہ عمران صاحب پھنس جائیں۔ ایسی صورت میں چنگیز دادا کا خیال فوری طور پر ہماری طرف مبذول ہو جائے گا وہ ہمیں بھی قابو یا پھر ہلاک کرانے کی کوشش کر سکتا ہے۔ اس سے پہلے کہ ایسا کچھ ہو ہمیں اپنی حفاظت کا انتظام کر لینا چاہئے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم دونوں بلاوجہ ہی پریشان ہو رہے ہو۔ مجھے تو ایسا نہیں لگ رہا ہے کہ یہ سب کچھ ہو گا۔ چنگیز دادا نے ایک بار عمران

کو ڈاج دیا تھا۔ دوسری بار وہ عمران کو ڈاج نہیں دے سکے گا اگر اس بار اس نے عمران کو ڈاج دینے کی کوشش کی تو عمران اس کی گردن توڑ دے گا“...... تنویر نے کہا۔

”وہ سب ٹھیک ہے لیکن اگر ہم ان سے کچھ دور اور محفوظ مقام پر چلے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے“...... صفدر نے منہ بنا کر کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے تمہیں کنفرم ہو کہ یہاں ہمارے ساتھ ضرور کچھ برا ہونے والا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ ہم یہاں محفوظ نہیں ہیں“۔ صفدر نے اسی طرح سنجیدگی سے کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

”ٹھیک ہے۔ چلو۔ ہم اس نیچے جانے والے راستے کے دہانے کے پاس چلے جاتے ہیں۔ اگر کوئی خطرہ ہوا تو ہم فوراً دہانے میں کود جائیں گے“...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ پانچوں دہانے کی طرف بڑھے تو ایک سیاہ پوش تیزی سے ان کے قریب آ گیا۔

”نہیں۔ آپ سب یہیں رکیں۔ آپ اندر نہیں جا سکتے“۔ سیاہ پوش نے کڑک دار لہجے میں کہا۔

”ہم اندر نہیں جا رہے۔ دہانے کے پاس جا رہے ہیں“۔ جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ آپ کو یہیں رکنا ہو گا“...... اس نے اسی طرح کڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یو شٹ اپ نانسنس۔ ہم تمہارے حکم کے غلام نہیں ہیں۔ ہمارا راستہ چھوڑ دو ورنہ......“ تنویر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

” آپ کے لئے یہی بہتر ہے کہ آپ یہیں کھڑے رہیں“...... سیاہ پوش نے سرد لہجے میں کہا۔

”ہمارے لئے کیا بہتر ہے اور کیا نہیں اس کا ہم خود فیصلہ کر سکتے ہیں“...... تنویر نے غرا کر کہا۔

”جب تک ہمیں اندر سے احکامات نہیں مل جاتے اس وقت تک ہم آپ کو دہانے کے قریب نہیں جانے دیں گے“...... سیاہ پوش نے غصیلے لہجے میں کہا تو تنویر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس نے فوراً جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ جیسے ہی اس نے مشین پسٹل نکالا سیاہ پوش کے ساتھیوں نے فوراً مشین گنوں کی نالیں ان کی طرف کر دیں۔

”گن واپس جیب میں رکھ لیں جناب۔ آپ سے زیادہ اسلحہ ہمارے پاس ہے۔ اگر آپ نے ایک گولی چلائی تو جواباً آپ پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جائے گی“...... سیاہ پوش نے کہا تو جولیا نے تنویر کو اشارہ کیا اور تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے مشین پسٹل والا ہاتھ نیچے کر لیا۔

”ہم سب یہاں لارڈ سکندر کے آرڈر پر آئے ہیں یہ بات

تمہیں لارڈ سکندر کے خاص آدمی چنگیز دادا نے بتا دی تھی پھر تم ہمیں اندر جانے سے کیسے روک سکتے ہو''...... جولیا نے سیاہ پوش کی طرف دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا لیکن اس نے جولیا کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

''عمران صاحب جب چنگیز دادا کے ساتھ دہانے کی طرف جا رہے تھے تو میں نے چنگیز دادا کو مڑ کر ان سیاہ پوشوں کو آئی کوڈ میں کوئی خاص اشارہ کرتے دیکھا تھا''...... صفدر نے اچانک کہا جیسے اسے یہ بات اب یاد آئی ہو تو وہ سب چونک پڑے۔

''اشارہ۔ کیا مطلب۔ کیسا اشارہ''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''چنگیز دادا نے انہیں غالباً اشارہ دیا تھا کہ ان کے اندر جانے کے بعد یہ ہمیں اسی جگہ روک کر رکھیں اور دہانے کے نزدیک نہ آنے دیں''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات تم نے ہمیں پہلے کیوں نہیں بتائی''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب اور چنگیز دادا کے اندر جانے کے باوجود یہ سب اپنی جگہوں پر موجود تھے۔ انہوں نے مشین گنوں کی نالیں بھی نیچی کر رکھی تھیں اس لئے میرا خیال تھا کہ چنگیز دادا نے انہیں ہمارا خیال رکھنے کے لئے اشارہ کیا تھا لیکن کچھ دیر پہلے میں نے اس سیاہ پوش کو اسی طرح اپنے باقی ساتھیوں کو بھی اشارہ کرتے چیک کیا ہے۔ جیسے یہ ان سب کو ہمارے گرد پھیلنے کا کہہ رہا ہو۔ اسی

لئے میں نے آپ سب کو فوری طور پر ان سے محتاط رہنے کا کہا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو یہ سب صرف تمہارا احساس نہیں تھا''...... تنویر نے غرا کر کہا۔

''ہاں۔ جب میں نے انہیں انتہائی غیر محسوس انداز میں اپنی جگہوں سے حرکت کرتے دیکھا تو میں نے محسوس کیا کہ ہمارا کسی محفوظ مقام پر ہونا ضروری ہے ورنہ یہ ہمیں آسانی سے گھیر لیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''ہونہہ۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم اس قدر چالاک ہو۔ بہرحال تم سب اب بھی ہمارے گھیرے میں ہی ہو۔ اگر تم میں سے کسی نے بھی غلط حرکت کی تو وہ اپنی موت کا خود ذمہ دار ہوگا''...... اس سیاہ پوش نے کہا جو ان کے قریب کھڑا تھا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ سب تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

''اب آپ سب اپنا اسلحہ نکال کر زمین پر ڈال دیں ورنہ......'' سیاہ پوش نے سخت لہجے میں کہا۔

''ہم ایسا نہ کریں تو''...... تنویر نے غرا کر کہا اسی لمحے اس سے کچھ فاصلے پر موجود ایک مسلح آدمی نے تنویر کے ہاتھ پر فائرنگ کی اور تنویر کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا۔

''میرا خیال ہے تمہیں تمہاری بات کا جواب مل گیا ہوگا''۔ سیاہ

پوش نے مسکرا کر کہا تو تنویر غرا کر رہ گیا۔ جس مسلح آدمی نے مشین گن سے اس پر فائرنگ کی تھی وہ واقعی شوٹر معلوم ہوتا تھا کیونکہ تنویر نے مشین پسٹل والا ہاتھ نیچے کر رکھا تھا۔ مسلح آدمی نے مشین گن سے فائرنگ کر کے اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کو ہی نشانہ بنایا تھا اور کوئی گولی تنویر کو چھو کر بھی نہ گزری تھی۔

”میرا ایک ایک آدمی ماہر نشانہ باز ہے۔ یہ ایک لمحے میں تم سب کی کھوپڑیاں اُڑا سکتے ہیں۔ اس لئے تم سب کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم اپنا اسلحہ نکال کر زمین پر ڈال دو“...... اس سیاہ پوش نے کہا۔ جولیا اور اس کے ساتھی سیاہ پوش کو غصیلی نظروں سے گھور رہے تھے۔ سیاہ پوشوں نے انہیں جس طرح سے گھیر رکھا تھا ان کے پاس وہاں سے بچ نکلنے کا واقعی کوئی راستہ نہ تھا۔ ایک سیاہ پوش نے جس طرح فائرنگ کر کے تنویر کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکالا تھا اس سے انہیں ان کے نشانے کی پختگی کا علم ہو چکا تھا اس لئے ان کی غلط حرکت واقعی ان کے لئے نقصان کا باعث بن سکتی تھی۔ جولیا چند لمحے سیاہ پوشوں کو گھورتی رہی پھر اس نے سر جھٹکا اور جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکال کر سیاہ پوش کے سامنے پھینک دیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو صفدر، کیپٹن شکیل اور ٹائیگر نے بھی اپنے مشین پسٹل سیاہ پوش کے سامنے اچھال دیئے۔

”بس یہی ہے تمہارے پاس۔ اور کچھ بھی ہے تو وہ بھی جیبوں سے نکال دو“...... سیاہ پوش نے کہا۔

”نہیں۔ ہمارے پاس یہی مشین پسٹل تھے اور کچھ نہیں ہے“۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم سب ایک دوسرے کے قریب کھڑے ہو جاؤ اور گھٹنوں کے بل بیٹھ جاؤ اور اپنے ہاتھ اپنی گردن کی پشت پر رکھ لو“...... اس سیاہ پوش نے کہا۔

”گھٹنوں کے بل۔ کیا مطلب“...... جولیا نے چونک کر کہا۔

”جب تک چنگیز دادا اور تمہارا ساتھی واپس نہیں آ جاتے اس وقت تک تمہیں ہمارے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا ہو گا تا کہ تم کوئی غلط حرکت نہ کر سکو۔ دوسری صورت میں تم پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جائے گی“...... سیاہ پوش نے کہا تو جولیا اور اس کے ساتھی اس سیاہ پوش کو غصیلی نظروں سے گھورنے لگے۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اچانک جو سیاہ پوش ان سے مخاطب تھا اس کی جیب میں موجود سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے فوراً جیب سے سیل فون نکالا اور سکرین کا ڈسپلے دیکھنے لگا۔ ڈسپلے دیکھ کر اس نے سیل فون کا ایک بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

”ڈینی بول رہا ہوں“...... سیاہ پوش نے کہا اور پھر وہ دوسری طرف کی آواز سننے لگا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کا حکم“...... ڈینی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس نے سیل فون کان سے ہٹایا اور اسے آف کر کے اپنی

جیب میں رکھ لیا۔ وہ ان پانچوں کی طرف تیز نظروں سے گھور رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھر آئی تھی جسے دیکھ کر نہ صرف جولیا بلکہ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی بے چین ہو گئے۔

''ہماری طرف ایسے کیوں دیکھ رہے ہو''...... صفدر نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''چنگیز دادا کا فون تھا''...... ڈینی نے کہا۔

''کیا کہہ رہا تھا وہ''...... جولیا نے پوچھا۔

''تمہارے ساتھی کو چنگیز دادا نے اندر شکار کر لیا ہے اور اب اس کا حکم ہے کہ ہم تم پانچوں کا بھی شکار کر لیں''...... ڈینی نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''شکار۔ کیا مطلب''...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ تم لارڈ سکندر کی شکار گاہ میں ہو۔ لارڈ سکندر یہاں جانوروں کا شکار کھیلتا ہے لیکن اس نے ہمیں یہاں انسانی شکار کے لئے رکھا ہوا ہے۔ تم پانچوں اب ہمارا شکار ہو اور ہم تمہارے شکاری۔ ہم جیسے شکاریوں سے بچ نکلنا تم جیسوں کے بس کی بات نہیں ہے''...... ڈینی نے اسی انداز میں کہا۔

''ہونہہ۔ تو کیا چنگیز دادا نے تمہیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم پانچوں کو ہلاک کر دیا جائے''...... تنویر نے غرا کر کہا۔

''ہاں۔ یہی حکم دیا ہے اس نے مجھے''...... ڈینی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''ہونہہ۔ تم جانتے ہو کہ ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اس کے باوجود تم ہمارا شکار کرو گے''...... صفدر نے غرا کر کہا۔

''لارڈ سکندر کے دشمن ہمارے دشمن ہیں اور دشمن پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہوں یا کسی اور ایجنسی سے ہمارا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ہم حکم کے غلام ہیں اور حکم کے غلام صرف احکامات پر عمل کرنا جانتے ہیں اور کچھ نہیں''...... ڈینی نے کہا۔

''ہونہہ۔ کیا یہاں کی حفاظت کے لئے تم آٹھ افراد ہی موجود ہو یا تمہارے اور ساتھی بھی اس جنگل میں چھپے ہوئے ہیں''۔ کیپٹن شکیل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہم آٹھ ہی ہیں۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... ڈینی نے چونک کر کہا۔

''ویسے ہی''...... کیپٹن شکیل نے سر جھٹک کر کہا۔

''ویسے ہی کیا''...... ڈینی نے اسے گھورتے ہوئے غرا کر کہا۔

''کچھ نہیں''...... کیپٹن شکیل نے مسکرا کر کہا تو ڈینی کی غراہٹ تیز ہو گئی۔

''اگر تم سمجھ رہے ہو کہ تم ہم سب کو ڈاج دے کر یہاں سے نکل جاؤ گے یا ہمیں شکار کر لو گے تو یہ تمہارا وہم ہے۔ تمہارے لئے میرے ساتھی تو کیا میں اکیلا ہی کافی ہوں''...... ڈینی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کاندھے پر لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر ہاتھوں میں لے لی اور گن کا رخ ان کی جانب کر دیا۔ اسی لمحے انہیں ہلکی

سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ انہوں نے چونک کر دیکھا تو انہیں وہ دہانہ کھلا ہوا دکھائی دیا جہاں سے عمران اور چنگیز دادا سیڑھیاں اتر کر نیچے گئے تھے۔ ابھی وہ دیکھ ہی رہے تھے کہ چنگیز دادا مسکراتا ہوا بڑے اطمینان بھرے انداز میں دہانے سے نکل کر باہر آ گیا۔

"عمران کہاں ہے چنگیز دادا"...... جولیا نے اسے دیکھ کر تیز لہجے میں کہا۔

"وہ اپنی حماقت کا شکار ہو کر موت کے منہ میں چلا گیا ہے"۔ چنگیز دادا نے منہ بنا کر کہا۔

"حماقت کا شکار۔ کیا مطلب"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"اس کا جواب تمہیں عمران ہی دے گا جس کی روح عالم بالا میں تم پانچوں کی منتظر ہے"...... چنگیز دادا نے کہا۔

"کیا مطلب"...... جولیا نے کہا۔

"ڈینی"...... چنگیز دادا نے جولیا کی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... ڈینی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان پانچوں کو گولیوں سے اُڑا دو"...... چنگیز دادا نے کہا اور اس کا حکم سن کر وہ پانچوں اچھل پڑے۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو چنگیز دادا۔ تم جانتے ہو کہ ہم کون ہیں۔ اگر تمہارے ساتھیوں نے ہمیں ہلاک کرنے کی حماقت کی تو نہ تم

سلامت رہو گے اور نہ تمہارا لارڈ سکندر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو معلوم ہے کہ ہم کہاں ہیں۔ ہماری ہلاکت زیادہ دیر چھپی نہیں رہے گی۔ وہ فوراً یہاں فورس بھیج دے گا اور تم سب بھیانک موت کا شکار ہو جاؤ گے"...... صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جب تک تمہارے چیف کو تم سب کی ہلاکت کا علم ہو گا ہم یہ ٹھکانہ بدل چکے ہوں گے۔ لارڈ سکندر کوئی معمولی آدمی نہیں ہے اس کی طاقت تمہارے چیف سے بڑھ کر ہے۔ وہ لمحوں میں سارا سیٹ اپ بدل سکتا ہے۔ ایک بار وہ یہاں سے غائب ہو گیا تو تمہارا چیف ایکسٹو تو کیا یہاں کی ملٹری فورس بھی لارڈ سکندر کو ڈھونڈ نہیں سکے گی۔ لارڈ سکندر کے پاس سیکرٹ فورس ہے جسے اگر وہ میدان میں لے آیا تو وہ تمہارے چیف ایکسٹو اور تمہارے تمام ساتھیوں کے لئے موت کا طوفان بن جائے گی جسے روکنا کسی کے بس کی بات نہیں ہو گی"...... چنگیز دادا نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو لارڈ سکندر صرف لارڈ نہیں بلکہ کسی مجرم تنظیم کا سربراہ بھی ہے"...... صفدر نے غرا کر کہا۔

"ہاں۔ لارڈ سکندر تو محض ایک نام ہے۔ تم چونکہ ہلاک ہونے والے ہو اس لئے میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ لارڈ سکندر کے چہرے کے پیچھے انڈر ورلڈ کے ایک ڈان کا چہرہ چھپا ہوا ہے۔ ایسا چہرہ جس کا نام سنتے ہی تم سب بے ہوش ہو جاؤ گے"...... چنگیز دادا نے کہا۔

''کیا نام ہے اس کا''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

''بلیک ڈان''...... چنگیز دادا نے کہا تو بلیک ڈان کا سن کر ٹائیگر محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ تو لارڈ سکندر ہی اصل میں بلیک ڈان ہے''۔ ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

''اس کے ہزاروں روپ ہیں۔ وہ کب لارڈ سکندر بن جائے، کب بلیک ڈان اور کب کوئی دوسرا روپ اختیار کر لے یہ سوائے بلیک ڈان کے اور کوئی نہیں جانتا۔ جس طرح بلیک ڈان کے ہزاروں روپ ہیں اسی طرح اس نے اپنے لئے سینکڑوں ٹھکانے بنا رکھے ہیں جہاں وہ غائب ہو جائے تو پاکیشیا کی کوئی ایجنسی اس تک نہیں پہنچ سکتی''...... چنگیز دادا نے کہا تو ٹائیگر نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا تم بلیک ڈان کو جانتے ہو''...... جولیا نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں کافی عرصے سے اس کے پیچھے لگا ہوا ہوں۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے اس نے اپنی فورس جسے اس نے سیکرٹ فورس کا نام دے رکھا ہے کی مدد سے پورے انڈر ورلڈ پر قبضہ کر رکھا ہے۔ پاکیشیا میں شاید ہی کوئی ایسا جرم ہو جس کے پیچھے بلیک ڈان کا ہاتھ نہ ہو گا۔ میں نے باس کے حکم سے اسے تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن وہ کسی طرح ہاتھ ہی نہ آ رہا تھا۔ ہر

بار اس کے نئے روپ میں ہی ہونے کا پتہ چلتا تھا لیکن آج تک مجھے اس کا کوئی سراغ نہیں مل سکا تھا۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ بلیک ڈان نے لارڈ سکندر کا روپ اختیار کر رکھا ہے تو میں پوری قوت کے ساتھ اس کے لارڈ پیلس پہنچ جاتا اور اس کی گردن پکڑ لیتا۔ بلیک ڈان نے نہ صرف انڈر ورلڈ پر قبضہ کر رکھا ہے بلکہ اس کے بارے میں میرے پاس ایسی اطلاعات تھیں کہ وہ ملک کے اہم ترین راز بھی فروخت کرتا ہے۔ جیسا کہ چنگیز دادا بتا رہا ہے کہ اس کے ہزاروں روپ ہیں اس سے آپ اندازہ لگا سکتی ہیں کہ بلیک ڈان کے یہاں کتنے سورسز ہو سکتے ہیں جن سے فائدہ اٹھا کر وہ ملک کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں مصروف ہے''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اسی لئے اس نے عمران کو ڈاج دیا تھا اور اسے نقلی ڈاکٹر کاظم کے پاس بھیج دیا تھا تاکہ عمران کو ڈاکٹر کاظم اور اس کے پاس موجود کوڈ باکس مل جائے اور عمران نقلی کوڈ باکس کو کھولنے کے چکروں میں الجھا رہے''...... جولیا نے کہا۔

''جی ہاں۔ ان سب باتوں سے تو ایسا ہی لگتا ہے''...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''اب جب اسے معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے پیچھے لگ چکی ہے تو وہ یقیناً لارڈ سکندر کا سیٹ اپ ختم کر دے گا اور کسی اور روپ میں ڈھل جائے گا تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس

تک نہ پہنچ سکے''......صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہو گا۔ اسی لئے تو میں نے کہا تھا کہ تم سب لاکھ کوششیں کر لو لیکن بلیک ڈان تک تمہارا پہنچنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے''...... چنگیز دادا نے کہا۔

''کیا تم جانتے ہو کہ بلیک ڈان کا اصل روپ کون سا ہے''۔ کیپٹن شکیل نے چنگیز دادا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں۔ میں لارڈ سکندر کے حکم کا غلام ہوں۔ بلیک ڈان نے اگر لارڈ سکندر کا روپ ختم کر دیا تو پھر میری حیثیت ختم ہو جائے گی۔ بلیک ڈان دوسرے کسی روپ میں آ کر مجھے اپنی خدمت کا موقع دے سکتا ہے لیکن اس وقت تک کے لئے مجھے انڈر گراؤنڈ رہنا پڑے گا''...... چنگیز دادا نے کہا۔

''کیا تم نے بلیک ڈان کو اس بات کی خبر دے دی ہے کہ ہم اس کے سیکنڈ پوائنٹ پر پہنچ گئے ہیں جہاں اصل ڈاکٹر کاظم موجود ہے''...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سیٹ اپ بلیک ڈان کا نہیں میرا بنایا ہوا ہے اور سن لو۔ اس علاقے میں دو نہیں بلکہ تین ایسے سیٹ اپ ہیں جہاں ڈاکٹر کاظم اور کوڈ باکس موجود ہیں''...... چنگیز دادا نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''تین سیٹ اپ۔ کیا مطلب''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک سیٹ اپ تم دیکھ چکے ہو۔ دوسرے سیٹ اپ یہ ہے جہاں تمہارے ساتھی عمران کو موت کے منہ میں پھینکا گیا ہے اور اب تم بھی اس کے پیچھے جانے والے ہو۔ اسی طرح یہاں سے تین کلو میٹر دور ایک اور خفیہ ٹھکانہ ہے۔ وہاں بھی ڈاکٹر کاظم موجود ہے اور اس کے پاس بھی ایک کوڈ باکس موجود ہے''...... چنگیز دادا نے کہا۔

''ہونہہ۔ مرنے والا ڈاکٹر کاظم تو نقلی تھا۔ تمہارے باتوں سے اندازہ ہو رہا ہے کہ سیکنڈ اور تھرڈ پوائنٹ پر جو ڈاکٹر کاظم موجود ہیں وہ بھی اصل نہیں ہیں''...... جولیا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ تینوں نقلی سیٹ اپ ہیں۔ ان تینوں میں نہ تو کوئی اصل ڈاکٹر کاظم ہے اور نہ ہی ان کے پاس اصل کوڈ باکسز ہیں''۔ چنگیز دادا نے کہا تو ان سب نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''اگر یہ تینوں اصل نہیں ہیں تو پھر اصل ڈاکٹر کاظم کہاں ہے''۔ تنویر نے غرا کر کہا۔

''اس کے بارے میں سوائے بلیک ڈان کے اور کوئی نہیں جانتا''۔ چنگیز دادا نے کہا۔

''کیا ڈاکٹر کاظم جانتا ہے کہ وہ جس لارڈ سکندر کی توسط سے یہاں آیا ہے وہ بلیک ڈان ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ اصل ڈاکٹر کاظم اور بلیک ڈان کا راز وہ خود جانتے ہیں اور کوئی نہیں''...... چنگیز دادا نے کہا۔

''تم لارڈ سکندر کے خاص آدمی ہو۔ جب تمہیں اس بات کا علم ہے کہ لارڈ سکندر ہی اصل بلیک ڈان ہے تو پھر تم نے اس کے دوسرے روپ بھی دیکھے ہوں گے یا پھر اس کے کسی ایسے ٹھکانے کے بارے میں تو جانتے ہی ہو گے جو بلیک ڈان کا مین ہیڈ کوارٹر ہو''...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں نے بلیک ڈان کا اصل روپ نہیں دیکھا اور لارڈ سکندر کے ٹھکانے کے سوا بلیک ڈان کے کسی ٹھکانے تک میری رسائی نہیں ہے اور نہ ہی میں اس کے بارے میں کچھ جانتا ہوں''۔ چنگیز دادا نے منہ بنا کر کہا۔

''باس۔ آپ ان سے باتیں کر کے وقت کیوں ضائع کر رہے ہیں''...... ڈینی نے چنگیز دادا سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ شاید ان کے تکرار سن کر بوریت محسوس کرنے لگا تھا۔

''اوہ ہاں واقعی میں خواہ مخواہ ان کی باتوں میں الجھ گیا تھا۔ خیر کوئی بات نہیں۔ میں پیچھے ہٹ رہا ہوں۔ جیسے ہی میں پیچھے ہٹوں ان سب پر فائر کر دینا۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں بچنا چاہئے''...... چنگیز دادا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے چنگیز دادا برق رفتاری سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

''فائر''...... چنگیز دادا کے پیچھے جاتے ہی ڈینی نے چیخ کر کہا۔ اسی لمحے ماحول یکلخت فائرنگ کی تیز آوازوں اور انسانی چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

کرسی سمیت پختہ فرش پر گرتے ہی ایک لمحے کے لئے عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ کر رہ گئی ہوں۔ اس کا سارا جسم درد کی تیز لہروں سے جھنجھنا اٹھا تھا۔ وہ چھت کے جس ہول سے نیچے گرا تھا اس کے نیچے گرتے ہی چھت میں بنا ہوا ہول برابر ہو گیا تھا۔ اس ہول کے برابر ہوتے ہی عمران جہاں گرا تھا وہاں یکلخت تاریکی پھیل گئی تھی۔

عمران چند لمحے فرش پر پڑا اپنی ہڈیاں سہلاتا رہا پھر وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ تاریکی میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا لیکن اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

''یہ چنگیز دادا اور نقلی ڈاکٹر کاظم تو میرے تصور سے بھی زیادہ عیار ثابت ہوئے ہیں۔ انہوں نے مجھے سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دیا اور مجھے زندہ حالت میں ہی اس تاریک قبر میں پھینک دیا ہے''۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''ہیلو۔ کیا کوئی میری آواز سن رہا ہے''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا لیکن جواب میں اسے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ اسے چونکہ فوراً نیچے پھینک دیا گیا تھا اس لئے اس کی جیبوں میں جو کچھ بھی تھا وہ اسی کے پاس تھا۔ وہ چند لمحے اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کرتا رہا لیکن جب اسے کچھ دکھائی نہ دیا تو اس نے اپنی ریسٹ واچ کا ڈائل روشن کر لیا۔ ریسٹ واچ کے ڈائل کی روشنی کم تھی لیکن اس مدہم روشنی میں بھی عمران نے ماحول کا بخوبی جائزہ لے لیا اور اسے پتہ چل گیا کہ یہ ایک کوٹھڑی نما چھوٹا سا کمرہ تھا۔ کمرے کے چاروں اطراف ٹھوس دیواریں تھیں۔ ان دیواروں میں نہ تو کوئی دروازہ دکھائی دے رہا تھا اور نہ ہی کھڑکی اور کوئی روشن دان۔

''خدا کی پناہ۔ یہ تو مجھے سچ مچ قبر معلوم ہوتی ہے''۔ عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس نے سر اٹھا کر چھت کی طرف دیکھا تو چھت بھی ٹھوس اور بند تھی جہاں معمولی سا بھی رخنہ دکھائی نہ دے رہا تھا۔

''آخر یہ لارڈ سکندر اور چنگیز دادا چاہتے کیا ہیں۔ فرسٹ پوائنٹ پر بھی خفیہ ٹھکانہ تھا جہاں نقلی ڈاکٹر کاظم کو رکھا گیا تھا اور یہاں بھی جو ڈاکٹر کاظم تھا وہ بھی اصل نہیں تھا۔ لارڈ سکندر کو آخر اس طرح دو دو ایسے ٹھکانے بنانے کی کیا ضرورت تھی جہاں اس نے مکمل سیٹ اپ کے ساتھ دو نقلی ڈاکٹر کاظم رکھے ہوئے ہیں''۔

عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ اس بارے میں جتنا سوچ رہا تھا اس کا ذہن الجھتا چلا جا رہا تھا۔

''اگر سیکنڈ پوائنٹ پر بھی اصل ڈاکٹر کاظم نہیں ہے تو پھر اصل ڈاکٹر کاظم کہاں ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اچانک وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ اسے وہاں تیز اور انتہائی ناگوار بو سی محسوس ہوئی تھی۔ اس نے چونک کر دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت اور غصے کے تاثرات پھیل گئے کہ دیواروں کی جڑوں میں چھوٹے چھوٹے سوراخ بنے ہوئے تھے جہاں سے سیاہ رنگ کا دھواں نکلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ریسٹ واچ کے ڈائل کی روشنی میں دیواروں سے دھویں کے مرغولے نکلتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ عمران نے چونکہ فوراً بو محسوس کر لی تھی اس لئے اس نے اسی لمحے سانس روک لیا تھا۔

''کیا مطلب۔ کیا نقلی ڈاکٹر کاظم اور چنگیز دادا مجھے زہریلی گیس سے ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن کیوں۔ لارڈ سکندر تو جب مجھے ملا تھا تو اس کے رویئے میں تو مجھے ایسی کوئی بات محسوس نہیں ہوئی تھی کہ وہ مجھے نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ وہ تو انتہائی شریف اور محبِّ وطن دکھائی دے رہا تھا۔ پھر اب کیا ہوا۔ اس کے خاص ساتھی چنگیز دادا نے مجھے دھوکہ کیوں دیا تھا اور اس تنگ و تاریک کوٹھڑی میں کیوں پھینک دیا گیا تھا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ دھواں تیزی سے پھیلتا جا رہا تھا۔ اس دھویں میں ریسٹ واچ کے

ڈائل کی روشنی اور زیادہ مدہم ہوگئی تھی۔ دھواں دیکھ کر عمران چند
لمحے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا
اور ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکال لی۔ اس نے ڈبیہ کھولی۔ ڈبیہ میں
چھوٹے چھوٹے کیپسول رکھے ہوئے تھے۔ عمران نے ان میں سے
ایک کیپسول اٹھا کر منہ میں ڈال لیا۔ اس نے ایک لمحہ توقف کیا اور
پھر اس نے کیپسول فوراً حلق میں اتار کر نگل لیا۔ کیپسول نگل کر اس
نے کچھ دیر مزید انتظار کیا اور پھر اس نے آہستہ آہستہ سانس لینا
شروع کر دیا۔ دھواں جیسے ہی اس کی ناک میں گیا اسے ناک میں
ہلکی ہلکی سوزش ہونے لگی لیکن یہ احساس ایک لمحے کے لئے تھا۔
دوسرے لمحے وہ اطمینان سے سانس لے رہا تھا۔ اس نے جو کیپسول
نگلا تھا وہ سرداور کی ایجاد تھی۔ اس کیپسول کو نگل لینے کے بعد وہ
زہریلی فضاء میں بھی آسانی سے سانس لے سکتا تھا۔ سانس لینے
میں اسے نہ کسی دقت کا سامنا کرنا پڑ سکتا تھا اور نہ ہی زہریلی گیس
اس پر اثر انداز ہوسکتی تھی۔ اس کے علاوہ اس کیپسول کی وجہ سے وہ
کم آکسیجن میں بھی اپنا سانس بحال رکھ سکتا تھا۔

جب اس کا سانس مکمل طور پر بحال ہو گیا تو وہ آگے بڑھا اور
ایک دیوار کے پاس آ گیا اور اس دیوار کو ٹھونک بجا کر دیکھنے لگا۔
دیوار بے حد مضبوط کنکریٹ کی بنی ہوئی تھی۔ عمران دوسری دیوار
کے پاس آیا۔ دوسری دیوار بھی کنکریٹ کی تھی۔ عمران نے تیسری
اور چوتھی دیوار ٹھونک بجا کر دیکھی لیکن چاروں دیواریں کنکریٹ کی

بنی ہوئی تھیں اور یہ ایسی دیواریں تھی جنہیں نہ تو بم مار کر توڑا جا
سکتا تھا اور نہ ہی کسی ریز کٹر سے کاٹا جا سکتا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ
اس کوٹھڑی میں لارڈ سکندر یا اس کے ساتھی دشمنوں کو ہی قید کرتے
تھے۔ دشمنوں کو اس تنگ و تاریک کمرے میں پھینک کر زہریلی گیس
چھوڑ دی جاتی تھی جس سے دشمن چند ہی لمحوں میں ہلاک ہو جاتے
تھے۔ اس کے بعد دشمنوں کی لاشوں کو شاید یہاں سے نکال لیا جاتا
تھا کیونکہ عمران نے کمرے کا فرش چیک کیا تھا وہاں اسے کوئی
انسانی لاش یا اس کی باقیات دکھائی نہ دی تھیں اور نہ ہی کمرے میں
کسی لاش کے گلنے سڑنے کی بو تھی۔ اگر لاش کو اسی طرح یہاں
چھوڑ دیا جاتا تھا تو اس لاش کے گلنے سڑنے کی سرانڈ یا پھر اس کی
باقیات ضرور یہاں پڑی ہوئی ہوتیں۔ عمران سوچ رہا تھا کہ یہاں
ایسا کچھ نہیں ہے جس کے دو ہی مطلب ہو سکتے تھے۔ ایک تو یہ کہ
اس کوٹھڑی میں پہلی بار اسے ہی پھینکا گیا تھا اور اگر اس سے پہلے
بھی چنگیز دادا اور نقلی ڈاکٹر کاظم نے کچھ لوگوں کو قید کر کے ہلاک کر
دیا تھا تو انہوں نے یقیناً ان افراد کی لاشیں یہاں سے نکلوا لی ہوں
گی۔

عمران کی کون سی بات درست تھی اس کا وہ خود بھی اندازہ نہ لگا
پا رہا تھا۔ ابھی عمران یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے کمرے سے
دھواں کم ہوتے دیکھا۔ دھواں دیواروں کی جڑوں میں موجود جن
سوراخوں سے نکلا تھا اب انہی سوراخوں سے واپس جا رہا تھا۔ کچھ

ہی دیر میں کمرے سے دھواں مکمل طور پر ختم ہو گیا۔

''اب شاید وہ میری لاش چیک کرنا چاہتے ہیں''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور ریسٹ واچ کا ڈائل آف کیا اور پھر وہ اس کرسی کے پاس آ کر لیٹ گیا جس کے ساتھ وہ نیچے گرا تھا۔ مشین پسٹل والا ہاتھ اس نے اپنے نیچے چھپا لیا تھا۔ وہ فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑا تھا تاکہ دیکھنے والا یہی سمجھے کہ بلندی سے گر کر اس کی ہڈی پسلی ایک ہو گئی ہے اور باقی کی رہی سہی کسر زہریلے دھوئیں نے پوری کر دی ہے اور وہ بری طرح سے ہاتھ پاؤں مارتا ہوا وہیں ہلاک ہو گیا ہے۔ ابھی دس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ اچانک ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہاں تیز روشنی پھیلتی چلی گئی۔ روشنی چھت سے آ رہی تھی۔ عمران نے کن انکھیوں سے دیکھا تو اسے چھت کے ایک حصے پر ایک چوکور خلاء سا کھلا ہوا دکھائی دیا۔ یہ وہی خلاء تھا جہاں سے عمران کرسی سمیت نیچے گرا تھا۔ عمران ابھی اوپر دیکھ ہی رہا تھا کہ اسے اچانک، اوپر نقلی ڈاکٹر کاظم اور چنگیز دادا کے چہرے دکھائی دیئے۔

''یہ مر چکا ہے۔ اس کی لاش فوراً یہاں سے نکلواؤ اور برقی بھٹی میں ڈال کر بھسم کر دو''...... چنگیز دادا نے نقلی ڈاکٹر کاظم سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اپنے آدمیوں کو بلا کر اسے یہاں سے نکلواتا

ہوں''...... ڈاکٹر کاظم نے کہا۔

''اس کے ساتھی باہر ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔ میں باہر جا کر ڈینی سے کہہ کر ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کرنے کا حکم دے دیتا ہوں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کا یہاں تک پہنچنا بلیک ڈان کے لئے انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے۔ اس لئے ان سب کا خاتمہ ضروری ہے''...... چنگیز دادا نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔ بلیک ڈان کا نام اسے اپنے دماغ میں زہریلے بچھو کے ڈنک کی طرح چبھتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

''کیا بلیک ڈان کو علم ہے کہ تم اسے اور اس کے ساتھیوں کو یہاں لائے ہو''...... ڈاکٹر کاظم نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں انہیں یہاں نہیں لانا چاہتا تھا لیکن اسے مجھ پر شک ہو گیا تھا۔ اس نے میرے ہاتھ چیک کئے تھے جس سے اسے پتہ چل گیا کہ میں میک اپ ماسٹر ہوں اس نے مجھے گن پوائنٹ پر رکھ لیا جس کے باعث مجھے اسے سیکنڈ پوائنٹ کا بتانا پڑا''...... چنگیز دادا نے کہا۔

''چلو۔ ایک لحاظ سے تمہارا انہیں یہاں لانا بہتر ہی ہوا ہے۔ ایک کو ہم نے یہاں شکار کر لیا ہے باقی اس کے ساتھی جو باہر موجود ہیں انہیں ہمارے ساتھی شکار کر لیں گے''...... ڈاکٹر کاظم نے کہا۔

''ہاں۔ اور یہ کام مجھے فوراً کرنا ہے۔ تم اس کی لاش نکلوا کر

برقی بھٹی میں ڈلواؤ تب تک میں ڈینی کے پاس جا کر اس کے ساتھیوں کو ہلاک کراتا ہوں‘‘...... چنگیز دادا نے کہا اور پھر اس کا چہرہ چھت کے سوراخ سے غائب ہو گیا۔ ڈاکٹر کاظم بھی چند لمحے عمران کو دیکھتا رہا پھر وہ بھی ہول سے پیچھے ہٹ گیا۔ عمران کے دماغ میں اب بھی ہلچل مچی ہوئی تھی۔ ایک تو بلیک ڈان کا نام اس کے ذہن میں ہتھوڑوں کی ضربیں لگا رہا تھا اور دوسرا اسے چنگیز دادا کی باتیں غصہ دلا رہی تھیں جو اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے گیا تھا۔

چھت عمران سے تقریباً دس فٹ بلند تھی اور عمران اتنی بلندی پر ہائی جمپ لگا کر بھی نہیں پہنچ سکتا تھا اس لئے وہ اس انتظار میں تھا کہ کوئی اس کی لاش اٹھانے کے لئے آئے تو وہ اس کے ذریعے ہی یہاں سے نکلنے کی کوشش کر سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کو چھت پر دو افراد کے چہرے دکھائی دیئے۔ ان میں سے ایک آدمی نے رسی کی سیڑھی نیچے لٹکائی اور پھر عمران نے ایک آدمی کو رسی کی سیڑھی سے نیچے آتے دیکھا۔ ہول کے پاس اب ایک آدمی تھا جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ نیچے آنے والا شخص سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گیا اور اس نے نیچے آتے ہی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

’’چیک کرو۔ اگر اس کے جسم میں معمولی سی بھی جان باقی ہو تو اسے گولیاں مار کر ہلاک کر دو‘‘...... اوپر موجود شخص نے کہا تو نیچے

آنے والا آدمی تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ عمران نے ایک لمحے توقف کیا اور پھر اس نے اچانک اپنا جسم پلٹایا اور مشین پسٹل والا ہاتھ اوپر کرتے ہی اس نے مشین پسٹل والے شخص پر فائرنگ کر دی۔ اس سے پہلے کہ اوپر موجود آدمی کچھ سمجھتا عمران نے اس پر بھی فائرنگ کر دی۔ گولیاں اس آدمی کے سر پر پڑیں اور وہ سر کے بل ہول سے نیچے آ گرا۔ نیچے آنے والا آدمی سینے پر گولیاں کھا کر پہلے ہی الٹ کر گر چکا تھا۔ جیسے ہی وہ دونوں گرے عمران یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ رکے بغیر تیزی سے سیڑھی کی طرف بڑھا اور مشین پسٹل منہ میں دبا کر رسی کی سیڑھی چڑھتا چلا گیا۔ ہول کے قریب آتے ہی اس نے ایک لمحے کے لئے رک کر باہر کی سن گن لی لیکن شاید وہاں اور کوئی نہیں تھا کیونکہ اوپر سے کسی قسم کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ عمران تیزی سے اوپر آیا اور پھر وہ اچھل کر ہول سے باہر آ گیا۔ اس نے چاروں طرف نظریں گھمائیں لیکن واقعی وہاں کوئی نہیں تھا۔ چنگیز دادا تو پہلے ہی وہاں سے جا چکا تھا۔ اس کے بعد شاید ڈاکٹر کاظم بھی باہر چلا گیا تھا اور اس نے ان دو افراد کو اس کی لاش اٹھا کر لانے کا حکم دیا تھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ کمرے کی ساخت عمران پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ اس نے دو افراد کو ہلاک کرنے کے لئے جو فائرنگ کی تھی اس کی آوازیں باہر نہیں گئی ہوں گی۔

عمران ابھی ادھر ادھر دیکھ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے اسے دروازے کے باہر سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ اچھلا اور پھر تقریباً اُڑتا ہوا دروازے کے پاس پہنچ گیا۔ اس سے پہلے کہ باہر سے آنے والا دروازہ کھول کر اندر آتا عمران دروازے کی سائیڈ دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ڈاکٹر کاظم بڑے اطمینان بھرے انداز میں اندر داخل ہوا۔ اندر آتے ہی وہ اس ہول کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے دروازہ خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔ ہول کے پاس آ کر ڈاکٹر کاظم رکا اور نیچے جھانکنے لگا اور پھر یہ دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا کہ اس نے جن دو افراد کو نیچے عمران کی لاش لانے کے لئے بھیجا تھا وہ اپنے ہی خون میں لت پت پڑے ہوئے ہیں۔

”ارے۔ یہ ساجو اور ماجو کو کیا ہوا“...... ڈاکٹر کاظم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ان دونوں کو خونی فوبیا ہو گیا ہے“...... عمران نے دیوار سے ہٹ کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی آواز سن کر ڈاکٹر کاظم بری طرح سے اچھل پڑا اور تیزی سے اس کی طرف پلٹا اور پھر عمران پر نظر پڑتے ہی اسے ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ خوف کے باعث کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ تم یہاں کیسے آ گئے“...... ڈاکٹر کاظم نے

آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”نیچے میرا آرام کرنے کا موڈ نہیں تھا۔ میں نے اپنی جگہ ان دونوں کو آرام کرنے کا مشورہ دیا اور خود اوپر آ گیا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”لل لل۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نیچے تو بائیو بائن گیس پھیلائی گئی تھی جس سے کوئی بھی جاندار لمحوں میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ کیا تم پر اس گیس کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا“...... ڈاکٹر کاظم نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”کوئی گیس مجھ پر اثر نہیں کرتی البتہ میں ہر گیس پر اثر انداز ہو جاتا ہوں اور گیسیں مجھے بے ہوش کرنے یا ہلاک کرنے کی بجائے خود ہی شرمندہ ہو کر ختم ہو جاتی ہیں“...... عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

”تت۔ تت تو کیا تم نے ساجو اور ماجو کو ہلاک کر دیا ہے“۔ ڈاکٹر کاظم نے کہا۔

”میں نے نہیں۔ میرے مشین پسٹل سے چند گولیاں نکلی تھیں اور وہ دونوں ننھی ننھی سی گولیاں کھا کر ہی ہلاک ہو گئے“۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اب تم کیا چاہتے ہو“...... ڈاکٹر کاظم نے ہکلا کر کہا۔

”تم حسینہ تو ہو نہیں کہ میں کہوں کہ میں تمہیں چاہتا ہوں“۔ عمران نے مسکرا کر کہا تو ڈاکٹر کاظم نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

اسی لمحے تڑتڑاہٹ ہوئی اور عمران کے مشین پسٹل سے گولیاں نکل کر ٹھیک ڈاکٹر کاظم کے پیروں کے پاس پڑیں تو وہ بری طرح سے چیخ کر اچھل پڑا۔ وہ غیر محسوس انداز میں پیچھے ہٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو نانسنس''...... ڈاکٹر کاظم نے چیختے ہوئے کہا۔

''میں نے کچھ نہیں کیا۔ تمہیں حرکت کرتے دیکھ کر مشین پسٹل کو غصہ آ گیا تھا اس لئے اس سے گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی تھی''۔ عمران نے کہا۔

''اگر تمہیں کوڈ باکس کی ضرورت ہے تو بتاؤ۔ میں تمہیں کوڈ باکس لا دیتا ہوں''...... ڈاکٹر کاظم نے کہا۔

''مجھے اصل کوڈ باکس چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''اصل تو میرے پاس نہیں ہے''...... ڈاکٹر کاظم نے کہا۔

''تو کہاں ہے اصل باکس۔ بولو''...... عمران نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔

''میں نہیں جانتا''...... ڈاکٹر کاظم نے کہا۔

''تو کون جانتا ہے۔ چنگیز دادا یا بلیک ڈان''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو بلیک ڈان کا سن کر ڈاکٹر کاظم بری طرح سے اچھل پڑا۔

''بب بب۔ بلیک ڈان۔ کیا مطلب۔ کون بلیک ڈان''......

ڈاکٹر کاظم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہاری اور چنگیز دادا کی ساری باتیں سن لی تھیں۔ مجھے پتہ ہے کہ جسے لارڈ سکندر کہا جاتا ہے وہ انٹرنیشنل کرائم کنگ بلیک ڈان ہے جس نے پاکیشیا کے انڈر ورلڈ پر قبضہ کر رکھا ہے اور تم اسی کرائم کنگ کے لئے کام کرتے ہو۔ بولو۔ یہ درست ہے نا''۔ عمران نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا تو ڈاکٹر کاظم کی آنکھوں میں خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''نن نن۔ نہیں۔ یہ سچ نہیں ہے۔ میں لارڈ سکندر کو تو جانتا ہوں لیکن کرائم کنگ بلیک ڈان کو نہیں جانتا۔ تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے''...... ڈاکٹر کاظم نے کہا۔

''چلو مان لیتا ہوں کہ مجھے غلط فہمی ہوئی ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ لارڈ سکندر نے یہ سارا سیٹ اپ کیوں بنا رکھا ہے۔ ایک نہیں بلکہ دو سیٹ اپ جہاں ہیوی مشینری بھی رکھی گئی ہے اور دو نقلی ڈاکٹر کاظم بھی موجود ہیں۔ یہی نہیں دونوں ڈاکٹروں کے پاس ویسے ہی کوڈ باکسز بھی موجود ہیں جیسا ایکریمیا کی سپیشل لیبارٹری سے چوری کیا گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''یہ سب میں نہیں جانتا۔ میں لارڈ سکندر کا محکوم ہوں۔ وہ مجھے جو حکم دیتا ہے میں اس پر عمل کرتا ہوں اور بس''...... ڈاکٹر کاظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... عمران نے اس کی آنکھوں میں

آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

''میرا نام عبدالصمد ہے۔ میں چند سال پاکیشیا کے معروف سائنس دان ڈاکٹر عبدالمالک کا اسسٹنٹ رہ چکا ہوں۔ مجھ سے ایک چھوٹی سی غلطی سرزد ہوگئی تھی جس کی پاداش میں ڈاکٹر صاحب نے مجھے برطرف کر دیا تھا۔ بعد میں، میں نے نوکری کی تلاش میں بہت ہاتھ پاؤں مارے تھے لیکن میرے لیول کی نوکری مجھے دستیاب ہی نہ ہو رہی تھی۔ پھر لارڈ سکندر نے مجھے اپنے پاس بلا لیا اور انہوں نے مجھے یہ سب کرنے کا کہا تھا۔ مجھے چونکہ نوکری کی اشد ضرورت تھی۔ میری ماں کو بلڈ کینسر تھا جس کے علاج کے لئے مجھے بڑی بڑی رقموں کی ضرورت تھی اور لارڈ سکندر نے مجھے اس کام کو سرانجام دینے کے لئے بھاری معاوضے کی پیشکش کی تھی اس لئے میں نے اس کی پیشکش بغیر کسی حیل و حجت کے مان لی تھی۔ اس نے مجھے یہاں صرف ڈاکٹر کاظم کے روپ میں رہنے کا حکم دیا تھا جس نے ایکریمیا کی سپیشل لیبارٹری سے کوڈ والا کوڈ باکس چوری کیا تھا۔ لارڈ نے کہا تھا کہ وہ چاہتا ہے کہ اگر غیر ملکی ایجنٹ یا پاکیشیائی ایجنسیاں ڈاکٹر کاظم کی تلاش میں آئیں تو میں ان پر یہی ظاہر کروں کہ میں ہی ڈاکٹر کاظم ہوں۔ اگر میں بغیر کسی حیل و حجت کے کوڈ باکس ان کے حوالے کر دوں گا تو وہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے''...... نقلی ڈاکٹر کاظم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ ڈیل تم سے خود لارڈ سکندر نے کی تھی''...... عمران نے

پوچھا۔

''ہاں''...... عبدالصمد نے جواب دیا۔

''کہاں بلایا تھا تمہیں لارڈ سکندر نے''...... عمران نے پوچھا۔

''اپنے لارڈ پیلس میں''...... عبدالصمد نے کہا۔

''لارڈ سکندر نے تمہیں اپنے پاس بلانے کے لئے کسی کو بھیجا تھا یا تمہاری اس سے فون پر بات ہوئی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''لارڈ سکندر نے میرے پاس چنگیز دادا کو ہی بھیجا تھا اور چنگیز دادا ہی مجھے اپنے ساتھ لارڈ پیلس لے گیا تھا اور اس کے بعد اس نے مجھے یہاں پہنچا دیا تھا''...... عبدالصمد نے جواب دیا۔

''کب سے یہاں کام کر رہے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''دو ہفتے سے''...... عبدالصمد نے کہا۔

''تو تمہیں کیسے پتہ چلا کہ لارڈ سکندر اصل میں بلیک ڈان ہے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ میں۔ وہ وہ''...... عبدالصمد نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''بتاؤ۔ ورنہ......'' عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کا سرد لہجہ سن کر عبدالصمد کانپ اٹھا۔

''میں نے حالات کے پیش نظر لارڈ سکندر کی پیشکش تو قبول کر لی تھی اور اس کے حکم پر یہاں آ گیا تھا۔ چنگیز دادا نے میرا میک اپ کیا تھا۔ لیکن دو تین روز یہاں رہنے کے بعد مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ میں ایک ایسے سائنس دان کا رول نبھا رہا ہوں جس

نے ایکریمیا کی سپیشل لیبارٹری سے انتہائی اہم کوڈ باکس چوری کیا ہے اور ڈاکٹر کاظم کو ایکریمین ایجنٹس اور پاکیشیائی ایجنسیاں بھی تلاش کرتی پھر رہی ہیں۔ اگر پاکیشیائی ایجنسیاں مجھ تک پہنچ جاتیں تو میں انہیں کوڈ باکس دے کر مطمئن کر سکتا تھا لیکن یہ سوچ کر میرا خوف سے برا حال ہو جاتا تھا کہ اگر ایکریمین ایجنٹ مجھ تک پہنچ گئے تو وہ مجھ سے کوڈ باکس حاصل کرتے ہی مجھے گولی مار کر ہلاک بھی کر سکتے ہیں۔ میں نے اس خدشے کا کئی بار چنگیز دادا سے اظہار کیا تھا لیکن وہ ہر بار مجھے ڈپٹ دیتا تھا۔ وقت کے ساتھ میرا خوف بڑھتا جا رہا تھا۔ جب میں نے چنگیز دادا سے بات کی تو چنگیز دادا نے بتایا کہ مجھے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں جس انسان کے زیر سایہ کام کر رہا ہوں وہ معمولی آدمی نہیں ہے بلکہ انٹرنیشنل کرائم کنگ، بلیک ڈان ہے۔ بلیک ڈان کا نام سن کر میرے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ چنگیز دادا نے کہا کہ میں اب بلیک ڈان کے لئے کام کرتا ہوں اور اگر میں نے غلطی سے بھی اس کے لئے کام کرنے سے انکار کیا تو بلیک ڈان نہ صرف مجھے بلکہ میرے سارے خاندان کو ہلاک کر دے گا۔ میرے لئے بلیک ڈان کا نام ہی کافی تھا اس لئے اب میں چاہتا یا نہ چاہتا مجھے اس کے لئے کام کرنا تھا''...... عبدالصمد نے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ چنگیز دادا جانتا ہے کہ لارڈ سکندر، بلیک ڈان ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''ہاں۔ وہ خود کو بلیک ڈان کا رائٹ ہینڈ کہتا ہے۔ ایک مرتبہ باتوں باتوں میں اس نے خود ہی مجھے بتایا تھا کہ بلیک ڈان کے ہزاروں روپ ہیں اور وہ جو بھی روپ بدلتا ہے اسے ضرور بتا دیتا ہے تاکہ ضرورت کے تحت اس سے کام لے سکے۔ اس کے علاوہ چنگیز دادا کو اس بات کا بھی علم ہوتا ہے کہ بلیک ڈان روپ بدل کر کس ٹھکانے پر موجود ہو سکتا ہے تاکہ وہ براہ راست اس تک پہنچ سکے''...... عبدالصمد نے کہا۔

''گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ چنگیز دادا واقعی کام کا آدمی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''وہ بظاہر عام سا غنڈہ دکھائی دیتا ہے لیکن اس کے چہرے کے پیچھے انتہائی خونخوار بھیڑیا چھپا ہوا ہے جو انسانی خون کا پیاسا رہتا ہے''...... عبدالصمد نے کہا۔

''میں اسے بھیڑ بنا دوں گا پھر وہ خون نہیں دودھ پیا کرے گا وہ بھی بوتل سے''...... عمران نے کہا۔

''ہو سکے تو مجھے بھی ان کے چنگل سے آزاد کرا دیں۔ میں یہاں ہر وقت موت کی سولی پر لٹکا رہتا ہوں''...... عبدالصمد نے کہا۔

''دولت کے لالچ میں آ کر تم نے خود اپنے پیروں پر کلہاڑی ماری ہے۔ اب کس بات کا ڈر ہے تمہیں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''میں نے بتایا تو ہے میں مجبور تھا۔ میرے پاس کوئی نوکری نہیں تھی اور میری والدہ کو ہر ماہ فریش بلڈ کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے لئے مجھے ہر ماہ بڑی رقم کی ضرورت پڑتی ہے''۔ عبدالصمد نے کہا۔

''کتنا معاوضہ ملا تھا تمہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''بیس لاکھ''...... عبدالصمد نے کہا۔

''یہاں جو مشینیں اور کمپیوٹر ہیں ان سے کیا کام لیا جا رہا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔ سادہ سی مشینیں اور عام سے کمپیوٹر ہیں جن سے اردگرد کے علاقے کی چیکنگ ہی کی جا سکتی ہے اور کچھ بھی نہیں''۔ عبدالصمد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تم یہاں سے نکلنا چاہتے ہو تو نکل جاؤ۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم اپنے خاندان کے ساتھ کسی ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں بلیک ڈان تمہیں تلاش نہ کر سکے اور یہ کام تم جتنی جلدی کر لو گے تمہارے لئے اچھا ہو گا''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اپنے پرانے قصبے میں شفٹ ہو جاؤں گا۔ وہاں کوئی نہیں پہنچ سکے گا۔ ابھی میرے پاس خاصی رقم ہے میں اس سے کام چلا سکتا ہوں''...... عبدالصمد نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی اور خفیہ راستہ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ ایک ہی راستہ ہے جہاں سے چنگیز دادا آپ کو یہاں لایا تھا''...... عبدالصمد نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں باہر جا کر چنگیز دادا اور اس کے مسلح ساتھیوں سے نپٹتا ہوں۔ جب ان کا خاتمہ ہو جائے گا تب تم یہاں سے نکل جانا اور یہاں جتنے افراد ہیں ان سب کو بھی ساتھ لے جانا''۔ عمران نے کہا تو عبدالصمد کے چہرے پر مسرت اور اس کے لئے تشکر کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ عمران چند لمحے وہاں کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر وہ عبدالصمد کو وہیں چھوڑ کر تیزی سے اس راستے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں سے وہ چنگیز دادا کے ساتھ اس خفیہ ٹھکانے کی طرف آیا تھا۔ ابھی وہ کچھ ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک اسے باہر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ فائرنگ کی آوازوں کے ساتھ ہی اسے سرنگ میں کسی کے دوڑتے ہوئے تیز قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو عمران فوراً سائیڈ کی دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک اسے سامنے سے چنگیز دادا دوڑ کر اس طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ چنگیز دادا کو اس طرف آتے دیکھ کر عمران چونک پڑا۔ چنگیز دادا بے حد گھبرایا ہوا تھا۔ وہ جیسے ہی دوڑتا ہوا نزدیک آیا عمران اچھل کر یکلخت اس کے سامنے آ گیا۔ اسے دیکھ کر چنگیز دادا ٹھٹھک گیا اور اس کا رنگ

اُڑتا چلا گیا۔

''تت۔ تت۔ تم زندہ ہو''...... چنگیز دادا نے عمران کو دیکھ کر آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں عمران کا بھوت ہوں۔ عمران کو تو تم نے تہہ خانے میں گرا کر زہریلی گیس سے ہلاک کر دیا ہے''...... عمران نے آواز بگاڑ کر کہا۔ عمران کی بات سن کر اس کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا اور وہ پلٹ کر واپس بھاگنے ہی لگا تھا کہ عمران تیز رفتار چیتے کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے چنگیز دادا چیختا ہوا الٹ کر زمین پر گرتا چلا گیا۔ عمران نے اسے پکڑ کر اس کے پہلوؤں میں ہاتھ ڈال کر اسے ہوا میں گھماتے ہوئے نیچے پٹخا تھا۔ اس سے پہلے کہ چنگیز دادا اٹھتا عمران نے اپنا ایک پیر چنگیز دادا کی گردن پر رکھ دیا۔ چنگیز دادا نے عمران کی پنڈلیوں پر وار کر کے عمران کا پیر اپنی گردن سے ہٹانا چاہا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ ہاتھ پاؤں مارتا ہوا حلق کے بل چیخنے لگا۔ عمران نے بوٹ کی ٹو اس کی گردن کی ایک مخصوص رگ پر رکھ کر نہ صرف اس کی رگ دبا دی تھی بلکہ بوٹ کی ٹو اس رگ پر گھما دی تھی۔ چنگیز دادا یوں تڑپنے لگا جیسے ذبح کیا ہوا مرغ تڑپتا ہے۔ اسی لمحے عمران کو سرنگ میں ایک بار پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اس بار دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں زیادہ تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کئی افراد دوڑتے ہوئے اندر آ رہے ہوں۔ عمران نے چنگیز دادا کی گردن کی رگ کو بوٹ کی

ٹو سے مخصوص انداز میں مسلا تو چنگیز دادا کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔ وہ ایک لمحے میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ جیسے ہی وہ بے ہوش ہوا۔ عمران نے اس کی گردن سے پاؤں ہٹا کر اسے جھپٹ کر اٹھایا اور اسے کاندھے پر ڈال کر سائیڈ کی دیوار کی طرف لپکا۔

''جلدی کرو۔ وہ اس طرف بھاگا ہے''...... ایک لڑکی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

جیسے ہی ڈینی نے اپنے ساتھیوں کو جولیا اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ کا حکم دیا۔ اسی لمحے صفدر اور اس کے ساتھیوں نے جیبوں سے انتہائی تیزی سے ریوالور نکالے اور پھر اس سے پہلے کہ ڈینی اور اس کے ساتھی ان پر فائرنگ کرتے انہوں نے ان پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ چونکہ جولیا اور اس کے ساتھیوں سے ڈینی نے پہلے مشین پسٹل نیچے گرا لئے تھے اس لئے وہ مطمئن تھا کہ ان کے پاس مزید کوئی اسلحہ نہیں ہے اس لئے اس نے کسی کو ان کی تلاشی لینے کا نہیں کہا تھا جبکہ ان کے پاس سائنسی اسلحہ اور ریوالور بھی موجود تھے۔ جس کا انہوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا تھا اور ڈینی اور اس کے ساتھیوں کو سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ ملا تھا۔

ڈینی اور اس کے ساتھی چونکہ بالکل ان کے سامنے کھڑے تھے اس لئے انہوں نے جیبوں سے ریوالور نکالتے ہی پر فائرنگ کر دی تھی جس کے نتیجے میں وہ سب چیختے ہوئے گرے اور چند لمحے

تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے تھے۔

چنگیز دادا نے جب ان کی جگہ اپنے ساتھیوں کو گولیوں کا نشانہ بنتے دیکھا تو وہ بوکھلا گیا۔ وہ فوراً مڑا اور تیزی سے کھلے ہوئے دہانے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

''دیکھو ان سب کو۔ سب کے سب ہلاک ہوئے ہیں یا نہیں''...... جولیا نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل سر ہلا کر ڈینی اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھے اور انہیں چیک کرنے لگے۔ وہ سب ہلاک ہو چکے تھے۔

''ان میں کوئی بھی زندہ نہیں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے آؤ۔ ہم نیچے چلتے ہیں۔ چنگیز دادا نیچے کی طرف بھاگا ہے۔ ہمیں جلد سے جلد اسے پکڑنا ہے''...... جولیا نے کہا اور تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھی اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتی چلی گئی۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے سیڑھیاں اترنے لگے۔ نیچے اترتے ہی وہ ایک سرنگ میں آ گئے۔ سرنگ دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ تھوڑی دور جا کر انہیں سرنگ ایک طرف مڑتی ہوئی دکھائی دی۔

''جلدی کرو۔ وہ اس طرف بھاگا ہے''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا تو وہ تیزی سے اس طرف دوڑ پڑے۔ ابھی وہ سرنگ مڑے ہی تھے کہ اچانک ان کے سامنے ایک آدمی اچھل کر آ گیا۔ اس آدمی کو دیکھ کر وہ سب یکلخت ٹھٹھک گئے۔ یہ عمران تھا جس کے

کاندھے پر چنگیز دادا لدا ہوا تھا۔ چنگیز دادا ساکت تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ بے ہوش ہے۔

''عمران صاحب آپ یہاں۔ چنگیز دادا نے تو کہا تھا کہ اس نے آپ کو ہلاک کر دیا ہے''...... صفدر نے عمران کو دیکھ کر حیرت اور خوشی سے ملے جلے لہجے میں کہا۔ عمران کو دیکھ کر جولیا اور اس کے باقی ساتھیوں کے چہرے بھی کھل اٹھے تھے۔

''افسوس کہ تنویر کی خواہش پوری نہ ہوسکی''۔ عمران نے کہا۔

''تنویر کی خواہش۔ کیا مطلب''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''یہ میرا رقیب روسفید ہے اور ظاہر ہے یہ یہی چاہتا ہوگا کہ کسی طرح میں اس کے راستے سے ہٹ جاؤں اور اس کا راستہ صاف ہو جائے۔ لیکن افسوس کہ چنگیز دادا اور نقلی ڈاکٹر کاظم نے اس کے ارمانوں پر پانی پھیر دیا ہے اور میں موت کے منہ سے زندہ بچ کر نکل آیا ہوں''...... عمران کی زبان چل پڑی تو بھلا رکنے کا نام کیسے لے سکتی تھی۔

''یہ سب تمہارے دماغ کی اختراع ہے۔ میں ایسا کچھ نہیں چاہتا''...... تنویر کے منہ بنا کر کہا۔

''تو کیا چاہتے ہو وہی بتا دو''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''کچھ نہیں''...... تنویر نے اسی انداز میں کہا۔ وہ عمران سے بحث نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران سے بحث کرنا

اسے مہنگا پڑ سکتا تھا۔ عمران سے باتوں میں جیتنا اس کے لئے آسان نہیں تھا۔

''یہ کیا بات ہوئی۔ آخر کچھ نہ کچھ تو تمہارے دل میں ہوگا۔ اگر سب کی موجودگی میں بتانے میں شرم آتی ہے تو جولیا کے کان میں کہہ دو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو جولیا اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

''میرے کان میں کیوں''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تمہارے کان میں یہ نجانے کیا کہے لیکن اگر میں نے اسے اپنے کان میں کچھ کہنے کے لئے کہا تو اس نے فوراً میرا کان کاٹ کھانا ہے''...... عمران نے معصومیت سے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''ہم چنگیز دادا کے پیچھے آئے تھے۔ اچھا ہوا ہے جو آپ نے اسے قابو کر لیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔ جو ان کے ساتھ ہی موجود تھا۔

''ہاں۔ یہ بہت کائیاں آدمی ہے۔ اسے قابو کرنا ضروری تھا''۔ عمران نے کہا۔

''اس نے بتایا تھا کہ یہ سیٹ اپ بھی اسی کا بنایا ہوا ہے اور یہاں جو ڈاکٹر کاظم موجود ہے وہ بھی پہلے ڈاکٹر کاظم کی طرح اصل ڈاکٹر کاظم نہیں ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ سارا چکر لارڈ سکندر کا چلایا ہوا ہے جو اصل میں کرائم کنگ

بلیک ڈان ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اس نے بلیک ڈان کے بارے میں بھی ہمیں بتایا ہے اور اس نے یہ بھی کہا تھا کہ یہاں دو نہیں بلکہ تین سیٹ اپ ہیں۔ تیسرے سیٹ اپ میں بھی ڈاکٹر کاظم اصل نہیں ہے۔ یہ سب اس نے غیر ملکی ایجنٹوں اور پاکیشیائی ایجنسیوں کو دھوکہ دینے کے لئے بنائے ہیں تاکہ وہ اصل ڈاکٹر کاظم اور اس کے پاس موجود کوڈ باکس کو بچا سکیں''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ چنگیز دادا واقعی انتہائی ذہین اور شاطر انسان ہے۔ اس نے ہمیں جو باتیں بتائی ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بلیک ڈان کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ اصل ڈاکٹر کاظم کہاں موجود ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ اس کے بارے میں نقلی ڈاکٹر کاظم نے بھی مجھے کچھ ایسی ہی باتیں بتائی ہیں اسی لئے تو میں نے اسے قابو کیا ہے تاکہ اس سے بلیک ڈان اور ڈاکٹر کاظم کے بارے میں اگلوا سکوں''۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''یہ بلیک ڈان تو واقعی بے حد چالاک ثابت ہوا ہے۔ اس نے یہاں تین نقلی ڈاکٹر کاظم رکھے ہوئے ہیں۔ اس نے ہمیں بھی ڈاج دینے کی کوشش کی تھی۔ اس کے پاس سر سلطان گئے تھے جنہوں نے اسے بتا دیا تھا کہ تم ایکسٹو کے نمائندہ خاص ہو اس کے باوجود اس نے تمہیں دھوکہ دیا اور تمہیں اصل ڈاکٹر کاظم تک پہنچانے کی

بجائے یہاں پہنچا دیا تاکہ تم نقلی ڈاکٹر کاظم سے مل کر مطمئن ہو جاؤ اور اس سے نقلی کوڈ باکس لے کر واپس چلے جاؤ''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ اس نے کھیل اچھا کھیلا تھا لیکن وہ شاید یہ بھول گیا تھا کہ وہ جس اسکول میں پڑھ رہا ہے میں اس کا ہیڈ ماسٹر رہ چکا ہوں''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''ان سب باتوں سے ایسا لگ رہا ہے کہ بلیک ڈان نے ڈاکٹر کاظم کو پاکیشیا کے مفاد کے لئے کوڈ باکس چوری کرنے کا نہیں کہا تھا بلکہ اس کے پیچھے اس کا کوئی اور ہی مقصد ہے''...... صفدر نے کہا۔

''مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے''...... جولیا نے صفدر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''ہوسکتا ہے''...... عمران نے مبہم سے انداز میں کہا۔

''اس میں ہوسکتا ہے والی کون سی بات ہے۔ اگر اس نے ڈاکٹر کاظم سے پاکیشیا کے مفاد کے لئے یہ کام کرایا ہوتا تو وہ اب تک ڈاکٹر کاظم اور کوڈ باکس کو حکومت کے حوالے کر چکا ہوتا لیکن اس نے سر سلطان جیسے معزز حکومتی نمائندے کو بھی ڈاج دیا ہے اس سے تو یہی واضح ہوتا ہے کہ اس کے ارادے نیک نہیں ہیں اور وہ ڈاکٹر کاظم کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر کاظم اس بات سے انجان ہو کہ لارڈ سکندر، بلیک ڈان ہے۔ وہ اس کے کہنے پر پاکیشیا آ تو گیا ہو لیکن بلیک ڈان نے اسے قید کر لیا ہو تا کہ اس سے کوڈ باکس حاصل کر کے اس کا ایکریمیا یا کسی اور ملک سے سودا کر سکے۔ بلیک ڈان جیسے لوگ اپنی دولت کو تگنا چوگنا کرنے کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہ بھی تو ممکن ہے کہ بلیک ڈان غیر ملکی ایجنٹ ہو اور اس نے اپنے ملک کے مفاد کے لئے ڈاکٹر کاظم کو بلایا ہو اور اس سے کوڈ باکس لے کر ڈاکٹر کاظم کو ہلاک کر دیا ہو اور کوڈ باکس اپنے ملک بھیج دیا ہو''...... تنویر نے کہا۔

''لیکن وہ کس ملک کا ایجنٹ ہو سکتا ہے''۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''وہ انڈر ورلڈ کا کنگ ہے۔ اس کا کسی بھی ملک سے تعلق ہو سکتا ہے۔ کافرستان سے بھی اور کسی دوسرے ملک سے بھی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ یہودی ہو اور اس کا تعلق اسرائیل سے ہو''۔ تنویر نے کہا۔

''ہونے کو بہت کچھ ہو سکتا ہے لیکن اس بات کا پتہ تب چلے گا جب ہم اس تک پہنچیں گے اور اس تک پہنچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے''...... عمران نے کہا۔

''تمہارا اشارہ شاید چنگیز دادا کی طرف ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میں اشاروں کی زبان میں بات نہیں کرتا۔ مجھے اگر اشاروں کی زبان میں بات کرنی آتی ہوتی تو اب تک اشاروں اشاروں میں تمہیں میں نجانے کیا کیا کہہ چکا ہوتا''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''تم پھر پٹڑی سے اتر رہے ہو''...... جولیا نے آنکھیں نکال کر کہا۔

''میں پٹڑی پر چڑھا ہی کب تھا''...... عمران نے کہا۔

''اسے ہوش میں لاؤ اور پوچھو کہ بلیک ڈان اور اصل ڈاکٹر کاظم کہاں ہیں''...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

''اگر اس نے نہ بتایا تو''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''اسے میرے حوالے کر دو۔ پھر دیکھنا یہ کیسے نہیں بتاتا''۔ تنویر نے غرا کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ لو''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے بڑے اطمینان سے چنگیز دادا کو تنویر کے سامنے زمین پر ڈال دیا۔

''کیا اندر سب ٹھیک ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''فی الحال تو ٹھیک ہے۔ جب تک تنویر اس سے کچھ اگلوا نہیں لیتا تب تک تم اندر چلے جاؤ اور اگر تمہیں کوئی گڑبڑ کرتا دکھائی دے تو اس کے سر پر جوتے لگا دینا''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

''میں سمجھ گیا۔ آپ چاہتے ہیں کہ ہم اندر جا کر اندر موجود

افراد پر نظر رکھیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سمجھ دار کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ کچھ لوگ ہیں جو اشاروں کی زبان نہیں سمجھتے اور ایسے لوگ ناسمجھ ہی ہوتے ہیں۔ کیوں تنویر''...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے جبکہ تنویر اسے گھور کر رہ گیا۔ ظاہر ہے عمران کا اشارہ اسی کی طرف تھا۔

''حیرت ہے۔ میری اس بات کا اشارہ یہ آسانی سے سمجھ گیا ہے۔ اسی لئے مجھے ایسی نظروں سے گھور رہا ہے۔ جیسے یہ بھی اشاروں کی زبان سمجھتا ہے''...... عمران نے کہا تو ان کی ہنسی تیز ہو گئی۔

''آئیں مس جولیا۔ ہم اندر موجود افراد کی نگرانی کرتے ہیں۔ تنویر خود ہی چنگیز دادا کی زبان کھلوا لے گا''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ اندرونی حصے کی طرف بڑھے۔ عمران وہیں رک گیا۔ عمران نے ٹائیگر کو بھی وہیں رکنے کا کہا تھا۔

''تم دونوں نہیں آؤ گے ساتھ''...... جولیا نے عمران اور ٹائیگر کو رکے دیکھ کر پوچھا۔

''اپنے ساتھ اتنے باڈی گارڈز لے جا رہی ہو۔ اگر اکیلی ہوتی تو میں چل پڑتا تمہارے ساتھ''...... عمران نے کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ اس نے سر جھٹکا اور اپنے ساتھیوں کے

ساتھ آگے بڑھ گئی۔

''میں اسے ہوش میں لاؤں''...... تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ظاہر ہے۔ جب تک یہ ہوش میں نہیں آئے گا تو زبان کیسے کھولے گا''...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا۔ عمران نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر باریک ڈوری جیسی رسی کا بنڈل نکالا اور تنویر کی طرف اچھال دیا۔ تنویر نے بنڈل ہوا میں دبوچا اور پھر چنگیز دادا پر جھک گیا۔ اس نے چنگیز دادا کو الٹا کر اس کے دونوں ہاتھ اس ڈوری سے اس کی پشت پر باندھ دیئے اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے چنگیز دادا کو سیدھا کر دیا۔

''اس کے پاؤں بھی باندھ دو''...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور بچی ہوئی ڈوری سے چنگیز دادا کے پاؤں باندھنے لگا۔

''ٹائیگر''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے گرے کے پاس جا کر اس کی زبان کھلوانے کے لئے کسی نئے طریقے کی بات کی تھی''...... عمران نے کہا تو تنویر چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگا۔

''نیا طریقہ۔ کیا مطلب''...... تنویر نے چونک کر کہا۔

''یس باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو وہ طریقہ میں چنگیز دادا پر

بھی آزما سکتا ہوں“...... ٹائیگر نے کہا۔

”نہیں۔ چنگیز دادا کی زبان تنویر کھلوائے گا۔ تم اسے اپنے طریقے کی تفصیل بتا دو“...... عمران نے کہا۔

”یس باس“...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ تنویر کو اس نئے طریقے کے بارے میں بتانے لگا جس کے تحت اس کے خیال کے مطابق سخت سے سخت جان اور انتہائی طاقتور آدمی کی بھی زبان آسانی سے کھلوائی جا سکتی تھی۔

”گڈ شو۔ واقعی بڑا جاندار طریقہ ہے۔ ٹھیک ہے میں اس پر یہی طریقہ آزماؤں گا“...... ٹائیگر کی بات سن کر تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے جیب سے ایک باریک دھار والا خنجر نکالا اور چنگیز دادا کے قریب رکھ دیا پھر اس نے اپنا ایک ہاتھ چنگیز دادا کے منہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا ناک پکڑ لیا۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی چنگیز دادا کا دم گھٹا تو اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس کے جسم میں حرکت ہوتے دیکھ کر تنویر نے فوراً اس کے ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا لئے۔ تھوڑی ہی دیر میں چنگیز دادا کو ہوش آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے بندھے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے۔ تم نے مجھے اس طرح کیوں باندھا ہے“...... ہوش میں آتے ہی چنگیز دادا نے بری طرح

سے چیختے ہوئے کہا۔ اپنے سر پر عمران اور اس کے دو ساتھیوں کو کھڑے دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔

”چنگیز دادا۔ میری طرف دیکھو“...... تنویر نے چنگیز دادا سے مخاطب ہو کر انتہائی سرد لہجے میں کہا تو چنگیز دادا خوف بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ تنویر نے خنجر اٹھایا اور اس کی آنکھوں کے سامنے لہرانے لگا۔

”یہ خنجر دیکھ رہے ہو“...... تنویر نے کہا۔

”ہاں۔ لل۔ لل۔ لیکن تم مجھے خنجر کیوں دکھا رہے ہو“...... چنگیز دادا نے اسی انداز میں کہا۔ تنویر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے خنجر والا ہاتھ بلند کیا اور پھر اس نے خنجر پوری قوت سے چنگیز دادا کے دائیں کاندھے میں اتار دیا۔ اس نے چونکہ خنجر پوری قوت سے مارا تھا اس لئے خنجر دستے تک چنگیز دادا کے کاندھے میں گھس گیا تھا اور ماحول یکلخت چنگیز دادا کی دلدوز چیخوں سے گونج اٹھا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو نانسنس“...... چنگیز دادا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”تمہاری زبان کھلوانے کا انتظام“...... تنویر نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس نے خنجر کا دستہ پکڑا اور اسے دائیں بائیں زور زور سے حرکت دینے لگا۔ ایسا کرنے سے نہ صرف چنگیز دادا کا کاندھا کٹتا جا رہا تھا بلکہ خنجر کی نوک اس کے

کاندھے کی ہڈی میں بھی اترتی جا رہی تھی اور خنجر کی نوک ہڈی میں اترنے کی اذیت چنگیز دادا کے لئے انتہائی ہولناک تھی۔ وہ دھاڑتے ہوئے انداز میں چیخ رہا تھا۔ تنویر نے اچانک خنجر کے دستے پر ہتھیلی ماری تو چنگیز دادا کی چیخیں اور تیز ہو گئیں اور اس کا جسم بری طرح سے کانپنے اور اینٹھنے لگا جیسے اس کے جسم سے روح نکل رہی ہو۔

''بس کرو۔ فار گاڈ سیک بس کرو۔ یہ انتہائی ہولناک عذاب ہے۔ میں یہ عذاب نہیں سہہ سکتا۔ بس کرو''...... چنگیز دادا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو تنویر نے ایک بار پھر خنجر کے دستے پر مخصوص انداز میں ہتھیلی کی ضرب لگائی۔ چنگیز دادا کے حلق سے تیز چیخ نکلی اور وہ یکلخت ساکت ہو گیا۔

''ہونہہ۔ یہ تو تھوڑی سی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکا ہے۔ ابھی تو میں نے اس کے ایک کاندھے کی ہڈی میں خنجر کی نوک ہی گھسائی ہے اور یہ ابھی سے ہی بے ہوش ہو گیا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پوری قوت سے چنگیز دادا کے منہ پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چند تھپڑ کھانے کے بعد چنگیز دادا کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور وہ ہوش میں آ گیا۔

''آخر تم مجھ پر اس قدر ظلم کیوں کر رہے ہو''...... چنگیز دادا نے ہوش میں آتے ہی بری طرح سے دائیں بائیں سر مارتے ہوئے کہا۔

''تمہاری زبان کھلوانے کے لئے''...... تنویر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا اگلوانا چاہتے ہو تم مجھ سے''...... چنگیز دادا نے اسی انداز میں کہا۔

''بلیک ڈان اور ڈاکٹر کاظم کہاں ہیں''...... تنویر نے کہا تو چنگیز دادا ایک لمحے کے لئے چونک کر حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا پھر اس کا منہ بن گیا۔

''میں نہیں جانتا''...... چنگیز دادا نے کہا تو تنویر کا ہاتھ اٹھا اور اس نے زور سے ہاتھ خنجر کے دستے پر مارا۔ چنگیز دادا کے حلق سے ایک بار پھر ہولناک چیخ نکلی اور وہ بری طرح سے کانپنے لگا۔

''بولو۔ جلدی۔ ورنہ میں خنجر کو تمہارے جسم کی مختلف ہڈیوں میں گھساتا رہوں گا اور تم اسی طرح ہولناک عذاب سے دوچار ہوتے رہو گے''...... تنویر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں بلیک ڈان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اور نہ ہی مجھے اس بات کا علم ہے کہ اصل ڈاکٹر کاظم کہاں ہے''...... چنگیز دادا نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے سرخ ہو گیا تھا اور اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آ گریں گی۔

''نہیں۔ نہیں۔ بس کرو۔ اس خنجر کو میرے کاندھے سے نکال

لو۔ خنجر نے میرے کاندھے کی ہڈی بری طرح سے توڑ دی ہے۔ یہ خوفناک اذیت ہے۔ انتہائی خوفناک‘‘...... چنگیز دادا نے چیختے ہوئے کہا۔

’’تو بتاؤ جو تم سے پوچھا جا رہا ہے‘‘...... تنویر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

’’بب بب۔ بتاتا ہوں۔ پہلے تم اس خنجر کو میرے کاندھے سے نکالو‘‘...... چنگیز دادا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’نہیں۔ پہلے تم بولو گے۔ اس کے بعد ہی یہ خنجر تمہارے کاندھے کی ہڈی سے باہر آئے گا ورنہ نہیں‘‘...... تنویر نے اسی انداز میں کہا اور اس نے ایک بار پھر دستے پر ہتھیلی ماری تو چنگیز دادا ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔

’’لارڈ سکندر ہی اصل بلیک ڈان ہے‘‘...... اس نے چیختے ہوئے کہا تو تنویر کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

’’وہ کہاں رہتا ہے‘‘...... تنویر نے پوچھا۔

’’وہ اپنے لارڈ پیلس میں ہی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس کے بے شمار ٹھکانے ہیں۔ جب بھی وہ کسی مشکل میں ہوتا ہے تو پھر وہ اپنا روپ اور نام بدل کر دوسرے ٹھکانے میں منتقل ہو جاتا ہے‘‘۔ چنگیز دادا نے کہا۔ تکلیف کی وجہ سے اس کی دماغی حالت انتہائی ابتر ہو گئی تھی اور جس طرح سے اس کا جسم کانپ رہا تھا اس سے تنویر کو یہ اندازہ لگانا مشکل نہ ہو رہا تھا کہ اس کی قوت ارادی

دم توڑ چکی ہے اسی لئے اس نے اس کے سوال کا صحیح جواب دیا تھا۔

’’اب وہ کس ٹھکانے پر ہے اور کس نام سے موجود ہے‘‘...... تنویر نے پوچھا۔

’’جب لارڈ سکندر کے پاس سیکرٹری خارجہ اور عمران صاحب آئے تھے تو لارڈ سکندر کو محسوس ہوا کہ اب اس کا راز جلد کھل جائے گا اس لئے مجھے عمران صاحب کے ساتھ یہاں بھیج کر وہ فوری طور پر سپریم ہاؤس میں چلا گیا تھا۔ سپریم ہاؤس میں وہ سیٹھ باقر کے نام سے پہچانا جاتا ہے جو پاکیشیا کا ایک نامور اور انتہائی دولت مند بزنس مین ہیں‘‘...... چنگیز دادا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’گڈ۔ اب بتاؤ کہ سیٹھ باقر یا بلیک ڈان نے ڈاکٹر کاظم کو کہاں چھپا رکھا ہے اور اس کا ڈاکٹر کاظم کو اس طرح کوڈ باکس کے ساتھ چھپا کر رکھنے کا مقصد کیا ہے‘‘...... تنویر نے پوچھا۔

’’یہ سب میں نہیں جانتا۔ ڈاکٹر کاظم کو بلیک ڈان نے یہاں کیوں بلایا تھا اور اس نے اسے کہاں چھپایا ہے یہ بات اس نے مجھے بھی نہیں بتائی تھی البتہ میں یہ بتا سکتا ہوں کہ بلیک ڈان نے ڈاکٹر کاظم کو ہم میں سے کسی کے سپرد نہیں کیا تھا بلکہ وہ ڈاکٹر کاظم کو اپنے ساتھ کسی نامعلوم خفیہ جگہ لے گیا تھا اس کے بعد ڈاکٹر کاظم کا کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ بلیک ڈان نے اسے کہاں لے جا

کر رکھا ہے۔ وہ زندہ بھی ہے یا نہیں“...... چنگیز دادا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چنگیز دادا کے لہجے سے اسے بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ تنویر نے ہاتھ اٹھا کر ایک بار پھر ہتھیلی کی ضرب اس کے کاندھے میں گڑے ہوئے خنجر کے دستے پر مارنی چاہی۔

”رک جاؤ۔ یہ سچ بول رہا ہے“...... عمران نے کہا تو تنویر کا ہاتھ وہیں رک گیا۔

”کیا تم ہمیں بلیک ڈان تک پہنچا سکتے ہو“...... تنویر نے چنگیز دادا سے مخاطب ہو کر پوچھا لیکن اس بار چنگیز دادا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی آنکھیں اور منہ کھلا ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے تکلیف برداشت کرنے کے لئے اس نے اپنا جسم ساکت کر لیا ہو۔

”چھوڑ دو اسے۔ یہ ہلاک ہو چکا ہے“...... عمران نے کہا تو تنویر چونک پڑا۔

”اتنی جلدی۔ ابھی تو یہ ٹھیک ٹھاک باتیں کر رہا تھا“...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے اس کے کاندھے کی ہڈی میں خنجر کی نوک ضرورت سے زیادہ گھسا دی ہے اور میں دیکھ رہا ہوں تم نے اس کے کاندھے میں جہاں خنجر گاڑا ہے وہاں سے برین کو خون سپلائی کرنے والی ایک خاص رگ گزرتی ہے جو شاید اس خنجر سے کٹ

چکی ہے۔ اس کے دماغ کو خون کی روانی منقطع ہو گئی ہے۔ جب تک اس کے دماغ میں خون جاتا رہا یہ بولتا رہا اب اس رگ سے خون اس کے دماغ میں پہنچنا بند ہو گیا ہے اس لئے یہ ہلاک ہو گیا ہے“۔ عمران نے کہا تو تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”اب کیا کرنا ہے“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ شاید چنگیز دادا کی اس طرح اچانک اور غیر متوقع ہلاکت نے اسے جھلاہٹ میں مبتلا کر دیا تھا۔

”کرنا کیا ہے۔ ہمیں بلیک ڈان کے ٹھکانے کا علم ہو گیا ہے۔ اب ہم سیدھا وہاں جائیں گے اور بلیک ڈان نے جہاں بھی ڈاکٹر کاظم کو چھپا کر رکھا ہو گا اس سے اگلوا کر ڈاکٹر کاظم تک پہنچیں گے“...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور کارٹر اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر سوچ و بچار کے گہرے تاثرات تھے۔ سامنے کرسی پر لیزا بیٹھی ہوئی تھی۔ کارٹر کو اندر آتے دیکھ کر چونک پڑی۔

''کیا ہوا۔ تمہارے چہرے پر بارہ کیوں بجے ہوئے ہیں''۔ لیزا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکر کرو کہ میرے چہرے پر بارہ ہی بجے ہیں۔ اگر وقت زیادہ ہو گیا ہوتا تو تمہیں میرا چہرہ بھیانک اور انتہائی خوفناک نظر آتا اور مجھے دیکھتے ہی تم نے یہاں سے بھاگ جانا تھا''...... کارٹر نے چونک کر اور پھر اچانک خود کو سنبھالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اس کی مسکراہٹ دھیمی سی تھی۔ وہ شاید اس مسکراہٹ کے پیچھے اپنی پریشانی اور جھلاہٹ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن لیزا ایک تربیت یافتہ لیڈی ایجنٹ تھی اس سے بھلا یہ تاثرات کیسے چھپ سکتے تھے۔

''مذاق مت کرو اور مجھے بتاؤ کہ کیا معاملہ ہے۔ تم سائفن سے بات کرنے گئے تھے۔ ہوئی اس سے بات۔ اگر ہوئی ہے تو کیا کہا ہے اس نے''...... لیزا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تو کارٹر ایک طویل سانس لیتا ہوا اس کے سامنے صوفے پر آ کر بیٹھ گیا۔

''بہت تیز نظریں ہیں تمہاری۔ تم سے کچھ چھپانا واقعی ناممکن ہے''...... کارٹر نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں تیز نظروں کی مالک ہوں اور تم شاید بھول رہے ہو کہ میں چہرہ شناس بھی ہوں۔ مجھ سے کوئی لاکھ کچھ چھپانے کی کوشش کرے لیکن چھپا نہیں سکتا''...... لیزا نے کہا۔

''ہاں۔ میں شاید یہ بات بھول گیا تھا''...... کارٹر نے پھر مسکرا کر کہا۔

''اب مجھے گول گول مت گھماؤ۔ بتاؤ کیا ہوا ہے''...... لیزا نے منہ بنا کر کہا۔

''بلیک ڈان کو جانتی ہو''...... کارٹر نے کہا۔

''بلیک ڈان۔ کیا مطلب۔ کون ہے یہ''...... لیزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا پھر وہ یکلخت اچھل پڑی اور اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات گہرے ہوتے چلے گئے۔

''تم اس انٹرنیشنل اسمگلر بلیک ڈان کی بات تو نہیں کر رہے جو انڈر ورلڈ کا کنگ ہے اور پوری دنیا کے لئے ہوا بنا ہوا ہے اور دنیا

میں شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو گا جو اس کی اصلیت جانتا ہو گا۔ وہ ہمیشہ گمنام اور انڈر گراؤنڈ ہی رہتا ہے''...... لیزا نے کہا۔

''ہاں۔ میں اسی بلیک ڈان کی بات کر رہا ہوں''...... کارٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اس کے بارے میں بہت کچھ سنا ہے لیکن افسوس کہ میں بھی یہ نہیں جانتی کہ بلیک ڈان اصل میں ہے کون اور اس کا اصل نام کیا ہے''...... لیزا نے کہا۔

''اس کے بے شمار نام اور روپ ہیں۔ وہ وقت کے ساتھ اپنا نام اور میک اپ تبدیل کرتا رہتا ہے اور ہر بار ایک نئے انداز اور نئے روپ میں ہی سامنے آتا ہے۔ اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ انٹرنیشنل اسمگلر بلیک ڈان ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''ہاں۔ مگر بلیک ڈان کا ہمارے مشن سے کیا تعلق تم اس وقت اس کا ذکر کیوں کر رہے ہو''...... لیزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر میں کہوں کہ ہمارے مشن کا تعلق ہی بلیک ڈان سے ہے تو تم کیا کہو گی''...... کارٹر نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا تو لیزا کے چہرے پر موجود حیرت اور زیادہ بڑھ گئی۔

''کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھی نہیں۔ تم جو کہنا چاہتے ہو صاف صاف کہو۔ تم جانتے ہو کہ میں ایسی الجھی ہوئی باتیں سننا پسند نہیں کرتی''...... لیزا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سائفن کی رپورٹ کے مطابق ڈاکٹر کاظم کو پاکیشیا لانے والی شخصیت پاکیشیائی لارڈ سکندر تھا۔ وہ لارڈ سکندر کی ایماء پر ایکریمیا سے کوڈ باکس چوری کر کے لایا تھا اور اسے ایکریمیا سے پاکیشیا تک لانے کا سارا پلان لارڈ سکندر نے ہی ترتیب دیا تھا''۔ کارٹر نے کہا۔

''ہاں۔ جانتی ہوں''...... لیزا نے کہا۔

''لارڈ سکندر اصل میں بلیک ڈان کا ہی ایک روپ ہے''۔ کارٹر نے کہا تو لیزا بے اختیار اچھل پڑی۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ لارڈ سکندر اصل میں بلیک ڈان ہے''...... لیزا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بلیک ڈان نے لارڈ سکندر کا روپ اختیار کر رکھا تھا۔ جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ بلیک ڈان کے ہزاروں روپ ہیں اور وہ ضرورت کے وقت اپنا روپ اور نام بدل کر غائب ہو جاتا ہے اسی طرح اس نے ڈاکٹر کاظم کو بھی ناراک کی لیبارٹری سے کوڈ باکس چوری کرنے اور اسے پاکیشیا لانے کے لئے لارڈ سکندر کا روپ اختیار کیا تھا۔ اس کے بعد اس نے ہمیں اور پاکیشیائی ایجنسیوں کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے ایک خاص علاقے میں نقلی ڈاکٹر کاظموں اور کوڈ باکسز کے سیٹ اپ قائم کئے اور اصل ڈاکٹر کاظم کو لے کر غائب ہو گیا''...... کارٹر نے کہا۔

''میں اب بھی نہیں سمجھی کہ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ ڈاکٹر کاظم ایک

نام ہے اور تم ڈاکٹر کاظموں اور کوڈ باکسز کا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب ہوا تمہاری اس بات کا''...... لیزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم جہاں سے کوڈ باکس لائے تھے وہاں پر لارڈ سکندر نے نقلی ڈاکٹر کاظم کا ایک سیٹ اپ تیار نہیں کیا تھا۔ اس نے اسی علاقے کے مختلف حصوں میں ایسے تین سیٹ اپ بنا رکھے تھے جہاں دو اور ڈاکٹر کاظم موجود تھے اور ان کے پاس بھی ویسے ہی کوڈ باکسز موجود تھے جیسا ناراک کی لیبارٹری سے چوری کیا گیا تھا''...... کارٹر نے کہا تو لیزا حیرت سے اس کی شکل دیکھتی رہ گئی۔

''لارڈ سکندر نے جان بوجھ کر ایسے سیٹ اپ بنائے تھے تاکہ اگر کسی کو نقلی ڈاکٹر کاظم اور نقلی کوڈ باکس کا علم ہو جائے اور وہ دوبارہ ڈاکٹر کاظم اور کوڈ باکس کی تلاش میں جائے تو اسے دوسرا اور پھر تیسرا ڈاکٹر کاظم اور کوڈ باکس مل جائے اور اس طرح ہم سب نقلی ڈاکٹر کاظم اور نقلی کوڈ باکسز کے پیچھے بھاگتے رہ جائیں۔ اس کا فائدہ اٹھا کر وہ ڈاکٹر کاظم کو لے کر کہیں بھی غائب ہو سکتا تھا اور اس نے ایسا ہی کیا ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ ڈاکٹر کاظم نے ناراک کی لیبارٹری سے کوڈ باکس لارڈ سکندر کے لئے نہیں بلکہ بلیک ڈان کے لئے اُڑایا تھا''...... لیزا نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔

''ہاں۔ یہی بات ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''لیکن کیوں۔ بلیک ڈان نے ایسا کیوں کیا تھا اور کیا ڈاکٹر

کاظم جانتا ہے کہ اس نے یہ کام بلیک ڈان کے کہنے پر کیا ہے''۔ لیزا نے اسی انداز میں کہا۔

''اس بات کا مجھے علم نہیں ہے کہ ڈاکٹر کاظم یہ بات جانتا ہے یا نہیں کہ اس نے کوڈ باکس لارڈ سکندر کے کہنے پر نہیں بلکہ کرائم کنگ بلیک ڈان کے کہنے پر چوری کیا ہے لیکن یہ بات طے ہے کہ بلیک ڈان نے ڈاکٹر کاظم کو اپنی تحویل میں لے رکھا ہے اور وہ کسی بھی صورت میں ڈاکٹر کاظم اور اس کے پاس موجود کوڈ باکس کو پاکیشیا کے حوالے نہیں کرے گا۔ بلیک ڈان کوڈ باکس کا خود فائدہ اٹھائے گا اور اسے مہنگے داموں فروخت کرنے کا پروگرام بنا رہا ہو گا۔ بلیک ڈان کے بارے میں جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق وہ کھرب پتی ہونے کے باوجود دولت کا رسیا ہے اس کا بس نہیں چلتا کہ وہ پوری دنیا کی دولت سمیٹ کر اپنے قبضے میں کر لے اور دولت حاصل کرنے کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''تمہیں یہ سب باتیں کس نے بتائی ہیں''...... لیزا نے کہا۔

''ظاہر ہے سائفن نے۔ اور کس نے بتانی تھیں مجھے یہ سب باتیں''...... کارٹر نے کہا۔

''کیا کہا ہے سائفن نے''...... لیزا نے کہا۔

''میں نے اس سے شکوہ کیا تھا کہ اس نے ہمیں ڈاکٹر کاظم کے بارے میں غلط معلومات مہیا کی تھیں۔ کثیر معاوضہ دینے کے باوجود

ہمارے ہاتھ نقلی ڈاکٹر کاظم اور نقلی کوڈ باکس لگا ہے تو وہ بھی پریشان ہو گیا۔ اس نے مجھ سے چند گھنٹوں کا وقت مانگا تھا اور اب میں نے دوسرے کمرے میں جا کر سپیشل ٹرانسمیٹر پر اس سے دوبارہ بات کی تو اس نے مجھے بتایا کہ اس نے مقامی ایجنٹوں سے رابطہ کر کے لارڈ سکندر کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ مقامی ایجنٹوں نے اسے چند ایسے واقعات بتائے جن کے مطابق لارڈ سکندر کا تعلق بلیک ڈان سے بن رہا تھا تو سائفن نے بلیک ڈان کا ڈیٹا چیک کیا۔ اس کے ڈیٹا میں بلیک ڈان کے بارے میں چند اہم معلومات تھیں۔ جب اس نے اس ڈیٹا کو لارڈ سکندر کے ڈیٹا سے میچ کیا تو اس پر بھی یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ لارڈ سکندر، بلیک ڈان کا ہی ایک روپ ہے چنانچہ اس نے متعلقہ ایجنسیوں سے رابطے کئے اور بلیک ڈان کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ اس نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے بارے میں اس نے مجھے ساری باتیں بتا دی ہیں۔ ان معلومات کے مطابق یہ تو پتہ نہیں چل سکا ہے کہ بلیک ڈان کا اصل روپ کون سا ہے لیکن اب تک اس نے جو جو روپ بدلے ہیں یا خود کو چھپانے کے لئے جو بھی نام بدلے ہیں ان کے بارے میں سائفن نے مجھے بتا دیا ہے اور اس نے مقامی ایجنٹوں سے لارڈ سکندر کے پیلس سے چند کلیوز بھی حاصل کئے ہیں جن کے مطابق لارڈ سکندر کے پاس پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان، پاکیشیا سیکرٹ سروس

کے لئے کام کرنے والے عمران کے ساتھ ملنے گئے تھے اور انہوں نے بھی لارڈ سکندر سے ڈاکٹر کاظم کے بارے میں پوچھا تھا۔ لارڈ سکندر کے روپ میں چونکہ بلیک ڈان ایک معزز شہری تھا اس لئے اس نے عمران کو بتا دیا تھا کہ ڈاکٹر کاظم کو اس نے کہاں چھپایا ہوا ہے۔ اس نے سر سلطان اور عمران کو اسی جگہ کا پتہ بتایا تھا جہاں ہم گئے تھے۔ لارڈ سکندر نے سر سلطان اور عمران کو کہا تھا کہ اس نے پاکیشیا کے مفاد کے لئے ڈاکٹر کاظم کو اس ایجاد اور فارمولے سمیت اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ ڈاکٹر کاظم بدستور کوڈ باکس کھولنے کی کوشش کر رہا ہے جیسے ہی وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا تو لارڈ سکندر اسے خود پاکیشیائی حکام کے سامنے پیش کر دیتا حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ لارڈ سکندر جو دراصل بلیک ڈان تھا اس نے سر سلطان اور عمران کو ڈاج دینے کی کوشش کی تھی۔ یہ اتفاق ہی ہو سکتا ہے کہ عمران جیسا انسان لارڈ سکندر کے ڈاج میں آ گیا اور وہ وہاں سے چلے گئے۔ بلیک ڈان کو سمجھ گیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر عمران، ڈاکٹر کاظم اور کوڈ باکس کے لئے میدان میں اتر آیا ہے اس لئے اس نے فوری طور پر لارڈ سکندر کا روپ ختم کر دیا اور وہاں سے نئے نام اور میک اپ میں دوسری جگہ شفٹ ہو گیا۔ اب وہ اطمینان سے اپنے نئے ٹھکانے پر بیٹھا ہو گا کہ عمران یا ہم میں سے کوئی اس تک نہیں پہنچ سکے گا۔ سائفن کی نئی رپورٹ کے مطابق بلیک ڈان نے ڈاکٹر کاظم کو اپنی تحویل میں رکھا ہوا ہے اور سوائے

اس کے اور کوئی نہیں جانتا کہ ڈاکٹر کاظم کہاں ہے''...... کارٹر نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو کیا لارڈ سکندر کا کوئی ایسا راز دار نہیں ہے جو یہ جانتا ہو کہ لارڈ سکندر اصل میں بلیک ڈان ہے''...... لیزا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ابھی تک ایسا کوئی نام سامنے نہیں آیا ہے جس کے بارے میں کہا جا سکتا ہو کہ وہ بلیک ڈان کی اصلیت سے واقف ہے اور اس بات کا سائفن تک کو علم نہیں ہے کیونکہ بلیک ڈان کی شخصیت شروع دن سے ہی مخفی تھی اور اب بھی ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''تو کیا اب ہمیں بلیک ڈان کو تلاش کرنا پڑے گا''...... لیزا نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ جب تک بلیک ڈان ہمیں نہیں مل جاتا ہم ڈاکٹر کاظم تک نہیں پہنچ سکتے اور ڈاکٹر کاظم تک پہنچنے کے لئے ہمارا بلیک ڈان کو تلاش کرنا بے حد ضروری ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''جس انسان کو دنیا کی بڑی بڑی ایجنسیاں تلاش نہیں کر سکیں اسے بھلا ہم اتنے کم وقت میں کہاں اور کیسے تلاش کر سکیں گے۔ ایسے انسان ایک لمحے میں یہاں ہوتے ہیں اور دوسرے لمحے ان کا ٹھکانہ کسی دوسرے ملک میں ہوتا ہے''...... لیزا نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن چونکہ بلیک ڈان نے ایمرجنسی کی وجہ

سے فوری طور پر لارڈ سکندر کا روپ ختم کیا ہے اس لئے وہ ابھی اس ملک میں ہی ہو گا اور اس نے نیا روپ بدلنے کی بجائے ایسا روپ بدلا ہو گا جس سے اس کی شخصیت متاثر نہ ہو اور اس کی پاکیشیا میں وہی اہمیت رہے جو لارڈ سکندر کے روپ میں اسے حاصل تھی''۔ کارٹر نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ اس نے اپنی شخصیت کو اونچا رکھنے کے لئے لارڈ سکندر کی بجائے لارڈ کے ساتھ کوئی اور نام جوڑ لیا ہو گا''...... لیزا نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ سائفن نے مجھے ان ناموں اور حلیوں کی تفصیلات فراہم کی ہیں جن ناموں اور حلیوں میں بلیک ڈان وقتاً فوقتاً ادھر سے ادھر ہوتا رہتا ہے۔ اس کے جتنے بھی نام ہیں ان ناموں کا اپنا ہی رعب اور دبدبہ ہے۔ وہ کبھی کسی بڑے بزنس مین کے روپ میں نظر آتا ہے اور کبھی بزنس ٹائیکون کے روپ میں، سائفن کی معلومات کے مطابق بلیک ڈان کا تعلق پاکیشیا سے ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس نے جتنے بھی نام اور روپ بدلے ہیں وہ پاکیشیا میں ہی بدلے ہیں اور دوسرے ممالک کی بجائے اس کے زیادہ ٹھکانے پاکیشیا میں ہی موجود ہیں۔ اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ لارڈ سکندر کو فوری طور پر غائب کرنے کے بعد بلیک ڈان ایسے ہی کسی امیر آدمی کے روپ میں کسی دوسرے نام سے ظاہر ہوا ہو گا اور ہمیں اسی تک پہنچنا ہے۔ سائفن نے بلیک ڈان کے جن ٹھکانوں

کے بارے میں بتایا ہے۔ ہم اس کے ان ٹھکانوں پر جائیں گے۔ ظاہر ہے بلیک ڈان ایک ہی وجود رکھتا ہے اور اس نے جتنے بھی دوسرے ناموں کے ٹھکانے بنا رکھے ہیں وہاں وہ ایک وقت میں موجود نہیں ہوسکتا۔ اس کے اکثر ٹھکانے خالی ہوں گے۔ وہ جس نئے ٹھکانے پر گیا ہوگا۔ وہاں اس کی موجودگی ہی ہمیں اس تک پہنچانے کا سبب بنے گی اور ہم اس تک پہنچتے ہی اسے جھپٹ لیں گے اور اس کے ذریعے ڈاکٹر کاظم تک پہنچ جائیں گے''۔ کارٹر نے کہا۔

''سائفن نے تمہیں اس کے کتنے ٹھکانوں کے پتے بتائے ہیں''...... لیزا نے پوچھا۔

''اب تک کی معلومات کے مطابق سائفن کے پاس بلیک ڈان کے سات نام اور سات ٹھکانوں کے پتے ہیں۔ اس کے مقامی ایجنٹ ایکٹیو ہیں اور وہ اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر رہے ہیں۔ ہمیں زیادہ تگ و دو نہیں کرنی پڑے گی کیونکہ ہمیں بلیک ڈان کے سات ٹھکانوں کو ہی چیک کرنا ہے اور جس ٹھکانے پر متعلقہ شخص موجود ہوا سمجھ لینا کہ وہی بلیک ڈان ہے کیونکہ باقی ٹھکانوں پر کوئی نہیں ہوگا''...... کارٹر نے کہا۔

''اگر ایسی بات ہے تو پھر تمہارے چہرے پر الجھن اور پریشانی کے تاثرات کیوں نظر آ رہے تھے''...... لیزا نے کہا۔

''الجھن اور پریشانی اب بھی ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''لیکن کیوں۔ اس کی کوئی وجہ بھی تو ہوگی''...... لیزا نے کہا۔

''سائفن نے مجھے جن سات ٹھکانوں کا بتایا ہے اگر ان ٹھکانوں پر بھی ہمیں بلیک ڈان نہ ملا تو۔ یہ سوچ کر ہی میری پریشانی اور الجھن بڑھتی جا رہی ہے اور جیسا کہ تم نے کہا ہے کہ ایسے افراد کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا۔ ان کا ایک ٹھکانہ یہاں ہوتا ہے اور دوسرا کسی اور ملک میں۔ اگر عمران کے خوف سے وہ یہاں سے کسی اور روپ میں نکل گیا تو ہمارے لئے اسے ڈھونڈنا عذاب بن جائے گا اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ وہ وقتی طور پر پاکیشیا میں ہی رہے اور ڈاکٹر کاظم کو احتیاطاً کسی اور ملک میں چھپا دے''...... کارٹر نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو واقعی یہ پریشانی والی بات ہے''...... لیزا نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

''بہرحال ہم سائفن کی دی ہوئی معلومات کا فائدہ ضرور اٹھائیں گے اور ان ساتوں ٹھکانوں پر جائیں گے۔ وہاں سے ہمیں شاید ایسا کوئی کلیو مل جائے جس سے بلیک ڈان کی اصلیت کھل کر ہمارے سامنے آ جائے۔ ایک بار اس کی اصلیت ہمارے سامنے آ گئی تو پھر وہ دنیا کے جس حصے میں بھی چھپا ہوا ہوگا ہم اسے ڈھونڈ نکالیں گے''...... کارٹر نے کہا۔

''اس کے لئے تو ہمیں بہت بھاگ دوڑ کرنی پڑے گی''۔ لیزا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے منزل تک پہنچنے کے لئے محنت کے ساتھ بھاگ دوڑ تو کرنی ہی پڑتی ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''اوکے۔ اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ تمہارے پاس سائفن کے دیئے ہوئے سات ایڈریس ہیں۔ ان میں سے تم پہلے کس ایڈریس پر جانا چاہتے ہو''...... لیزا نے پوچھا تو کارٹر نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر اس نے جیب سے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ نکال لیا۔

''اس کاغذ پر ان ساتوں افراد کے نام و پتے لکھے ہوئے ہیں جو سائفن کی معلومات کے مطابق بلیک ڈان کے روپ ہو سکتے ہیں۔ اب تم خود ہی دیکھ لو کہ ہمیں سب سے پہلے ان میں سے کس سے ملنے جانا چاہئے''...... کارٹر نے کاغذ لیزا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو لیزا نے اس سے کاغذ لے لیا اور اسے کھول کر اس پر لکھے ہوئے افراد کے نام اور پتے دیکھنے لگی۔

''ان میں سب سے پہلا نام سیٹھ باقر کا ہے جو اس ملک کا بڑا بزنس مین ہے۔ تم نے لکھا ہے کہ سیٹھ باقر کا نام لارڈ سکندر کی طرح یہاں بے حد مقبول ہے اور اس کا بھی لارڈ سکندر کی طرح پاکیشیا میں بے حد اثر و رسوخ ہے''...... لیزا نے کاغذ پر لکھا ہوا ایک نام پڑھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ بھی یہاں کا مشہور آدمی ہے اور اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ بہت کم پاکیشیا میں موجود ہوتا ہے۔ اس کا بزنس

پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور یہ اکثر دنیا کے ٹور پر ہی ہوتا ہے''۔ کارٹر نے کہا۔

''کیسے معلوم ہوا تمہیں اس کے بارے میں۔ کیا یہ بھی تمہیں سائفن نے ہی بتایا ہے''...... لیزا نے کہا۔

''ہاں''...... کارٹر نے جواب دیا۔

''باقی افراد کے ناموں اور ان کی تفصیلات سے پتہ چل رہا ہے کہ یہ سب ہی نامور آدمی ہیں اور یہ سب بھی بہت کم پاکیشیا میں ہوتے ہیں''...... لیزا نے باقی نام دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہمیں ان سب کی رہائش گاہوں پر جانا ہے۔ جب تک ہم ان کی رہائش گاہوں پر نہیں جائیں گے ہمیں اس بات کا علم نہیں ہو گا کہ ان میں سے ان دنوں کون کون یہاں موجود ہے یا حال ہی میں کون یہاں شفٹ ہوا ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''تو اس کے لئے ہمیں اتنی بھاگ دوڑ کرنے کی کیا ضرورت ہے''...... لیزا نے منہ بنا کر کہا۔

''بھاگ دوڑ نہیں کریں گے تو کیسے پتہ چلے گا کہ بلیک ڈان ان میں سے کس روپ میں موجود ہے''...... کارٹر نے کہا۔

''یہ میں تمہیں یہاں بیٹھے بیٹھے معلوم کر کے بتا سکتی ہوں کہ ان میں سے کون سی شخصیت یہاں موجود ہے اور کون سی نہیں''...... لیزا نے مسکرا کر کہا تو کارٹر بے اختیار چونک پڑا۔

''بیٹھے بیٹھے۔ کیا مطلب۔ تم بیٹھے بیٹھے ان کے بارے میں

کیسے بتا سکتی ہو''...... کارٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ ساتوں یہاں کے مشہور و مقبول افراد ہیں ہمارے پاس ان کے ایڈریس بھی موجود ہیں۔ ہم اپنی ایمبیسی سے ان کے پرسنل فون نمبروں کا پتہ کرا سکتے ہیں۔ ان کے پرسنل فون نمبرز پر جب ہم کال کریں گے تو جس نے ہماری کال رسیو کی پتہ چل جائے گا کہ وہ یہاں موجود ہے ورنہ باقی نمبر یا تو آف ہوں گے یا پھر انہیں کوئی اور رسیور کرے گا''...... لیزا نے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ مت بھولو کہ یہ ساتوں ایک ہی آدمی کے نام ہیں۔ اس نے ان ناموں سے مختلف نمبرز حاصل کر رکھے ہوں گے۔ ہم جس نمبر پر فون کریں گے وہ اسی نام کے تحت ہمارا فون رسیو کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ ہماری ان ساتوں سے بات ہو جائے۔ تب کیسے پتہ چلے گا کہ بلیک ڈان ان میں سے کس ٹھکانے پر موجود ہے''...... کارٹر نے منہ بنا کر کہا۔

''میں ان کی رہائش گاہوں کے فون نمبروں کی بات کر رہی ہوں۔ رہائش گاہوں میں آنے والی فون کال یہ خود رسیو نہیں کرتا ہو گا۔ ہم کال کر کے کال رسیو کرنے والے سے پوچھ سکتے ہیں کہ متعلقہ شخص موجود ہے یا نہیں''...... لیزا نے کہا۔

''نہیں۔ یہ آئیڈیا مناسب نہیں ہے۔ بلیک ڈان انتہائی ذہین اور شاطر ہے۔ اس نے تمام نمبروں کا سیٹ اپ ایسا بنا رکھا ہو گا کہ جس نمبر پر کال ہو وہ ڈائیورٹ ہو کر اس کے مخصوص نمبر پر پہنچ

جائے۔ اس طرح اسے یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ اسے کس نام کے لئے اور کہاں سے کال کی جا رہی ہے۔ وہ فوراً خود کو اس روپ میں ڈھال لے گا اور ہم پھر کنفیوژ ہو کر رہ جائیں گے''...... کارٹر نے کہا۔

''تو پھر ہم یہاں کے کسی گروپ کو ہائر کرتے ہیں اور انہیں مختلف افراد کی طرف روانہ کر کے خود کسی ایک ایڈریس پر چلے جاتے ہیں۔ جہاں ہم جائیں گے اگر وہاں متعلقہ شخص نہ ملا تو ہمارے ہائر کئے ہوئے افراد میں سے یقیناً کوئی ہمیں اطلاع دے دے گا کہ ان میں سے کون حال ہی میں اپنے ٹھکانے پر شفٹ ہوا ہے۔ اس طرح ہمارا وقت بھی بچ جائے گا اور ہمیں بلاوجہ ادھر ادھر ٹکریں بھی نہ مارنی پڑیں گی''...... لیزا نے کہا۔

''ہاں۔ تمہارا یہ آئیڈیا قابل قبول ہے۔ اس کے لئے ہمیں کسی گروپ کو ہائر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں ہمارے کئی مقامی ایجنٹ موجود ہیں۔ چیف نے مجھے ان کے نمبرز دیئے ہوئے ہیں تا کہ ضرورت کے وقت ہم ان سے کام لے سکیں۔ میں انہیں کال کر کے کہہ دیتا ہوں کہ وہ ان ٹھکانوں کی چیکنگ کریں اور ہم دونوں خود بھی کسی ایک کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں''...... کارٹر نے کہا۔

''او کے۔ تم مقامی ایجنٹوں کی ڈیوٹیاں لگاؤ تب تک میں لباس تبدیل کر کے آتی ہوں پھر ہم دونوں بھی یہاں سے نکل چلیں

گے''...... لیزا نے کہا تو کارٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد لیزا جب واپس آئی تو کارٹر وہیں بیٹھا ہوا تھا۔

''چلو اٹھو۔ چلنا نہیں ہے کیا''...... لیزا نے کارٹر کو سوچ میں گم دیکھ کر تیز لہجے میں کہا تو کارٹر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''نہیں۔ ابھی نہیں''...... کارٹر نے جواب دیا۔

''کیا مطلب۔ ابھی نہیں۔ ابھی نہیں تو کب''...... لیزا نے پوچھا۔

''میں نے مقامی ایجنٹوں کو کال کر کے ساتوں ایڈریس بتا دیئے ہیں۔ وہ انہیں چیک کرنے کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ جب وہ اطلاع دیں گے تو پھر ہم اسی طرف چل پڑیں گے جہاں بلیک ڈان موجود ہو گا اور ہم اس وقت نہیں بلکہ رات کے وقت وہاں جائیں گے''...... کارٹر نے کہا۔

''رات کے وقت۔ وہ کیوں''...... لیزا نے پوچھا۔

''رات کے وقت ایک تو علاقے سنسان ہوتے ہیں اور دوسرا ٹریفک کا بھی اژدہام نہیں ہوتا اس لئے کارروائی مکمل کرتے ہی ہم فوراً وہاں سے نکل کھڑے ہوں گے اور اپنے ٹھکانے پر آ جائیں گے۔ اس طرح ہمیں کسی خطرے کا بھی سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ میں نے ایک مقامی ایجنٹ نیلسن سے مخصوص قسم کا اسلحہ منگوایا ہے۔ وہ شام تک اسلحہ لے آئے گا تو ہمیں ریڈ کرنے میں آسانی ہو گی۔ بلیک ڈان ایک طاقتور ہستی کا نام ہے جو کسی بھی

روپ میں کیوں نہ ہو اس نے اپنی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کر رکھا ہو گا۔ جب تک ہم ان حفاظتی انتظامات کو ختم نہیں کریں گے اس وقت تک ہم بلیک ڈان تک نہیں پہنچ سکیں گے''...... کارٹر نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ بلیک ڈان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے ہمارے پاس مخصوص اسلحہ ہونا واقعی بے حد ضروری ہے''...... لیزا نے کہا۔

''تو بس شام کو جب نیلسن اسلحہ اور اپنے چند ساتھیوں کو لے کر یہاں آ جائے گا تو ہم اس کے ساتھ رات ہوتے ہی مطلوبہ ٹھکانے پر پہنچ جائیں گے اور تیز ایکشن کرتے ہوئے بلیک ڈان کو قابو کر لیں گے اور پھر اس سے ڈاکٹر کاظم کا پوچھ کر اس تک پہنچ جائیں گے''...... کارٹر نے کہا تو لیزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ابھی رات ہونے میں کافی وقت ہے۔ کیا میں پھر سے لباس تبدیل کر آؤں''...... لیزا نے کہا۔

''نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اس لباس میں اچھی لگ رہی ہو''...... کارٹر نے مسکرا کر کہا تو جواب میں لیزا بھی مسکرا دی۔

عمران نے کار ایک عظیم الشان عمارت کے گیٹ کے سامنے روکی، اس عمارت پر ایک بڑا سا نیون سائن جگمگا رہا تھا جس پر جلی حروف میں سپریم ہاؤس لکھا ہوا تھا۔ عمران کے ساتھ جولیا تھی جبکہ اس کے باقی ساتھی اپنی کاروں میں اس کے ساتھ یہاں آئے تھے۔ عمران کو کار روکتے دیکھ کر انہوں نے بھی اپنی کاریں سائیڈ میں روک دی تھیں۔ ان میں فور سٹارز کی بھی کاریں تھیں۔

سپریم ہاؤس کے گیٹ کے سامنے دو باوردی دربان کھڑے تھے جن کے کاندھوں پر جدید ساخت کی رائفلیں لٹک رہی تھیں۔ عمران کی کار اور اس کے پیچھے باقی کاروں کو رکتے دیکھ کر وہ چونک پڑے پھر ان میں سے ایک دربان تیزی سے عمران کی کار کی طرف بڑھ آیا۔

''یس سر''...... دربان نے عمران کی طرف دیکھ کر قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

''نو سر''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''نو سر۔ کیا مطلب''...... دربان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے یس سر کہا تو جواب میں، میں نے تمہیں نو سر کہہ دیا اس میں حیرت والی کون سی بات ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ میرا مطلب ہے آپ کون ہیں اور یہاں کیسے آئے ہیں''...... دربان نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''میں انسان ہوں اور تمہارے سامنے اس کار میں بیٹھ کر آیا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ کس سے ملنا ہے آپ کو''...... دربان نے منہ بنا کر کہا۔

''تم سے''...... عمران نے کہا تو دربان حیرت سے اس کی شکل دیکھتا رہ گیا۔

''مجھ سے۔ کیا مطلب''...... دربان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ کیونکہ میں کیا ساری دنیا جانتی ہے کہ سیٹھ باقر سے ملنے کے لئے اس گھر کے سامنے آ کر سب سے پہلے تم سے ہی ملنا پڑتا ہے۔ تمہاری اجازت کے بغیر اس رہائش گاہ میں انسان تو کیا کوئی چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی اور میرے تو پر بھی نہیں ہیں''...... عمران نے

کہا تو دربان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا آپ سیٹھ صاحب سے ملنے آئے ہیں''...... دربان نے اسی انداز میں پوچھا۔

''آپ نہیں۔ میں سیٹھ صاحب سے ملنے آیا ہوں''...... عمران نے کہا تو دربان حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا جیسے وہ اس کی دماغی صحت کے بارے میں مشکوک ہو۔

''ہونہہ۔ کیا آپ نے سیٹھ صاحب سے ملاقات کا وقت لیا ہے''...... دربان نے خود پر حتی الوسع کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ سیٹھ صاحب نے مجھے وقت دیا ہے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''ایک ہی بات ہے۔ بہرحال نام کیا ہے آپ کا''...... دربان نے کہا۔

''صولت مرزا ہیرے والا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو آپ ہیں صولت مرزا ہیرے والا''...... دربان نے چونک کر کہا۔

''اگر میں تمہیں صولت مرزا ہیرے والا نہیں لگ رہا تو میرے ان ساتھیوں کو دیکھ لو۔ شاید ان میں سے تمہیں کوئی صولت مرزا ہیرے والا دکھائی دے جائے''...... عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

''آپ کے بارے میں تو کہا گیا تھا کہ آپ اپنے ایک سیکرٹری

کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں پھر یہ سب''...... دربان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں اپنے ایک سیکرٹری کے ساتھ ہی یہاں آیا ہوں۔ باقی سب ایک دوسرے کے سیکرٹری ہیں۔ میرے سیکرٹری کا سیکرٹری پھر اس کے سیکرٹری کا سیکرٹری اور اسی طرح لاسٹ میں لیڈی سیکرٹری''...... عمران نے کہا تو دربان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''آپ ایک منٹ رکیں۔ میں سیٹھ صاحب کو آپ کے بارے میں بتا دیتا ہوں''...... دربان نے کہا اور پھر مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ باہر گیٹ کے ساتھ ایک چھوٹا سا کیبن بنا ہوا تھا وہ سیدھا اس کیبن میں گیا تھا۔ اسے کیبن میں جاتے دیکھ کر باقی سب کاروں سے نکل کر عمران کے قریب آ گئے۔

''کیا ہوا''...... جولیا نے عمران کے قریب آ کر پوچھا۔

''پتہ نہیں۔ وہ سیٹھ صاحب سے پوچھنے گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا پوچھنے گیا ہے وہ سیٹھ صاحب سے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی کہ کیا ہوا ہے۔ دعا کرو کہ ان کے ہاں لڑکا ہی ہوا ہو۔ سنا ہے سیٹھ صاحب کی دس بیٹیاں ہیں اور ستر سالہ ہونے کے باوجود انہیں بیٹے کی امید ہے۔ اس بار اللہ کرے کہ ان کی امید بر

آئے تو وہ ہمیں خوش کر دیں گے''...... عمران نے کہا تو جولیا حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگی۔

''یہ تم کیا بے تکی باتیں کر رہے ہو۔ سیٹھ صاحب ہمیں خوش کر دیں گے سے تمہاری کیا مراد ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میرا مطلب ہے کہ سیٹھ صاحب کے گھر اگر لڑکا پیدا ہوا تو وہ خوش ہو جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ اس خوشی میں وہ ہمیں بھی شریک کر لیں اور اپنا یہ گھر ہمارے نام کر دیں۔ اور کچھ نہیں تو شادی میں منہ دکھائی پر میں تمہیں یہی گھر تحفے میں دے دوں گا''۔ عمران کی زبان چل پڑی۔

''لگتا ہے تم پر اس وقت حماقتوں کا بھوت سوار ہے''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''شکر کرو کہ میرے سر پر بھوت سوار ہے۔ اگر اس کی جگہ تنویر سوار ہو گیا تو میرا سر گنجا ہونا طے سمجھو''...... عمران نے کہا تو جولیا نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑی جبکہ اس کی بات سن کر قریب کھڑا تنویر برے برے منہ بنانے لگا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی دربان کیبن سے نکل کر باہر آ گیا۔

''معاف کریں جناب''...... دربان نے ان کے قریب آ کر کہا۔

''کر دیا معاف''...... عمران نے کہا۔

''میرا مطلب ہے کہ سیٹھ صاحب سے میری بات ہوئی ہے۔

انہوں نے آپ سے معذرت کر لی ہے۔ ان کی طبیعت کچھ ناساز ہے اس لئے وہ آج آپ سے نہیں مل سکتے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جب ان کی طبیعت ٹھیک ہو جائے گی تو وہ فون پر آپ سے خود ہی رابطہ کر کے آپ کو بلا لیں گے''...... دربان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ کیا بات ہوئی۔ میں یہاں تین ہزار کلومیٹر کا سفر اس چھوٹی سی کار میں طے کر کے آیا ہوں۔ اس سفر میں میرا ہزاروں روپوں کا پٹرول جل گیا ہے اور اب سیٹھ صاحب نے مجھ سے ملنے سے ہی انکار کر دیا ہے۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ اس پر میں اپنے سیکرٹری اور ان کے تمام سیکرٹریوں کے ساتھ نہ صرف احتجاج کروں گا بلکہ سیٹھ صاحب کے گھر کے سامنے دھرنا بھی دوں گا۔ یہ دھرنا اس وقت تک جاری رہے گا جب تک سیٹھ صاحب مجھے ملنے کا وقت نہیں دے دیتے۔ کیوں ساتھیو''...... عمران نے باقاعدہ تقریر کرنے والے انداز میں پہلے دربان سے اور پھر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں نے آپ کو بتایا ہے جناب کہ سیٹھ صاحب کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہ اس وقت آپ سے نہیں مل سکتے۔ انہوں نے معذرت کر لی ہے''...... دربان نے کہا۔

''مگر مجھے ان کی معذرت قبول نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب''...... دربان نے چونک کر کہا۔

''مجھے آج ابھی اور اسی وقت سیٹھ صاحب سے ملنا ہے۔ جاؤ جا کر ان سے بات کرو۔ اگر وہ مجھے ابھی نہ ملے تو میں انہیں ایسی دعا دوں گا کہ ان کے گھر ایک ساتھ آٹھ دس لڑکیاں پیدا ہو جائیں گی''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ کیا آپ کی طبیعت ٹھیک ہے''...... دربان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ مجھے ایک سو پانچ بخار ہے۔ نزلہ زکام سمیت مجھے اس وقت ایک سو ایک بیماریوں نے گھیرا ہوا ہے اور میں سیٹھ باقر بابا سے ان بیماریوں کا دم کرا کر ہی واپس جاؤں گا یا پھر جب تک سیٹھ باقر بابا مجھے ان بیماریوں کے علاج کے لئے دس بیس کروڑ کا چندہ نہیں دے دیتے میں یہاں سے نہیں جاؤں گا''۔ عمران نے کہا۔

ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو اس کے ساتھی تیزی سے آگے بڑھے اور پھر اس سے پہلے کہ دربان کچھ سمجھتا صفدر اور تنویر نے ایک ساتھ اس پر حملہ کر دیا اور اسے دبوچ کر تیزی سے ایک طرف کھینچ کر لے گئے۔ دوسرا دربان جو ان کی باتیں سننے کے لئے ان کے قریب آیا ہوا تھا اس پر کیپٹن شکیل جھپٹ پڑا۔ چند ہی لمحوں میں وہ دونوں کیبن میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

''اگر تمہیں ان دونوں کو بے ہوش ہی کرنا تھا تو ان سے اتنی فضول باتیں کرنے کی کیا ضرورت تھی''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وقت ضائع کرنے کی عادت جو پڑ گئی ہے اسے''۔ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''اور تمہیں ہماری باتوں میں ٹانگ اڑانے کی''...... عمران نے برجستہ کہا تو تنویر اسے گھور کر رہ گیا۔

''اب کیا کرنا ہے۔ جلدی بتاؤ''...... جولیا نے کہا۔

''سب عمارت کے گرد پھیل جاؤ اور اندر بی ایم بی فائر کر دو۔ اس کے بعد ہی ہم اندر جائیں گے تاکہ بلیک ڈان کو کسی خفیہ راستے سے نکلنے کا موقع نہ مل سکے''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور تیزی سے دائیں بائیں دوڑتے چلے گئے۔ رات کا وقت تھا اس لئے وہاں ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ویسے بھی سیٹھ باقر کی رہائش گاہ شہر سے ہٹ کر بنی ہوئی تھی اگر یہاں ہنگامہ آرائی ہو بھی جاتی تو دور دور تک کسی کو علم نہیں ہو سکتا تھا کہ یہاں کیا ہوا ہے۔

عمارت کے گرد پھیلتے ہی انہوں نے جیب سے موٹی نالیوں والی گنیں نکالیں اور پھر انہوں نے یکے بعد دیگرے عمارت میں شیل جیسے بم فائر کرنے شروع کر دیئے۔ جیسے ہی شیل اندر گرنا شروع ہوئے اندر سے ہلکے ہلکے دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔

''دو منٹ میں عمارت میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے''...... صفدر نے واپس آ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کے باوجود تم سب عمارت کے گرد پھیلے رہو۔ ہو سکتا ہے کہ بلیک ڈان نے بے ہوش کر دینے والی گیسوں سے بچنے کے لئے کوئی انتظام کر رکھا ہو اور وہ کسی راستے سے اس عمارت سے نکلنے کی کوشش کرے۔ اس عمارت سے جو بھی نکلتا دکھائی دے اسے فوراً دھر لینا"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا بلیک ڈان یہاں سے بھی نکلنے کی کوشش کر سکتا ہے"...... جولیا نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا جو اس کے قریب ہی رک گئی تھی۔

"ہاں۔ وہ انتہائی خطرناک کرمنل ہے۔ اس لئے پیش بندی کے طور پر یہ ضروری ہے کہ ہم اسے یہاں سے نکلنے کا کوئی موقع نہ دیں۔ اب اگر وہ ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا تو پھر وہ یقیناً پاکیشیا سے ہی نکل جائے۔ اگر وہ پاکیشیا سے نکل گیا تو پھر اس کا ہمارے ہاتھ آنا مشکل ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"اگر وہ کسی زیر زمین خفیہ راستے سے نکل گیا تو"...... جولیا نے کہا۔

"میرے پاس ایس وی ایس مشین ہے۔ اس مشین کو میں نے کار میں آن کر رکھا ہے۔ اگر اس عمارت کے نیچے خفیہ راستے ہوئے تو اس مشین کے ذریعے مجھے ان کا پتہ چل جائے گا اور وہ جس طرف سے بھی جائے گا میں اس طرف موجود اپنے ساتھی کو اس کے پیچھے لگا دوں گا۔ کسی بھی زمین دوز راستے کا بیرونی دہانہ تو

لازماً ہو گا اور وہ جس دہانے سے بھی باہر آئے گا ہم اسے دبوچ لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا وہ مشین تمہیں کوئی کاشن دے گی کہ بلیک ڈان کسی زمین دوز راستے سے بھاگ رہا ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"ہاں۔ یہ مشین زمین کے نیچے آٹو میٹک انداز میں کھلنے والے راستوں کے بارے میں بتانے کا کام کرتی ہے۔ بلیک ڈان جیسے ہی کسی زیر زمین راستے کو میکانکی انداز میں کھولے گا تو مشین کو فوراً اس راستے کا سگنل مل جائے گا اور مشین یہ بھی نشاندہی کر دے گی کہ وہ خفیہ راستہ عمارت کے کس سمت میں اور کتنی گہرائی میں ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

"اب تک گیس عمارت سے فضا میں تحلیل ہو چکی ہو گی۔ کیا اب ہم اندر جا سکتے ہیں"...... جولیا نے پوچھا۔

"ہاں۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھا۔ دوسرے لمحے وہ گیٹ پر بندروں کی سی پھرتی سے چڑھتا دکھائی دیا۔ گیٹ کے اوپر والے حصے پر پہنچتے ہی اس نے رک کر ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا اور دوسرے لمحے اس نے دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ چند لمحوں بعد جولیا نے گیٹ کا ذیلی دروازہ کھلنے کی آواز سنی۔ دروازہ کھلا اور عمران کا چہرہ دکھائی دیا۔

''اندر آ جاؤ''...... عمران نے دروازے سے سر نکال کر جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا اثبات میں سر ہلا کر آگے بڑھی اور دروازے سے اندر داخل ہوگئی اور پھر یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گئی کہ سامنے لان اور برآمدے میں بے شمار مسلح افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ان افراد کی تعداد کسی بھی طرح تیس سے کم نہیں تھی۔ وہ سب گیس کے اثر سے بے ہوش ہوئے تھے۔

''اتنے افراد''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ سب بلیک ڈان کے محافظ ہیں جو اس عمارت کے ہر حصے میں پھیلے ہوئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''بلیک ڈان کو اپنی جان بہت پیاری ہے جو اس نے اپنی رہائش گاہ کو اتنے مسلح افراد سے بھر رکھا ہے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ایسے لوگوں کو اپنی جان سے زیادہ کوئی پیارا نہیں ہوتا۔ اپنی جان بچانے کے لئے یہ دوسروں کی لاشوں کے پل سے گزرنے سے بھی نہیں ہچکچاتے''...... عمران نے کہا۔ اس نے جولیا کے ساتھ عمارت کے چاروں اطراف راؤنڈ لگایا۔ عمارت کی سائیڈوں اور عقبی حصے میں بھی بے ہوش مسلح افراد پڑے ہوئے تھے یوں لگتا تھا جیسے یہ کوئی رہائش گاہ نہ ہو بلکہ مسلح افراد کا ہیڈ کوارٹر ہو جو جنگ پر جانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں اور ہر لمحہ اسلحہ سے لیس رہتے ہیں۔

عمارت کو چاروں طرف سے چیک کرنے کے بعد وہ دونوں رہائشی حصے کی طرف آ گئے اور پھر یہ دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ رہائشی حصے میں جانے والا دروازہ بند تھا۔ یہ فولادی دروازہ تھا جو کسی کمپیوٹر سسٹم سے اوپن اور کلوز ہوتا تھا اور اسے اوپن اور کلوز ظاہر ہے اندر سے ہی کیا جاتا تھا۔ رہائش گاہ میں جگہ جگہ کلوز سرکٹ ٹی وی کیمرے بھی لگے ہوئے تھے۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تکونا بم نکالا اور اس پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی بم پر لگا ہوا سرخ رنگ کا بلب سپارک کرنے لگا۔ عمران نے آگے بڑھ کر بم کو فولادی دروازے سے چپکایا اور ساتھ ہی اس نے بم پر لگا ہوا دوسرا بٹن پریس کر دیا۔

''پیچھے ہٹو''...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور خود بھی تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور فولادی دروازے کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔

''آؤ''...... عمران نے کہا اور جیب سے مشین پسٹل نکال کر تیزی سے ٹوٹے ہوئے دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے لپکی اور پھر وہ ٹوٹے ہوئے دروازے سے گزر کر اندر آ گئے۔ اس طرف ایک راہداری تھی جو عمارت کے مختلف حصوں کی طرف جا رہی تھی۔ جہاں بے شمار کمرے تھے۔

"تم اس طرف جا کر کمرے چیک کرو میں دوسری طرف چیک کرتا ہوں"...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن میں بلیک ڈان کو پہچانوں گی کیسے"...... جولیا نے کہا۔

"میں نے دانش منزل سے نکلنے سے پہلے تم سب کو وائٹ کین دیئے تھے۔ تمہارا وائٹ کین کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میرے ہینڈ بیگ میں ہی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ سپرے کین ہے۔ اندر جا کر تم ایک ایک کر کے تمام افراد کے چہروں پر سپرے کرنا۔ سپرے ہوتے ہی ان کے چہروں پر سے میک اپ غائب ہو جائے گا چاہے وہ میک اپ جدید سے جدید ترین کیوں نہ ہو تمہیں میک اپ کے پیچھے چھپا ہوا یہ چہرہ تلاش کرنا ہے"...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک تصویر نکال کر جولیا کی طرف بڑھا دی۔ جولیا اس سے تصویر لے کر دیکھنے لگی۔ تصویر ایک بھاری چہرے والے آدمی کی تھی جس کا چہرہ انتہائی کرخت تھا اور اس کی آنکھیں باہر کو ابلی ہوئی تھیں۔ اس کی پیشانی تنگ تھی اور سر گنجا تھا اس کے علاوہ اس کی ناک پر سیاہ تل کا نشان تھا۔ یہی نہیں اس کے چہرے پر جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے سیاہ تل دکھائی دے رہے تھے۔

"کیا یہ اصل بلیک ڈان کی تصویر ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے یہ تصویر بہت مشکل سے حاصل کی ہے۔ اس تصویر کو حاصل کرنے کے لئے مجھے کراس ورلڈ آرگنائزیشن کو بیس

لاکھ ڈالرز دینے پڑے ہیں۔ یہ تصویر کراس ورلڈ آرگنائزیشن کے سوا کسی کے پاس موجود نہیں تھی"...... عمران نے جواب دیا۔

"انہیں یہ تصویر کہاں سے ملی ہو گی"...... جولیا نے پوچھا۔

"یہ سوال میں نے بھی ان سے پوچھا تھا جس کے جواب میں مجھے آم کھانے کا کہا گیا تھا اور گٹھلیاں گننے سے منع کیا گیا تھا اس لئے تم بھی گٹھلیاں گننے کے چکروں میں نہ پڑو اور جلد سے جلد اسے تلاش کرو۔ اگر یہ مل جائے تو مجھے واچ ٹرانسمیٹر پر اشارہ دے دینا"...... عمران نے کہا۔

"باہر کی طرح اندر بھی بے شمار افراد ہوئے تو"...... جولیا نے کہا۔

"تو تمہیں ہر ایک کے چہرے پر سپرے کر کے ان کے میک اپ چیک کرنے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ایک ایک فرد کو چیک کرنے میں تو خاصا وقت لگ جائے گا۔ اس دوران اگر کسی کو ہوش آ گیا تو"...... جولیا نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ یہاں بی ایم بی گیس فائر کی گئی ہے جس سے بے ہوش ہونے والا اپنی مرضی سے ہوش میں نہیں آ سکتا۔ اسے ہوش میں لانے کے لئے لازماً اینٹی انجکشن لگانا پڑے گا۔ اینٹی انجکشن لگائے بغیر دو دن بھی گزر جائیں گے تب بھی سب اسی طرح بے ہوش پڑے رہیں گے"...... عمران نے کہا۔

"پھر بھی۔ یہ کافی تھکا دینا والا کام ہے۔ اگر تمہیں یہ یقین ہے

کہ یہاں بے ہوش ہونے والے افراد خود بخود ہوش میں نہیں آئیں گے تو تم نے ممبران کو باہر کیوں چھوڑا ہے۔ سب کو اندر بلا لو تاکہ ہم سب مل کر عمارت میں موجود افراد کو چیک کر کے بلیک ڈان کو ٹریس کر سکیں“...... جولیا نے کہا۔

”ممبران کو باہر چھوڑنے کا مقصد میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ کہو تو دوبارہ بتا دوں“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ دوبارہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی میں چاہتی ہوں کہ ایک دو ساتھیوں کو اندر بلا لو تاکہ یہاں موجود ایک ایک فرد کو چیک کیا جا سکے۔ تم نے سب کو ہی وائٹ کین دیئے تھے اور ان کا مقصد ظاہر ہے میک اپ میں موجود افراد کو چیک کرنا ہی تھا اس لئے ان میں سے اگر ایک دو ساتھیوں کو اندر بلا لیا جائے تو ہمارا کام جلد ختم ہو جائے گا“...... جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم واچ ٹرانسمیٹر پر کال کر کے صفدر اور کیپٹن شکیل کو اندر بلا لو“...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور واچ ٹرانسمیٹر پر صفدر اور کیپٹن شکیل کو کال کرنے لگی۔ عمران اسے کال کرتا چھوڑ کر دوسری راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے آگے جا کر ایک کمرے کا دروازہ کھولا تو اسے اندر چار افراد پڑے دکھائی دیئے۔ عمران نے کمرے میں داخل ہو کر انہیں غور سے دیکھا لیکن اسے ان کے چہروں پر میک اپ کے کوئی آثار دکھائی نہ دیئے تو وہ منہ بناتا ہوا کمرے سے نکل آیا اور آگے بڑھ کر دوسرے کمرے

میں داخل ہو گیا۔ دوسرے کمرے میں بھی تین افراد موجود تھے۔ کمرے میں میز پر ان کی مشین گنیں رکھی ہوئی تھیں۔ جن سے عمران کو اندازہ ہو گیا کہ ان کا تعلق بلیک ڈان کے محافظوں سے ہو سکتا ہے۔ اس نے ان کے چہرے بھی چیک کئے اور پھر ان کے چہروں پر میک اپ کے اثرات نہ دیکھ کر وہ اس کمرے سے بھی نکل آیا۔ اسی طرح وہ راہداری میں موجود کمروں میں داخل ہوتا رہا اور اندر موجود افراد کو چیک کرتا رہا لیکن ابھی تک اسے ایسا کوئی شخص نہیں ملا تھا جس کے چہرے پر میک اپ ہونے کا اسے معمولی سا بھی شک ہوا ہو۔

راہداری کے کمرے چیک کرنے کے بعد وہ ایک ہال میں آ گیا۔ ہال کی سائیڈوں پر بھی کمرے موجود تھے۔ ہال میں چند ملازم ٹائپ افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے انہیں بھی چیک کیا اور پھر وہ ہال کے کمروں کو چیک کرنا شروع ہو گیا۔ یہ انتہائی وسیع و عریض عمارت تھی جس میں سینکڑوں تو نہیں البتہ بیسیوں کمرے تھے اور ہر کمرے میں اسے کوئی نہ کوئی دکھائی دے رہا تھا۔ کمروں میں صرف مرد ہی تھے۔ تمام کمرے چیک کرنے کے بعد وہ دوبارہ ہال میں آ گیا۔

”حیرت ہے۔ میں نے تمام کمرے دیکھ لئے ہیں لیکن ان میں کوئی ایک بھی میک اپ میں نہیں ہے“...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں ہال کا جائزہ لے رہی تھیں پھر اچانک

اس کے دماغ میں ایک کوندا سا لپکا۔ وہ تیزی سے مڑا اور اس کمرے میں داخل ہوگیا جہاں سے وہ ابھی نکل کر باہر آیا تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوا اور پھر تیزی سے سائیڈ کی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس دیوار پر ایک بڑی سی پینٹنگ لگی ہوئی تھی جس پر بے شمار گھوڑے ایک میدان میں دوڑتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ پینٹنگ کی سائیڈ میں ایک شیر کی تصویر تھی جو باقی تصویروں سے بڑی اور واضح تھی۔ شیر سر اٹھائے دھاڑتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے اس کی آنکھوں کی طرف دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی کہ شیر کی آنکھوں میں سے ایک آنکھ چمکدار تھی جبکہ دوسری آنکھ کی چمک ماند پڑ چکی تھی۔ جو آنکھ ماند تھی وہ قدرے اندر کی طرف دبی ہوئی تھی جیسے اس آنکھ کو کوئی خاص طور پر انگلی سے پریس کرتا رہا ہو۔ عمران نے شیر کی اس آنکھ کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک اسے تیز اور نامانوس سی بو کا احساس ہوا۔ اس نے یکلخت اپنا سانس روک لیا لیکن لاحاصل۔ بو کا اثر اس کے دماغ تک پہنچ چکا تھا۔ اس لئے اس کے دماغ میں اندھیرا چھانے لگا۔ اس نے سر جھٹک کر دماغ میں چھانے والا اندھیرا جھٹکنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ دوسرے لمحے وہ لہرایا اور خالی ہوتی ہوئی ریت کی بوری کی طرف نیچے گرتا چلا گیا۔ پھر جس طرح دور اندھیرے میں جگنو سا چمکتا ہے ایسا ہی ایک روشن نقطہ اس کے دماغ میں چمکا اور پھر تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔

عمران نے آنکھیں کھولیں اور آنکھیں کھولتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے اسے معلوم ہوگیا کہ وہ راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا ہے۔ عمران نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کہ اس کے تمام ساتھی اس کے دائیں بائیں راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے تھے۔ ان میں فور سٹارز شامل نہیں تھے۔ وہ شاید باہر ہی رہ گئے تھے۔

جیسے ہی اس کا شعور جاگا اس کے دماغ میں سابقہ منظر کسی فلم کی طرح گھومنے لگا۔ اسے یاد آ گیا کہ وہ ممبران کے ساتھ سیٹھ باقر کی رہائش گاہ پر آیا تھا جس کے بارے میں اسے چنگیز دادا سے معلوم ہوا تھا۔ سیٹھ باقر کی رہائش گاہ آنے سے پہلے عمران نے فون پر اس سے بات کی تھی اور اس نے خود کو افریقی بزنس مین ظاہر کیا تھا۔ سیٹھ باقر کے روپ میں بلیک ڈان ایک صنعت کار تھا۔ وہ چونکہ نایاب ہیروں کا بھی بزنس کرتا تھا اور اسے جہاں بھی نایاب ہیروں کا پتہ چلتا تھا وہ اسے خریدنے کے لئے بے تاب ہو جاتا تھا جو ہیرا اسے پسند آ جاتا تھا اس کے لئے وہ لاکھوں ڈالرز بھی خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتا تھا۔ عمران نے اسے بتایا تھا کہ اس کا نام صولت مرزا ہیرے والا ہے اور اس کی افریقہ میں ہیرے کی کئی کانیں ہیں۔ ایک کان سے اسے چند نایاب ہیرے ملے تھے جنہیں وہ خاص طور پر اسے فروخت کرنے کے لئے لایا تھا

کیونکہ اسے معلوم ہوا تھا کہ نایاب ہیروں کا اصل قدر دان پاکیشیا
کا سیٹھ باقر ہی ہے جو اسے منہ مانگی قیمت دے سکتا ہے اس لئے
وہ خصوصی طور پر اس سے ملنا چاہتا ہے تاکہ وہ نایاب ہیرے اسے
دکھا سکے۔ ہیروں کا سن کر سیٹھ باقر بے قرار ہو گیا تھا اور اس نے
فوری طور پر عمران سے ملنے کی خواہش کی تھی۔ اس نے عمران کو اپنی
رہائش گاہ سپریم ہاؤس میں ہی بلا لیا تھا جس کے نتیجے میں عمران
اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پوری تیاری کے ساتھ وہاں پہنچ گیا تھا۔

سپریم ہاؤس پہنچ کر عمران نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے عمارت
میں ہر طرف بی ایم بی گیس کے شیل فائر کرائے تھے جس سے
عمارت میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو گئے تھے اور ان کی بے
ہوشی طویل دورانئے کی تھی۔ ان میں سے کسی کو بھی اس وقت تک
ہوش نہیں آ سکتا تھا جب تک کہ انہیں اینٹی بی ایم بی انجکشن نہ لگا
دیئے جاتے۔ عمارت کے مکینوں کو بے ہوش کر کے عمران نے اپنے
ساتھیوں کو عمارت کے باہر ہی روک دیا تھا اور خود جولیا کے ساتھ
اندر آ گیا تھا۔ جہاں درجنوں مسلح افراد بے ہوش پڑے ہوئے
تھے۔ عمران، جولیا کے ساتھ عمارت کے رہائشی حصے کا دروازہ بم
سے اُڑا کر اندر داخل ہو گیا تھا اور پھر اس نے وہاں بے ہوش
ہونے والے افراد کو چیک کرنا شروع کر دیا کہ ان میں کون سیٹھ
باقر ہے جس کا اصل روپ بلیک ڈان کا ہے۔ عمران نے ایک ہال
میں موجود کمروں کی چیکنگ کی تھی لیکن اسے وہاں ایسا کوئی شخص

نہیں ملا تھا جس کے چہرے پر میک اپ کیا گیا ہو۔ وہ تمام کمرے
چیک کرنے کے بعد ہال میں آ گیا تھا اور پھر ہال میں آتے ہی
اس کے ذہن میں ایک کمرے میں لگی ہوئی ایک پینٹنگ کا خیال آ
گیا۔ اسے نجانے کیوں اس پینٹنگ کو دیکھ کر کچھ عجیب سا احساس
ہوا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ دوبارہ اس کمرے میں آ گیا تھا اور پھر اس
کمرے میں لگی ہوئی بھاگتے ہوئے گھوڑوں اور خاص طور پر ایک
کونے میں بنی ہوئی شیر کی پینٹنگ دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ اس شیر
کی ایک آنکھ کو انگلی سے بار بار پریس کیا گیا ہے جس کی وجہ سے
پینٹنگ میں موجود شیر کی وہ آنکھ اندر کی طرف دھنس گئی تھی۔ عمران
کے ذہن میں فوراً خیال پیدا ہوا کہ اس آنکھ میں کوئی خاص مکنیزم
لگا ہوا ہے جسے پریس کرنے سے یقیناً کمرے میں کوئی خفیہ راستہ
کھلتا ہو گا اور ممکن ہے کہ وہ جس بلیک ڈان کو ڈھونڈ رہا ہے وہ کسی
تہہ خانے میں بے ہوش پڑا ہو۔ اسی خیال کے تحت عمران نے اس
شیر کی آنکھ کو پریس کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اسے تیز
اور نامانوس سی بو کا احساس ہوا۔ اس نے فوراً سانس روکنے کی کوشش
کی تھی لیکن گیس انتہائی تیز اور زود اثر تھی جس نے فوراً اس کا دماغ
مفلوج کر دیا تھا اور وہ بے ہوش ہو کر گر گیا تھا۔ اس کے بعد کیا
ہوا تھا وہ نہیں جانتا تھا لیکن اب جب اسے ہوش آیا تو وہ ایک ہال
نما کمرے کے وسط میں راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا تھا۔ نہ صرف وہ
بلکہ اس کے ارد گرد اس کے تمام ساتھی اس کی طرح راڈز والی

کرسیوں پر جکڑے ہوئے تھے۔ ان سب کے سر ڈھلکے ہوئے تھے اور وہ بدستور بے ہوش تھے۔

عمران نے کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرے میں ان کے سوا کوئی نہیں تھا اور کمرہ ہر قسم کے سامان سے بھی عاری دکھائی دے رہا تھا۔ کمرے کی دیواریں بھی صاف تھیں۔ وہاں ایذا رسانی کے نئے یا پرانے کوئی آلات دکھائی نہ دے رہے تھے۔ عمران چاروں طرف دیکھتا ہوا سوچ رہا تھا کہ آخر اس عمارت میں ایسا کون شخص ہو سکتا ہے جو بے ہوش ہونے سے بچ گیا ہو اور اس نے ان کے خلاف جوابی کارروائی کرتے ہوئے گیس سے انہیں بے ہوش کیا ہو۔ بی ایم بی ایسی گیس تھی جو زمین کے اوپر اور زمین کے نیچے گہرائی تک جا کر اثر انداز ہوتی تھی اور تہہ خانوں میں بھی چھپے ہوئے افراد کو فوراً بے ہوش کر دیتی تھی۔ جس گیس کے اثر سے عمران بے ہوش ہوا تھا وہ ظاہر ہے خود تو پھیلی نہیں ہو گی اسے باقاعدہ فائر کیا گیا ہو گا لیکن یہ گیس وہاں فائر کس نے تھی اور اب جس طرح عمران کو اپنے ساتھ اپنے تمام ساتھی بھی بندھے ہوئے دکھائی دے رہے تھے اس سے عمران کو اندازہ ہو رہا تھا کہ یہاں کوئی تو ایسا تھا جو بی ایم بی گیس کے اثر سے بے ہوش ہونے سے بچ گیا تھا اور اس نے ہی نہ صرف عمران بلکہ اس کے ساتھی جو عمارت کے باہر موجود تھے ان سب کو بے ہوش کیا تھا اور پھر بے ہوشی کی ہی حالت میں انہیں یہاں لا کر راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دیا تھا۔ عمران ابھی یہ

سب سوچ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے اسے دائیں طرف بیٹھے ہوئے صفدر کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔ عمران نے چونک کر دیکھا تو صفدر کے جسم میں حرکت ہو رہی تھی اور پھر چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی اس نے عمران کی طرح بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا ہے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ میں یہاں کیسے پہنچ گیا۔ میں تو......'' صفدر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''تم بھی ویسے ہی یہاں پہنچائے گئے ہو جیسے مجھے یہاں لایا گیا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''اوہ۔ آپ ہوش میں ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''نہ صرف ہوش میں ہوں بلکہ تازہ دم اور پرجوش بھی ہوں''۔ عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے تم سے کافی پہلے ہوش آ گیا تھا اس لئے میرا دماغ فریش ہو چکا ہے۔ تم چونکہ ابھی ہوش میں آئے ہو اس لئے تمہارے دماغ میں ابھی یقیناً طوفانی لہریں اٹھ رہی ہوں گی۔ اس لئے میں تم سے پہلے فریش ہو چکا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ہم ہیں کہاں اور ہم یہاں کیسے پہنچ گئے''...... صفدر نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی سوال میں تم سے پوچھنے والا تھا۔ جولیا کے سوا تم، کیپٹن شکیل، تنویر اور فور سٹارز عمارت سے باہر تھے پھر تم یہاں کیسے آ گئے اور وہ بھی ایسی حالت میں کہ تمہارے ہوش و حواس ہی معطل ہو چکے تھے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ ہم سب آپ کی ہدایات کے مطابق باہر ہی رکے ہوئے تھے۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ عمارت کے عقبی حصے کی نگرانی کر رہا تھا پھر اچانک مجھے تیز اور انتہائی ناگوار بو سی محسوس ہوئی۔ بو کہاں سے آ رہی تھی۔ اس کا منبع کیا تھا اس کا مجھے علم نہیں ہے۔ اس بو کو محسوس کرتے ہی میں نے سانس روکنے کی کوشش کی لیکن بو انتہائی ژود اثر تھی۔ اس نے فوراً ہی میرے دماغ پر غلبہ پا لیا تھا اور پھر میرے دماغ میں اندھیرا چھا گیا۔ اب مجھے یہاں ہوش آیا ہے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم سب کو بھی چیک کر لیا گیا تھا اور ہم سب کو ایک ہی وقت میں ایک ہی گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا لیکن ہمارے درمیان فور سٹارز موجود نہیں ہیں۔ نجانے وہ کہاں ہیں''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ وہ بھی ہمارے ساتھ باہر ہی موجود تھے پھر اچانک وہ چاروں عمارت میں داخل ہو گئے تھے۔ میں نے صدیقی سے پوچھا کہ وہ آپ کی اجازت کے بغیر اندر کیوں جا رہے ہیں تو اس

نے کہا تھا کہ آپ کا حکم ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ اگر باہر زیادہ خطرہ نہ ہو تو وہ اندر آ کر حالات سنبھال لیں''...... عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ صفدر اس کی بات کا کوئی جواب دیتا اسی لمحے جولیا اور تنویر کے ساتھ ساتھ کیپٹن شکیل کے جسموں میں بھی حرکت پیدا ہوئی اور پھر ایک ایک کر کے ان سب کو ہوش آتا چلا گیا۔ ہوش میں آنے کے بعد ان کی حالت بھی عمران اور صفدر سے مختلف نہ ہوئی تھی۔ وہ سب حیران تھے کہ وہ یہاں کیسے پہنچ گئے۔ عمران کے پوچھنے پر ان سب نے بھی یہی کہا کہ وہ کسی تیز اور انتہائی ژود اثر گیس کی وجہ سے بے ہوش ہوئے تھے۔

''تم نے تو بتایا تھا کہ بی ایم بی گیس کے اثر سے زمین کے نیچے رینگنے والے کیڑے مکوڑے بھی بے ہوش ہو جاتے ہیں پھر یہاں ایسا کون شخص تھا جو گیس پروف تھا اور بی ایم بی گیس کا شکار ہونے سے بچ گیا تھا اور اس نے ہم سب کو جوابی گیس پھیلا کر بے ہوش کر دیا تھا''...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ اسی کا کام ہو سکتا ہے جس سے ملنے کے لئے ہم یہاں آئے تھے''...... عمران نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ بلیک ڈان''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ وہ سیٹھ باقر ہو یا بلیک ڈان۔ ایک ہی بات ہے''۔ عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تو کیا وہ بی ایم بی گیس سے بے ہوش نہیں ہوا تھا''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں اور اس کا ثبوت ہمارا یہاں ہونا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن اس نے ہمیں کیوں بے ہوش کیا تھا اور ہمیں یہاں راڈز والی کرسیوں پر جکڑنے کا اس کا کیا مقصد ہو سکتا ہے''...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اس کا جواب وہی دے سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن وہ ہے کہاں۔ یہاں تو کوئی دکھائی نہیں دے رہا ہے''۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کہیں ایسا تو نہیں کہ اس نے ہمیں بے ہوش کر کے یہاں لا کر جکڑ دیا ہو اور خود یہاں سے بھی فرار ہو گیا ہو''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نہیں۔ اگر اس کا مقصد یہاں سے فرار ہونا ہوتا تو وہ اس طرح ہمیں یہاں لا کر راڈز والی کرسیوں پر نہ جکڑاتا۔ وہ ہمیں ہلاک کر کے ہی یہاں سے نکل سکتا تھا''...... عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے انہیں سامنے موجود دروازے کی جانب سے تیز تیز چلتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑے۔

''شاید وہ آ رہا ہے۔ تم سب اپنے سر نیچے کر لو اور ایسے بن

جاؤ جیسے ابھی کسی کو ہوش نہ آیا ہو''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور اپنے سر ڈھلکا لئے۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور انتہائی مضبوط جسم کا مالک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے سیاہ سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے پیچھے چار مسلح افراد بھی اندر داخل ہوئے اور وہ پانچوں تیز تیز چلتے ہوئے ان کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ سیاہ سوٹ والے کا چہرہ بگڑا ہوا تھا اور وہ ان سب کو انتہائی تیز اور خوفناک نظروں سے گھور رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی کن انکھیوں سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے اور اس آدمی کو دیکھتے ہی عمران پہچان گیا تھا کہ یہ وہی لارڈ سکندر ہے جس سے اس نے سر سلطان کے ساتھ جا کر ملاقات کی تھی اور اب وہ میک اپ کر کے سیٹھ باقر کے روپ میں ہے جس کا اصل روپ کرائم کنگ بلیک ڈان کا ہے۔

''یہ تو ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے ہیں''...... بلیک ڈان نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ آپ نے انہیں فاس بلیم گیس سے بے ہوش کیا تھا۔ فاس بلیم گیس سے بے ہوش ہونے والے انسانوں کے جلد ہوش میں آنے کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں''...... اس کے ساتھ آنے والے ایک مسلح آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تو کب آئے گا انہیں ہوش''...... بلیک ڈان نے اسی انداز میں کہا۔

''جس طرح ان کے جسم ساکت ہیں اور ان کے سر ڈھلکے ہوئے ہیں انہیں دیکھ کر تو ایسا لگتا ہے کہ کئی گھنٹوں تک انہیں ہوش نہیں آ سکتا البتہ اگر آپ اجازت دیں تو اینٹی انجکشن لگا کر ہم انہیں ابھی ہوش میں لا سکتے ہیں''...... اسی آدمی نے کہا۔

''ٹھیک ہے جو کرنا ہے جلدی کرو۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ انہیں ہوش میں لاؤ تاکہ میں ان سے پوچھ سکوں کہ یہ کون ہیں اور یہاں کیا کرنے آئے تھے اور انہوں نے سپریم ہاؤس میں گیس شیل فائر کر کے سب کو بے ہوش کیوں کیا تھا''...... بلیک ڈان نے کہا۔

''لیس چیف۔ میں ابھی انہیں اینٹی انجکشن لگاتا ہوں''...... اس آدمی نے کہا تو بلیک ڈان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ آدمی مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''ان کی تلاشی لی تھی کسی نے''...... بلیک ڈان نے وہاں کھڑے باقی تین مسلح افراد کی طرف گھومتے ہوئے کرخت لہجے میں پوچھا۔

''لیس چیف۔ ہم نے ان کی تلاشی لی تھی اور ان کی جیبوں سے ملنے والا سارا سامان ہم نے سائیڈ روم میں رکھوا دیا ہے''۔ ایک مشین گن بردار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا ان کے پاس سے ہیرے بھی برآمد ہوئے ہیں''۔ بلیک ڈان نے پوچھا۔

''نو چیف۔ ان کے پاس کوئی ہیرا نہیں تھا''...... اسی آدمی نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کی کوئی آئیڈنٹٹی''...... بلیک ڈان نے پوچھا۔

''نو چیف۔ ان کے جیبوں سے ہمیں ان کی شناخت کا کوئی ثبوت نہیں ملا ہے البتہ ان کے پاس سائیلنسر لگے ریوالور اور جدید ساخت کے اسلحے کے ساتھ سفید رنگ کے سپرے کین بھی ملے ہیں جو نجانے کس مقصد کے لئے یہ سب ہی ساتھ لائے تھے''۔ اس آدمی نے کہا۔

''ہونہہ۔ نجانے یہ کون لوگ ہیں اور یہاں کیا کرنے آئے ہیں۔ یہ تو اتفاق ہی تھا کہ میں بنکر میں موجود تھا۔ بنکر چونکہ مکمل طور پر سیلڈ ہوتا ہے اس لئے وہاں کوئی گیس نہیں پہنچتی۔ بنکر میں ہونے کی وجہ سے میں اس گیس کے اثر سے محفوظ رہ گیا تھا ورنہ جس طرح انہوں نے عمارت کے اندر اور باہر موجود افراد کو گیس سے بے ہوش کیا تھا اسی طرح میں بھی بے ہوش ہو گیا ہوتا تو یہ مجھ تک پہنچ جاتے''...... بلیک ڈان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ بلیک ڈان ایک ایسے کمرے میں تھا جو واقعی چاروں طرف سے سیلڈ ہوتا ہے اور وہاں ہوا کی آمد و رفت کے لئے پائپ لگائے جاتے ہیں جو اس عمارت سے دور نکالے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہاں تک بی ایم بی گیس نہیں پہنچ سکتی تھی اس لئے اس روم میں ہونے والا آدمی بے ہوش نہیں ہو سکتا تھا۔ تہہ خانوں کے نیچے حفاظت کے لئے بنائے گئے ایسے بنکر میں

رہنے والے ایٹمی تابکاری کے اثرات سے بھی محفوظ رہ سکتے تھے۔

عمران نے چند لمحے توقف کیا اور پھر اس نے کراہتے ہوئے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ اس کے کراہنے کی آواز سن کر اور اسے آنکھیں کھولتا دیکھ کر بلیک ڈان چونک پڑا۔

''اوہ اوہ۔ اسے ہوش آ رہا ہے''...... بلیک ڈان نے کہا تو عمران یکلخت سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ میں یہاں کیسے آ گیا اور یہ سب کیا ہے''۔ عمران نے اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... بلیک ڈان نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''مم مم۔ میں صولت مرزا ہیرے والا ہوں''...... عمران نے خوف بھرے لہجے میں کہا جیسے اس ماحول میں خود کو دیکھ کر وہ بری طرح سے خوفزدہ ہو گیا ہو۔

''جھوٹ مت بولو نانسنس۔ اگر تم صولت مرزا ہو تو یہ بتاؤ کہ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے میری رہائش گاہ میں بے ہوش کر دینے والی گیس کیوں پھیلائی تھی''...... بلیک ڈان نے چیختے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''بے ہوشی کی گیس۔ یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ایک ایک کر کے عمران کے سب ساتھی ہوش میں آنا شروع ہو گئے کیونکہ اب جو آدمی اینٹی

انجکشن لینے گیا تھا وہ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتا تھا اور وہ بلا وجہ انجکشن لگانے کے موڈ میں نہیں تھے اسی لئے وہ سب اس آدمی کے واپس آنے سے پہلے ہی ہوش میں آ گئے تھے۔

''کیا تم عمران ہو''...... بلیک ڈان نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''عمران۔ یہ کون ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہاری باتیں اور تمہارے باتیں کرنے کا انداز اسی احمق جیسا معلوم ہو رہا ہے۔ بہرحال تم بتاؤ کہ تم نے یہ سب کیوں کیا ہے اور تم میری رہائش گاہ میں اس طرح زبردستی کیوں گھسے تھے''۔ بلیک ڈان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں میں زبردستی یہاں نہیں آیا تھا۔ اس لڑکی نے مجھے یہاں آنے پر مجبور کیا تھا''...... عمران نے جولیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو جولیا اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

''لڑکی نے۔ کیا مطلب''...... بلیک ڈان نے چونک کر کہا۔

''یہ مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہے لیکن مجھ سے شادی کرنے کے لئے اس نے شرط رکھی تھی کہ میں کسی بہت بڑے گھر میں، اس کے ساتھ جا کر ڈاکا ڈالوں۔ اس نے پہلے سے ہی تمہارا گھر دیکھ رکھا تھا اور اس نے مجھے مجبور کیا کہ میں اس گھر تک اس کے ساتھ آؤں اور پھر اس گھر میں ڈاکا ڈالوں اور جو کچھ بھی یہاں سے ملے

میں اسے دے دوں تاکہ یہ سارے سامان کو جہیز بنا کر میرے گھر لا سکے“...... عمران کی زبان چل پڑی۔

”یہ سب غلط ہے۔ میری چھٹی حس چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے کہ تم علی عمران ہو اور یہ تمہارے ساتھی۔ ان کا تعلق یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ بولو۔ سچ ہے یہ“...... بلیک ڈان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ یہ جھوٹ ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہونہہ۔ تو پھر سچ کیا ہے۔ بولو“...... بلیک ڈان نے غرا کر کہا۔

”وہی جو میں بتا چکا ہوں“...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ یہ بتاؤ کہ تم نے میرے ساتھیوں کو کس گیس سے بے ہوش کیا ہے۔ ابھی تک ان میں سے کسی ایک کو بھی ہوش نہیں آیا ہے“...... بلیک ڈان نے غراتے ہوئے کہا۔

”مجھے کیا معلوم۔ میں گیس ایکسپرٹ نہیں ہوں“...... عمران نے کہا۔

”اگر تم ایسی حماقت انگیز باتیں کرو گے تو میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہلاک کر دوں گا“...... بلیک ڈان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ کیا تمہارے باپ کا راج ہے یہاں جو تم ہمیں ہلاک کر دو گے“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”ہاں۔ یہ میری رہائش گاہ ہے اور اس رہائش گاہ میں میرا حکم چلتا ہے“...... بلیک ڈان نے کہا۔

”اگر یہاں تمہارا حکم چلتا ہے تو پھر تم ہمیں یہاں سے باہر نکال دو“...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”تم عمران ہو۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تم عمران ہو“۔ بلیک ڈان نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تم جو مرضی کہتے رہو۔ اس سے میری صحت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ میں جب مانوں گا ہی نہیں کہ میں عمران ہوں تو تم بھلا میرا کیا بگاڑ سکتے ہو“...... عمران نے کہا۔

”تم نے یہاں آ کر بہت بڑی غلطی کی ہے عمران۔ اب تم یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکو گے“...... بلیک ڈان نے کہا۔

”چلو اگر تم ہمیں مارنے پر اتنا ہی بضد ہو تو مارنے سے پہلے ہماری چند خواہشیں پوری کر دو“...... عمران نے کہا۔

”کیسی خواہشیں“...... بلیک ڈان نے پوچھا۔ اسی لمحے وہ آدمی واپس آ گیا جو ان سب کو ہوش میں لانے کے لئے مخصوص انجکشن لینے کے لئے گیا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک باکس تھا۔ ان سب کو ہوش میں دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔

”کیا یہ سچ ہے کہ باہر تمہارے جتنے بھی ساتھی ہیں وہ ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے ہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ ہم نے انہیں ہوش میں لانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے

لیکن ان میں سے کسی کو بھی ہوش نہیں آ رہا ہے“...... بلیک ڈان نے کہا۔

”اب تمہارے ساتھ صرف یہی چار افراد ہیں یا اور بھی افراد ہیں جو بے ہوش نہیں ہیں“......عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ اور کوئی نہیں ہے ان چاروں کے سوا“...... بلیک ڈان نے کہا۔

”گڈ۔ اب یہ بتاؤ کہ تم تو بنکر میں ہونے کی وجہ سے بے ہوش ہونے سے بچ گئے تھے۔ تمہارے یہ ساتھی کہاں تھے جو اس گیس سے بے ہوش نہیں ہوئے تھے“......عمران نے پوچھا۔

”انہیں میں نے باہر سے بلایا ہے“...... بلیک ڈان نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اب میں تم سے جو سوال پوچھنے والا ہوں اس کا مجھے صحیح صحیح اور سوچ سمجھ کر جواب دینا“......عمران نے کہا۔

”کیسا سوال“...... بلیک ڈان نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر کاظم کہاں ہے“...... عمران نے پوچھا تو بلیک ڈان یکلخت اچھل پڑا۔

”ڈاکٹر کاظم۔ کیا مطلب۔ کون ڈاکٹر کاظم“...... بلیک ڈان نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے صاف محسوس کیا تھا کہ بلیک ڈان جھوٹ

بول رہا ہے۔

”وہی ڈاکٹر کاظم جو تمہارے کہنے پر ناراک کی لیبارٹری سے کوڈ باکس چوری کر کے لایا تھا“......عمران نے کہا۔

”یو شٹ اپ نانسنس۔ میں کسی ڈاکٹر کاظم کو نہیں جانتا اور نہ ہی مجھے کسی کوڈ باکس کا پتہ ہے“...... بلیک ڈان نے چیختے ہوئے کہا۔

”تب تو تم اس بات سے بھی انکار کر دو گے کہ تم بلیک ڈان ہو“...... عمران نے کہا تو بلیک ڈان نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

”کون بلیک ڈان“...... بلیک ڈان نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”تم“......عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میں بلیک ڈان نہیں ہوں اور یہ بلیک ڈان ہے کون“۔ بلیک ڈان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میرے پاس تمہارے خلاف تمام ثبوت موجود ہیں بلیک ڈان۔ تم مجھ سے لارڈ پیلس میں لارڈ سکندر کے روپ میں ملے تھے۔ یہاں تم سیٹھ باقر ہو۔ تمہارے یہ دونوں روپ اصل نہیں ہیں“......عمران نے کہا۔

”ہونہہ۔ تو میرا اندازہ غلط نہیں ہے کہ تم عمران ہو“...... بلیک ڈان نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں عمران ہوں۔ کہو تو میں تمہیں اپنا پورا تعارف کرا دیتا ہوں''......عمران نے کہا۔

''یو شٹ اَپ نانسنس۔ مجھے تمہارے تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھے تم''...... بلیک ڈان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تو کس چیز کی ضرورت ہے۔ وہی بتا دو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ تم نے میرے آدمیوں کو کس گیس سے بے ہوش کیا ہے۔ مجھے ان سب کو ہوش میں لانا ہے اور بس''...... بلیک ڈان نے تلملاتے ہوئے کہا۔

''اس کے بعد ہمارے ساتھ کیا سلوک کرو گے''...... عمران نے پوچھا۔

''تم سب کی موت طے ہے۔ میری اصلیت جاننے والے یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتے ہیں''...... بلیک ڈان نے کہا۔

''اگر تم ہمیں ہلاک کرنے کا ارادہ کر ہی چکے ہو تو پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم تمہیں یہ بتاتے پھریں کہ تمہارے ساتھی کیسے ہوش میں آ سکتے ہیں''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اگر تم نے میرے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کا طریقہ نہ بتایا تو پھر میں تمہیں انتہائی اذیت ناک موت سے دوچار کرا دوں گا''...... بلیک ڈان نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''تم ہمیں بتا دو کہ تم نے ڈاکٹر کاظم کو کہاں چھپایا ہوا ہے تو ہم

تمہیں تمہارے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کا طریقہ بتا دیں گے''......عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ میں کہہ چکا ہوں۔ میں کسی ڈاکٹر کاظم کو نہیں جانتا''۔ بلیک ڈان نے غرا کر کہا۔

''تو پھر ہم بھی تمہارے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کا طریقہ نہیں بتا سکتے''......صفدر نے کہا۔

''تمہارا انجام خطرناک ہو گا''...... بلیک ڈان نے کہا۔

''کوئی پرواہ نہیں اور ہاں میں نے تمہاری رہائش گاہ میں بے ہوش افراد کو دیکھا ہے ان کی تعداد کسی بھی طرح سو سے کم نہیں ہے۔ وہ سب بے ہوش ہیں۔ انہیں ہم نے جس گیس سے بے ہوش کیا ہے ان کو ہوش میں لانے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ طریقہ صرف ہم جانتے ہیں۔ یہ بھی سن لو کہ اگر تمہارے ساتھیوں کو اگلے دو تین گھنٹوں تک ہوش میں نہ لایا گیا تو وہ اسی حالت میں ہلاک ہو جائیں گے۔ سو افراد کی مشترکہ موت تمہارے ہی گلے کا پھندہ بن جائے گی''...... عمران نے کہا تو بلیک ڈان اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔

''میں انہیں ہوش میں لانے کے لئے ڈاکٹروں کی پوری ٹیم یہاں بلا لوں گا''...... بلیک ڈان نے غراتے ہوئے کہا۔

''انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس نے بے ہوش کیا ہے بلیک ڈان اور انہیں ہوش میں لانے کا طریقہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی

جانتی ہے۔ اس لئے تم پاکیشیا سے تو کیا بیرون ملک سے بھی ڈاکٹروں کی ٹیم بلا لو گے تو وہ بھی تمہارے ساتھیوں کو ہوش میں نہ لاسکیں گے''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تم آخر مجھ سے چاہتے کیا ہو۔ کیوں خواہ مخواہ میرے پیچھے پڑ گئے ہو''...... بلیک ڈان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم ہمیں ڈاکٹر کاظم کے بارے میں بتا دو اور بس''...... عمران نے کہا تو بلیک ڈان اسے گھور کر رہ گیا۔

''ڈاکٹر کاظم یہاں نہیں ہے''...... بلیک ڈان نے کہا۔

''یہاں نہیں ہے تو پھر کہاں ہے وہ''...... عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''میں نہیں جانتا''...... بلیک ڈان نے منہ بنا کر کہا۔

''طوطے کی طرح ایک ہی رٹ لگائے رکھنے سے کچھ نہیں ہو گا بلیک ڈان۔ اگر تم اپنے سو سے زائد ساتھیوں کی زندگی چاہتے ہو تو ہمیں ڈاکٹر کاظم کا پتہ بتا دو ورنہ......'' اس بار عمران نے غراتے ہوئے کہا تو بلیک ڈان چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''ورنہ۔ کیا ورنہ۔ بولو''...... بلیک ڈان نے غرا کر کہا۔

''کچھ نہیں۔ پھر ہم خاموش ہو جائیں گے اور کیا''...... عمران نے یکلخت مسکرا کر کہا اور اسے گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے دیکھ کر بلیک ڈان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''سنو۔ ڈاکٹر کاظم واقعی یہاں نہیں ہے''...... بلیک ڈان نے

غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کہاں ہے۔ یہی تو میں بار بار تم سے پوچھ رہا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''وہ ایکریمیا میں ہی چھپا ہوا ہے''...... بلیک ڈان نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ایکریمیا میں کہاں''...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''میں نہیں جانتا۔ میں نے اسے یہاں لانے کی ہر ممکن کوشش کی تھی۔ اس کے لئے میں نے ہر راستہ کلیئر کر دیا تھا اور اس سے پہلے تین نقلی ڈاکٹر کاظم بنا کر انہیں ایکریمیا سے مختلف راستوں سے یہاں لایا تھا۔ اس کے بعد ڈاکٹر کاظم کو یہاں آنا تھا لیکن اس نے مجھے ڈاج دے دیا اور پاکیشیا آنے کی بجائے کوڈ باکس لے کر ایکریمیا میں کہیں روپوش ہو گیا''...... بلیک ڈان نے کہا۔

''اس سے اچھی اور کوئی کہانی ہے تو وہ بھی سنا دو۔ یہ کہانی مجھے ہضم نہیں ہو رہی ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''یہ کہانی نہیں حقیقت ہے۔ ڈاکٹر کاظم کی نیت میں فتور آ گیا ہے۔ وہ واقعی کوڈ باکس لے کر غائب ہو چکا ہے''...... بلیک ڈان نے کہا۔

''تم نے اس سے کوڈ باکس چوری کیوں کرایا تھا''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس کا جواب میں تمہیں لارڈ سکندر کے روپ میں دے چکا

ہوں۔ میں واقعی پاکیشیا کا مفاد چاہتا تھا اور پاکیشیا کے لئے ہی یہ گن حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ پاکیشیا کے پاس دفاع کے لئے جدید ترین اسلحہ ہو“...... بلیک ڈان نے کہا۔

”تمہارا ڈاکٹر کاظم سے پہلی بار رابطہ کیسے ہوا تھا اور اس نے تمہیں بی آر گن کے بارے میں کیسے بتایا تھا“...... عمران نے پوچھا۔

”وہ میرا دور کا رشتہ دار ہے اور میں جب بھی ایکریمیا جاتا تھا اس سے ایک دو بار میری ملاقات ضرور ہوتی تھی۔ اس نے ایک دن باتوں ہی باتوں میں مجھے بی آر گن کے بارے میں بتایا تھا۔ اس گن کی خاصیت سن کر میں حیران رہ گیا تھا اور چونکہ میں محب وطن ہوں اس لئے مجھے پہلا خیال یہی آیا تھا کہ ایسی گنیں پاکیشیا کے پاس ہونی چاہئیں تاکہ پاکیشیا مہنگے اور قیمتی میزائل بنانے کی بجائے ایسی سستی اور میزائلوں سے زیادہ طاقتور گنیں بنا سکے اور پاکیشیا کی طاقت میں اضافہ ہو جائے“...... بلیک ڈان نے کہا۔

”تم انٹرنیشنل کرائم کنگ بلیک ڈان ہو اور اس کے باوجود تم پاکیشیا کے مفاد کا سوچ رہے ہو۔ حیرت ہے“...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ میں کرمنل کنگ ضرور ہوں لیکن میں نے آج تک پاکیشیا کے خلاف کوئی کام نہیں کیا ہے۔ میرے کرائم کا سارا ریکارڈ بیرون ملکوں تک ہی محدود ہے“...... بلیک

ڈان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یا تو تم خود کو بہت ذہین سمجھتے ہو یا پھر تم یہی سمجھتے ہو کہ مجھ سے بڑا احمق اس دنیا میں کوئی نہیں ہے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب“...... بلیک ڈان نے چونک کر کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ تم نے بی آر گن پاکیشیا کے مفاد کے لئے نہیں بلکہ اپنی طاقت بڑھانے کے لئے حاصل کی ہے اور تم اس گن اور اس کے فارمولے کو دنیا کے سامنے پیش کر کے اس کی منہ مانگی قیمت وصول کرنا چاہتے ہو۔ میری اطلاع کے مطابق تم نے ایکریمیا، اسرائیل، کافرستان، گریٹ لینڈ، کرانس اور کئی سپر پاور ممالک سے رابطے کئے ہیں اور انہیں یہ گن دینے کی آفر کی ہے۔ تم نے اس گن کی قیمت دو ارب ڈالرز لگائی ہے۔ بولو۔ یہ غلط ہے“...... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو بلیک ڈان کے ساتھ اس کے ساتھی بھی چونک پڑے۔

”یہ جھوٹ ہے۔ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں نے بی آر گن کا سپر پاورز کے ساتھ سودا کیا ہے“...... بلیک ڈان نے غرا کر کہا۔

”ہمارے فارن ایجنٹوں نے ہمیں یہ رپورٹ دی ہے۔ دوسرے ممالک نے تو تمہاری آفر مسترد کر دی ہے لیکن ایکریمیا جہاں سے یہ گن چوری کی گئی ہے اس نے تمہیں ڈیڑھ ارب ڈالرز کی پیش کش کی ہے۔ وہ ہر صورت میں تم سے یہ یونیک گن اور اس کا فارمولا

حاصل کرنا چاہتا ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو بلیک ڈان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تم واقعی خطرناک انسان ہو۔ تم سے کچھ بھی نہیں چھپایا جا سکتا ہے''...... بلیک ڈان نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میری آنکھیں بلی سے زیادہ تیز ہیں''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''میں تمہاری آنکھیں نوچ لوں گا''...... بلیک ڈان نے کہا۔

''خواب دیکھنے پر کوئی کسی پر پابندی نہیں لگا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک ڈان اسے گھور کر رہ گیا۔

''بہرحال۔ تم سب کو چونکہ میرے ہاتھوں ہلاک ہونا ہے اس لئے میں تمہارے سامنے اس بات کا اقرار کر لیتا ہوں کہ میں نے واقعی بی آر گن پاکیشیا کے لئے نہیں بلکہ اپنے مفاد کے لئے حاصل کی تھی اور اس گن کو میں فروخت کر کے اربوں ڈالرز کمانا چاہتا تھا اور اب بھی ایسا ہی ہو گا''...... بلیک ڈان نے کہا۔

''ایسا تب ہو گا جب تم کوڈ باکس کھول سکو گے۔ تم ابھی تک اس باکس کو نہیں کھول سکے ہو''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''مجھے وہ باکس کھولنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ایکریمیا نے اس بات کی ذمہ داری لے لی ہے کہ میں کوڈ باکس ان کے حوالے کر دوں اسے کھلوانے کا وہ خود انتظام کر لیں گے''...... بلیک ڈان نے جواب دیا۔

''تو تم اب گن ایکریمیا کو ہی فروخت کرو گے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ اگر انہوں نے مجھے دو ارب ڈالرز دیئے تو۔ ورنہ جو میری ڈیمانڈ پوری کرے گا میں یہ گن اسے ہی دوں گا''...... بلیک ڈان نے کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ وہ کوڈ باکس تم مجھے دے دو۔ میں تمہیں دو ارب ڈالرز دے دیتا ہوں''...... عمران نے کہا تو بلیک ڈان بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم اور مجھے دو ارب ڈالرز دو گے۔ جانتے بھی ہو کہ دو ارب ڈالرز کتنی بڑی رقم ہے''...... بلیک ڈان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہاں جانتا ہوں۔ دو کے ساتھ دو صفر لگا دو تو دو ارب ڈالرز بن جاتے ہیں''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو بلیک ڈان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''اب بس۔ تم ضرورت سے زیادہ بول چکے ہو۔ میں اب تمہیں زندہ رکھنے کا کوئی رسک نہیں لے سکتا''...... بلیک ڈان نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا اب تم ہمیں ہلاک کرنا چاہتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تم میرے بارے میں اور کوڈ باکس کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہو اس لئے تم سب کا زندہ رہنا میرے لئے خطرناک ہو گا اور میں کسی خطرے کو پالنے کا شوق نہیں رکھتا''۔

بلیک ڈان نے منہ بنا کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم بے شک ہمیں ہلاک کر دو۔ ہم میں سے کسی کو اس بات پر اعتراض نہیں ہو گا۔ البتہ ہلاک کرنے سے پہلے مجھے ایک سوال کا جواب اور دے دو''...... عمران نے کہا۔

''کس سوال کا جواب''...... بلیک ڈان نے پوچھا۔

''یہ کہ کیا یہ سچ ہے کہ ڈاکٹر کاظم کا کوئی وجود نہیں ہے اور وہ تم ہی ہو جو ڈاکٹر کاظم کے روپ میں ناراک کی سپیشل لیبارٹری میں بطور سائنس دان کام کر رہے تھے اور تم نے خود ہی وہاں سے کوڈ باکس چوری کیا تھا''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو بلیک ڈان اس بار محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔ اس کے ساتھی بھی عمران کی بات سن کر بری طرح سے چونک پڑے تھے۔

''یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو''...... بلیک ڈان نے غرا کر کہا۔

''یہ بکواس نہیں حقیقت ہے۔ میرے پاس تمہارے بارے میں بہت سی معلومات ہیں۔ تمہارا اصل نام کیمرون ہے اور تم ایکریمین ہی ہو۔ ایکریمیا میں تم سپر لیبارٹری کے چیف تھے اور ایکریمین مفاد کے لئے کام کرتے تھے۔ سائنس دان ہونے کے باوجود تم میں کوئی قابلیت نہ تھی اور تم ایکریمیا کی اتنی بڑی لیبارٹری کے انچارج ہونے کے باوجود ایکریمیا کے لئے کوئی قابل ذکر ایجاد نہیں کر سکے تھے۔ تم نے اس لیبارٹری میں جتنے بھی تجربات کئے تھے وہ

سب ناکام ہوئے تھے اور تمہاری ان ناکامیوں کو دیکھتے ہوئے تمہیں لیبارٹری سے نکال دیا گیا تھا''...... عمران نے کہا تو بلیک ڈان کی آنکھوں سے چنگاریاں سی پھوٹنے لگیں۔

''یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ وہی سائنس دان ہے اور اسی نے ڈاکٹر کاظم کے روپ میں ناراک کی لیبارٹری سے کوڈ باکس چوری کیا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہیں بلیک ڈان کی تصویر دی تھی۔ اس تصویر کو ذہن میں لاؤ اور پھر اس کے چہرے اور خاص طور پر اس کی آنکھوں کو غور سے دیکھو۔ تمہیں اس کے میک اپ کے پیچھے وہی تصویر والا چہرہ دکھائی دے گا۔ جب مجھے وہ تصویر ملی تھی تو اس کے ساتھ مجھے اس کی پوری معلومات بھی فراہم کی گئی تھیں۔ جس سے اس کا حقیقت کھل کر میرے سامنے آ گئی تھی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ وہ تصویر اب میرے پاس ہے''...... بلیک ڈان نے غرا کر کہا۔

''ظاہر ہے۔ تمہارے ساتھیوں نے جب ہماری تلاشی لے کر ہماری جیبوں سے تمام چیزیں نکال لی تھیں تو بھلا وہ تصویر ہمارے پاس کیسے رہ سکتی تھی''...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ بلیک ڈان ہی ناراک کی لیبارٹری میں کام کر رہا تھا اور اسی نے وہاں سے کوڈ

باکس چوری کیا تھا‘‘...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

’’ڈاکٹر کاظم کا جو حلیہ اور تصاویر ہمیں دکھائی گئی ہیں ان تصاویر کے مطابق اس کا حلیہ اور قد کاٹھ اس پر فٹ بیٹھتا ہے۔ یہ چونکہ سائنس دان رہ چکا ہے اس لئے اس نے لیبارٹری سے الگ ہوتے ہی میک اپ کر لیا ہو گا اور ایک پاکیشیائی سائنس دان بن کر وہاں رہنا شروع ہو گیا تھا۔ پاکیشیائی سائنس دان جس کا نام ڈاکٹر کاظم تھا اس کا دور کا عزیز تھا۔ اس نے ڈاکٹر کاظم کے بارے میں جب سنا کہ وہ ناراک کی لیبارٹری میں کام کرتا ہے اور وہاں سے بڑی بڑی تنخواہیں لے رہا ہے تو اس کے ذہن میں ایک شیطانی خیال آیا۔ اس شیطانی خیال کو اس نے عملی جامہ پہناتے ہوئے ڈاکٹر کاظم کو ہلاک کیا اور اس کا میک اپ کر لیا اور پھر وہ ڈاکٹر کاظم کے روپ میں ایکریمیا کی سپیشل لیبارٹری میں پہنچ گیا اور اس نے ڈاکٹر کاظم کی تنخواہ حاصل کرنی شروع کر دی۔ اسی دوران اس لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر گرے کو ایک ایکریمین سائنس دان ڈاکٹر ڈگلس نے کوڈ باکس دیا جس کے بارے میں اسے علم ہو گیا تو اس نے فوری طور پر کوڈ باکس خود حاصل کرنے کا پروگرام بنا لیا اور پھر اس نے ایسا ہی کیا۔ اس نے ایکریمین ایجنسیوں کو ڈاج دینے کے لئے نقلی ڈاکٹر کاظم تیار کیا اور اسے پاکیشیا روانہ کر دیا اور خود کوڈ باکس لے کر پاکیشیا پہنچ گیا۔ ایکریمین ایجنسیاں اور پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرتی رہیں اور یہ اطمینان سے بیٹھا اس کوڈ

باکس کو کھولنے کی کوشش کرتا رہا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر ایکریمین ایجنسیاں اور پاکیشیائی ملٹری انٹیلی جنس کو کوئی ثبوت مل بھی گیا تو وہ ڈاکٹر کاظم کے پیچھے بھاگتے رہیں گے۔ ایک ڈاکٹر کاظم نقلی ثابت ہو گا تو اس کی جگہ دوسرا ڈاکٹر کاظم سامنے آ جائے گا اور کسی کو اس بات کا خیال ہی نہیں آئے گا کہ یہ سارا کام بلیک ڈان نے خود کیا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’یہ سب آپ کو معلوم کیسے ہوا‘‘...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

’’تصویروں کا موازنہ کر کے۔ اس کے علاوہ چیف نے ایکریمین فارن ایجنٹوں کو ڈاکٹر کاظم کی ایکریمیا میں موجود رہائش گاہ کو بھی چیک کرنے کا حکم دیا تھا۔ فارن ایجنٹوں نے ڈاکٹر کاظم کی رہائش گاہ چیک کی تو انہیں ڈاکٹر کاظم کی رہائش گاہ کے ایک باغ میں ان کی دفن شدہ لاش مل گئی۔ لاش کے ساتھ انہیں ڈاکٹر کاظم کا سیل فون بھی ملا تھا۔ جس کی میموری کارڈ میں بلیک ڈان کی اصل تصاویر اور اس کی ریکارڈ شدہ بہت سی باتیں تھیں جو ڈاکٹر کاظم ریکارڈ کرتا رہا تھا۔ تمام ثبوتوں کو سامنے رکھنے کے بعد میں نے گھنٹوں اس پر کام کیا تھا تب مجھ پر ڈاکٹر کاظم اور بلیک ڈان کی اصلیت کھلی تھی اور مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر کاظم والا سیٹ اپ بنانے والا بلیک ڈان ہی اصل کھلاڑی ہے جس نے ہم سب کو بھی احمق بنانے کی کوشش کی تھی‘‘...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

''تب تو یہ واقعی انتہائی ذہین اور شاطر انسان ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں میں ایسا ہی ہوں اور عمران تم میری توقع سے زیادہ خطرناک انسان ہو۔ اب تمہارا زندہ رہنا ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن''...... بلیک ڈان نے غراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر عمران مسکرا دیا۔

''کون ہلاک کرے گا ہمیں''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''یہ میرے ساتھی۔ یہ ابھی تم سب کو گولیوں سے بھون کر رکھ دیں گے''...... بلیک ڈان نے غرا کر کہا۔

''ان سے پوچھو کیا یہ ہمارا ساتھ دیں گے یا تمہارے حکم پر عمل کریں گے''...... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے پراسرار انداز پر جولیا اور اس کے ساتھی بھی حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگے جیسے وہ عمران کی بات سمجھ نہ پا رہے ہوں۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو''...... بلیک ڈان نے غرا کر کہا۔

''تم نے یہ بھی جھوٹ بولا ہے کہ تم نے ان چاروں کو باہر سے بلایا ہے جبکہ جب تم بنکر سے باہر آئے تھے تو رہائش گاہ میں تمہیں یہی چار ہوش میں ملے تھے۔ بولو۔ میں درست کہہ رہا ہوں نا''...... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ سچ ہے۔ یہ چاروں یہیں تھے''...... بلیک ڈان نے

منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اب سوچو کہ جس گیس نے تہہ خانے میں چھپے ہوئے افراد کو بھی بے ہوش کر دیا تھا تو پھر اس گیس کے اثر سے یہ چاروں کیسے بچ نکلے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''انہوں نے کوئی ایسی دوا لی ہوئی تھی جس کی وجہ سے ان پر اس گیس کا اثر نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے یہی بتایا تھا''...... بلیک ڈان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''خوب احمق بنایا ہے انہوں نے تمہیں''...... عمران نے کہا۔

''احمق۔ کیا مطلب''...... بلیک ڈان نے کہا۔

''دیکھو ان کی طرف''...... عمران نے کہا تو بلیک ڈان چونک کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا اور پھر یہ دیکھ کر اس کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا کہ اس کے ساتھیوں نے اچانک اپنے چہروں پر سے چٹکیاں بھر کر جھلیاں سی اتارنی شروع کر دی تھیں۔ جیسے ہی ان کے منہ سے میک اپ ماسک اترے یہ دیکھ کر بلیک ڈان اور عمران کے ساتھی بھی حیرت زدہ رہ گئے کہ وہ فور سٹارز تھے، صدیقی، نعمانی، خاور اور چوہان۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ۔ یہ تو میرے ساتھی نہیں ہیں۔ اس رہائش گاہ میں، میں اپنے تمام ساتھیوں کو پہچانتا ہوں''۔ بلیک ڈان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ تمہارے نہیں میرے ساتھی ہیں۔ میں نے انہیں یہ سب کرنے کا کہا تھا کہ اگر تم ہمیں سی سی کیمروں سے دیکھ رہے ہو تو تم یقیناً ایسا ہی کچھ کرنے کی کوشش کرو گے جیسا کہ تم نے کیا تھا۔ میرے ان چار ساتھیوں نے ایسی گولیاں کھا رکھی تھیں جن کی وجہ سے ان پر کوئی بھی گیس اثر نہیں کر سکتی تھی۔ جب تم بنکر سے باہر آئے تو یہ چاروں تمہارے سامنے آ گئے اور تم نے ان کی باتوں پر یقین کر لیا۔ تم جیسے شاطر انسان کو سامنے لانے اور قابو کرنے کے لئے یہ ساری پلاننگ کر کے ہی میں یہاں آیا تھا''۔ عمران نے کہا تو بلیک ڈان ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ فور سٹارز نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنوں کا رخ بلیک ڈان کی طرف کر دیا۔

''اب یہ یہاں سے بھاگ نہیں سکے گا۔ ہمیں کرسیوں سے آزاد کرو تاکہ میں بلیک ڈان کی مزاج پرسی کر سکوں۔ ابھی ہم نے اس سے کوڈ باکس بھی حاصل کرنا ہے''...... عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کی طرف بڑھا تاکہ وہ کرسیوں کے پیچھے لگے ہوئے بٹن پریس کر کے انہیں راڈز سے نجات دلا سکے۔ اس نے عمران کی کرسی کے پیچھے آ کر بٹن پریس کیا تو کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ عمران کی کرسی کے راڈز غائب ہوتے چلے گئے اور عمران آزاد ہو گیا۔ راڈز والی کرسی سے آزاد ہوتے ہی عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ صدیقی جولیا کی کرسی کی

طرف بڑھا۔ اس سے پہلے کہ وہ جولیا کی کرسی کے عقب میں موجود بٹن پریس کر کے اسے رہائی دلاتا اچانک دروازہ کھلا اور دو افراد اچھل کر اندر داخل ہوئے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ ان دونوں کو دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ ان میں ایک مرد تھا اور ایک عورت۔

''خبردار جو جہاں ہے وہیں رک جائے ورنہ ہم سب کو گولیوں سے بھون دیں گے''...... مرد نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''ان کی کمی تھی بس''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کون ہیں یہ''...... جولیا نے سرگوشیانہ لہجے میں پوچھا۔

''ایکریمین ایجنٹ، کارٹر اور لیزا''...... عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

لیزا اور کارٹر نے کار سپریم ہاؤس کے عقب میں روکی اور پھر وہ دونوں کار سے نکل کر باہر آ گئے۔ ان کے پیچھے ایک جیپ رکی تھی۔ جیپ میں دس مسلح افراد موجود تھے۔ جیپ میں موجود افراد بھی اپنا اسلحہ سنبھال کر نیچے اتر آئے۔ کارٹر اور لیزا کار سے نکلے تو جیپ سے اترنے والا ایک آدمی تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

''نیلسن کیا یہی وہ رہائش گاہ ہے جہاں بلیک ڈان، سیٹھ باقر کے میک اپ میں موجود ہے''...... اسے دیکھ کر کارٹر نے پوچھا۔

''یس باس۔ ہم اس رہائش گاہ کے عقبی حصے میں موجود ہیں''۔ نیلسن نے جواب دیا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ بلیک ڈان یہیں موجود ہے''...... لیزا نے پوچھا۔

''ہاں۔ وہ یہیں ہیں کیونکہ ہمیں جن سات رہائش گاہوں کے

ایڈریس ملے تھے ان میں سے چھ پر ابھی تک کوئی نہیں پہنچا جبکہ اس رہائش گاہ میں جسے سپریم ہاؤس کہا جاتا ہے میں سیٹھ باقر آج ہی پہنچا ہے۔ یہاں اس نے یہی بتایا ہے کہ وہ آج ہی ایکریمیا سے خصوصی فلائٹ میں آیا ہے جبکہ ہماری معلومات کے مطابق کسی سیٹھ باقر نے ایکریمیا سے پاکیشیا تک کا سفر ہی نہیں کیا ہے''...... کارٹر نے لیزا کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ یہاں اکیلا رہتا ہے''...... لیزا نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہاں اس نے اپنی حفاظت کا بندوبست کر رکھا ہے۔ اس کی رہائش گاہ کے اندر مسلح افراد بھرے ہوئے ہیں جو ہمارے مشن میں رکاوٹ بن سکتے ہیں لیکن ہم اپنی پوری تیاری سے آئے ہیں۔ ہم ان تمام مسلح افراد کا مقابلہ کریں گے اور انہیں ہلاک کرتے ہوئے سیٹھ باقر۔ میرا مطلب ہے بلیک ڈان تک پہنچ جائیں گے''...... نیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن ہم عمارت کے اندر کیسے جائیں گے۔ یہاں تو خاصی اونچی دیواریں ہیں''...... لیزا نے عمارت کی اونچی دیواروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم اپنے ساتھ سائلنٹ بم لائے ہیں۔ ان بموں کی مدد سے ہم یہ سامنے والی دیوار اُڑائیں گے اور پھر فوراً اندر داخل ہو جائیں گے۔ اندر ہمیں جو بھی دکھائی دیا انہیں ہم بموں اور گولیوں سے اُڑا دیں گے''...... نیلسن نے کہا۔

"سائلنٹ بموں سے تمہاری کیا مراد ہے"...... لیزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ خصوصی ساخت کے بم ہیں جن میں ایک خاص قسم کی گیس بھری ہوتی ہے۔ بم سے پہلے گیس نکلتی ہے اور پھر یہ بلاسٹ ہوتا ہے۔ گیس نکلنے کی وجہ سے بم سے ہونے والے دھماکے کی آواز پیدا نہیں ہوتی۔ یہ سمجھ لیں کہ گیس دھماکے کی آواز کو اپنے اندر سمو لیتی ہے اور ہلکی سی دھمک کے ساتھ کنکریٹ کی طاقتور دیوار کے بھی پرخچے اُڑ جاتے ہیں"...... نیلسن نے کہا۔

"گڈ۔ ایسے نئے ساخت کے بموں کے بارے میں، میں نے پہلی بار سنا ہے"...... لیزا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ یہ روسیاہ کی ایجاد ہیں جنہیں ہم نے خاص طور پر یہاں اسمگل کیا تھا"...... نیلسن نے جواب دیا۔

"اب باتیں چھوڑو اور کام کرو۔ جلد سے جلد اس دیوار کو تباہ کرو تاکہ ہم اندر داخل ہوسکیں"...... کارٹر نے کہا۔

"یس باس"...... نیلسن نے کہا اور وہ پلٹ کر واپس جیپ کی طرف گیا اور جیپ کی ایک سیٹ کے نیچے سے چمڑے کا ایک تھیلا نکال کر لے آیا۔ اس نے تھیلا کھولا اور ایک راڈ سا باہر نکال لیا۔ راڈ کے سرے پر دو گول ویٹ لگے ہوئے تھے۔ اس نے ان سب کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا اور پھر اس نے تھیلا اپنے کاندھے پر لٹکایا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے راڈ پر لگے ہوئے ایک بٹن کو پریس کر

دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا اسی لمحے راڈ کے کناروں پر لگے ہوئے ویٹ سرخ بلبوں کی طرح روشن ہو گئے۔ نیلسن نے راڈ سامنے دیوار کی جڑ میں پھینکا اور تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"سب تیار رہو۔ جیسے ہی یہ دیوار تباہ ہو گی ہم مشین گنیں لے کر فوراً اندر داخل ہو جائیں گے اور اندر جو نظر آئے گا اسے ہلاک کر دیا جائے گا"...... نیلسن نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ وہ سب جیپ کے پیچھے آ کر چھپ گئے۔ کارٹر اور لیزا کار کے عقب میں چھپ گئے تھے۔ ابھی چند لمحے ہی گزرے ہوں گے کہ اچانک انہوں نے دور سے اس راڈ کے سروں کو ٹوٹتے اور ان میں سے دھواں سا نکل کر دیوار کے پاس پھیلتے دیکھا پھر اچانک تیز چمک پیدا ہوئی اور ہلکی سی دھمک کے ساتھ انہوں نے دیوار کے پرخچے اُڑتے دیکھے۔ ایک لمحے میں دیوار کا ایک حصہ یوں غائب ہو گیا تھا جیسے جادو سے اسے غائب کر دیا گیا ہو۔

"گو۔ گو"...... نیلسن نے چیختے ہوئے کہا اور خود بھی مشین گن سنبھال کر تیزی سے ٹوٹی ہوئی دیوار کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے ساتھی بھی جیپ کے پیچھے سے نکلے اور دیوار کی طرف لپکے اور پھر وہ تیزی سے اچھل اچھل کر ٹوٹی ہوئی دیوار کی دوسری طرف دوڑتے چلے گئے۔ لیزا اور کارٹر نے بھی مشین پسٹل سنبھال لئے تھے۔ وہ کار کے پیچھے سے نکلے اور تیز تیز چلتے ہوئے ٹوٹی ہوئی دیوار کی

طرف بڑھتے چلے گئے اور پھر وہ دیوار کے پاس آ کر رک گئے۔

''حیرت ہے۔ ہمارے ساتھیوں نے اندر جا کر ابھی تک فائرنگ کرنی شروع کیوں نہیں کی۔ کیا ان کی مشین گنیں بھی سائلنٹ ہیں''...... لیزا نے کہا۔

''نہیں۔ ان کی مشین گنیں سائلنٹ نہیں ہیں''...... کارٹر نے کہا۔

''تو پھر اندر سے گولیاں چلنے کی آوازیں کیوں سنائی نہیں دے رہیں۔ تم نے تو کہا تھا کہ اندر مسلح افراد کافی تعداد میں موجود ہیں''...... لیزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی میں سوچ رہا ہوں''...... کارٹر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ انہیں نیلسن بھاگ کر اس طرف آتا دکھائی دیا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی۔

''کیا ہوا۔ تم اس قدر حیرت زدہ کیوں ہو''...... قریب آنے پر کارٹر نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''لگتا ہے یہاں ہم سے پہلے ہی کسی اور نے کارروائی کر دی ہے''...... نیلسن نے جواب دیا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ کیسی کارروائی''...... لیزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اندر بے شمار مسلح افراد موجود ہیں لیکن وہ سب کے سب بے ہوش پڑے ہوئے ہیں''...... نیلسن نے کہا تو وہ دونوں ایک بار پھر

چونک پڑے۔

''بے ہوش پڑے ہیں۔ یہ کیسے ہو گیا''...... کارٹر نے کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ آپ خود ہی آ کر دیکھ لیں''...... نیلسن نے کہا تو کارٹر اور لیزا تیزی سے اندر کی طرف بڑھے اور پھر وہ نیلسن کے ساتھ چلتے ہوئے جیسے ہی اندر داخل ہوئے انہیں جگہ جگہ آدمی ٹیڑھے میڑھے انداز میں گرے ہوئے دکھائی دیئے۔ ان کے پاس مشین گنیں بھی دکھائی دے رہی تھیں۔ ان بے ہوش افراد کو دیکھ کر کارٹر اور لیزا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ فرنٹ کی طرف آئے تو انہیں لان اور برآمدے میں بھی بے شمار افراد اسی طرح پڑے ہوئے دکھائی دیئے۔ برآمدے کی طرف رہائشی حصے کا ایک فولادی دروازہ تھا جو ٹوٹا ہوا تھا۔ اس دروازے کی حالت دیکھ کر صاف اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ اسے بم مار کر اڑایا گیا ہے۔

''اوہ گاڈ۔ یہ کیا ہو گیا۔ ہم سے پہلے یہاں کون آیا تھا جس نے یہ سب کیا ہے''...... لیزا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''لگتا ہے کوئی اور بھی تھا جو بلیک ڈان کے پیچھے لگا ہوا تھا اور اس نے ہم سے پہلے یہاں آ کر یہ کارروائی کی ہے''...... کارٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی اور غصے کے تاثرات تھے۔

''تم سب یہیں رکو۔ میں اور لیزا اندر جاتے ہیں''...... چند لمحوں بعد کارٹر نے نیلسن سے مخاطب ہو کر کہا تو نیلسن نے اثبات

میں سر ہلا دیا۔ کارٹر نے لیزا کو ساتھ لیا اور وہ دونوں ٹوٹے ہوئے فولادی دروازے سے اندر داخل ہو گئے۔ اندر بھی جگہ جگہ بے ہوش افراد موجود تھے۔ بے ہوش افراد کو دیکھ کر ان کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔ مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے تو انہیں ایک دیوار اپنی جگہ سے ہٹی ہوئی دکھائی دی۔ اس دیوار سے سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ کارٹر نے لیزا کو اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں مشین پسٹل سنبھال کر احتیاط سے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک تہہ خانے میں موجود تھے۔ تہہ خانے میں بھی انہیں چند کمرے دکھائی دیئے جن کے دروازے بند تھے۔ وہ تہہ خانوں کے کمروں کے دروازوں پر کان لگا کر سننے لگے اور پھر انہیں ایک کمرے سے ایک آواز آتی ہوئی سنائی دی۔ دونوں تیزی سے اس کمرے کے دروازے کی دیوار کے ساتھ آ کر لگ گئے اور اندر کی باتیں سننے لگے۔ اندر سے آنے والی آواز عمران کی تھی جو بلیک ڈان کو بتا رہا تھا کہ وہی اصل میں ڈاکٹر کاظم ہے جس نے ایکریمیا کی سپیشل لیبارٹری سے کوڈ باکس چوری کیا تھا۔ عمران اور بلیک ڈان کی باتیں سن کر وہ دونوں حیران رہ گئے۔ اور پھر جب عمران اور بلیک ڈان خاموش ہوئے تو ان دونوں نے دروازہ کھولا اور مشین پسٹل لے کر تیزی سے اندر داخل ہو گئے۔

''خبردار جو جہاں ہے وہیں رک جائے ورنہ ہم سب کو گولیوں سے بھون دیں گے''...... کارٹر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

انہیں اس طرح اندر آتے دیکھ کر اندر موجود تمام افراد بری طرح سے چونک پڑے تھے۔

''تم اپنا اسلحہ گرا دو۔ ورنہ''...... لیزا نے فور سٹارز کے ہاتھوں میں مشین گنیں دیکھ کر چیختے ہوئے کہا تو ان چاروں نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ یوں جھک گئے جیسے وہ مشین گنیں نیچے رکھ رہے ہوں لیکن دوسرے لمحے کارٹر اور لیزا بری طرح سے چونک پڑے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے اچانک تیز تڑتڑاہٹ ہوئی اور ان دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں میں گرم سلاخیں اترتی جا رہی ہوں۔ فور سٹارز نے مشین گنیں نیچے رکھتے ہوئے مشین گنوں کے رخ ان کی جانب کئے اور پھر انہوں نے ایک ساتھ ان پر فائرنگ کر دی۔ لیزا اور کارٹر کو کچھ سمجھنے کا موقع ہی نہ ملا تھا اور وہ دونوں اچھل اچھل کر فرش پر گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آ گئے آپ"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ آ ہی گیا ہوں مگر آیا بڑی مشکلوں سے ہوں"...... عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مشکل سے کیوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"مسلسل بھاگ دوڑ کر کے میری ٹانگیں شل ہو گئی ہیں اور میں پچھلے دو روز سے جاگ رہا ہوں۔ اس طرف آتے ہوئے مجھ سے کار بھی نہیں چلائی جا رہی تھی۔ کار کبھی دائیں طرف مڑ جاتی تھی اور کبھی بائیں طرف۔ کئی بار ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا تھا اور آخر کار میں یہاں پہنچ گیا"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"کوڈ باکس کہاں ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میں اسے رانا ہاؤس چھوڑ آیا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"رانا ہاؤس میں کیوں اور اس کے کوڈ کا کیا بنا ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اس میں کوڈ والا کوئی چکر نہیں تھا۔ ڈاکٹر گرے نے کوڈ کا ڈاج دینے کے لئے چکر چلایا تھا"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر وہ باکس آپ نے کیسے کھول لیا"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے دو راتیں جاگ کر اس باکس کو چیک کیا تھا۔ اس باکس کے نچلے حصے میں دو باریک سے سوراخ بنے ہوئے تھے۔ جب میں باکس کا کوڈ ٹریس کرنے میں ناکام ہو گیا تو میں نے ان باریک سوراخوں پر توجہ دینی شروع کر دی اور پھر میں نے ان سوراخوں میں کامن پنیں ڈال کر انہیں ایک ساتھ دبایا تو اچانک باکس کھل گیا۔ جس سے مجھے پتہ چل گیا کہ باکس کسی کوڈ سے نہیں بلکہ ان سوراخوں میں لگے ہوئے لاک سے کھلتا ہے جو باریک کامن پنوں سے ہی کھولا جا سکتا ہے۔ باکس سے گن اور اس کا فارمولا نکال کر میں نے اسے چیک کیا اور پھر میں نے اسے جوزف کے سپرد کر دیا۔ وہ جلد ہی دونوں چیزیں سر داور تک پہنچا دے گا اور ڈاکٹر داور بی آر گن پر کام کرنا شروع کر دیں گے"...... عمران نے کہا۔

چونکہ عمران بلیک ڈان کو قابو کر چکا تھا اور فور سٹارز نے کارٹر اور لیزا کو بھی ہلاک کر دیا تھا اس لئے بلیک ڈان نے عمران کے ہاتھوں

کچھ دیر اذیت اٹھانے کے بعد کوڈ باکس اس کے حوالے کر دیا تھا جسے اس نے سپریم ہاؤس میں ہی چھپایا ہوا تھا۔ اس سے کوڈ باکس حاصل کرتے ہی تنویر نے اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا اور پھر وہ سب کارٹر کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے وہاں سے نکل آئے تھے۔

عمران نے بلیک زیرو کو ساری باتیں تفصیل سے بتا دیں۔

''میں نے ممبران کو کارٹر اور لیزا کی رہائش گاہ میں چیکنگ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ کیا انہوں نے وہاں جا کر چیکنگ کی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ وہاں سے ان کے دستاویزات اور ایک عجیب سی ڈیوائس ملی ہے۔ ڈیوائس کے ساتھ ایک نوٹ بھی تھا جس پر لکھا ہوا ہے کہ اس ڈیوائس سے کیا کام لیا جا سکتا ہے۔ نوٹ کے مطابق اس ڈیواس سے یہ پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ کوڈ باکس غلط کوڈ لگانے سے تباہ ہوا ہے یا نہیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اطمینان بھرے انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔ کوڈ باکس اور ڈیوائس بھی اس کے ہاتھ لگ چکی تھی اب وہ مطمئن تھا کہ کوڈ باکس کے حصول کے لئے وہاں کوئی ایجنٹ نہیں آئے گا۔ بلیک زیرو نے اسے بتایا کہ کارٹر اور لیزا کے ٹھکانے پر سے انہیں روسیاہ کے ایجنٹ کی لاش بھی ملی تھی۔

''چلو۔ یہ قصہ تمام ہوا۔ اب بی آر جی اور اس کا فارمولا ہمارے پاس ہے۔ جس کا فائدہ سرداور ہی اٹھا سکتے ہیں۔ اب تم

اس کیس کا فوراً ایک بڑا سا چیک بناؤ اور مجھے دے دو تاکہ میں سلیمان پاشا کو خوش کر سکوں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''اگر وہ خالی چیک دیکھ کر خوش ہو سکتا ہے تو میں آپ کو دو چیک دے دیتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''خالی چیک۔ کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''یہ مشن آپ نے اپنے ہی ملک میں مکمل کیا ہے اور کسی دوسرے ملک جا کر بھاگ دوڑ نہیں کی اس لئے لوکل مشن مکمل کرنے پر آپ کو کوئی چیک نہیں دیا جا سکتا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ تو زیادتی ہے''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ یہ حقیقت ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو تم مجھے چیک نہیں دو گے''...... عمران نے مصنوعی غصے سے کہا۔

''نہیں''...... بلیک زیرو نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ میں ابھی اور اسی وقت یہاں دھرنے پر بیٹھ جاتا ہوں۔ میں اس وقت تک یہاں سے نہیں اٹھوں گا جب تک تم مجھے بھاری بھرم چیک نہیں دو گے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔

''آپ کا یہ احتجاج ایکسٹو کے سامنے کسی کام نہیں آئے گا''۔

بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

''تو میں ایکسٹو کو ہی ہلاک کر دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''کون سے ایکسٹو کو اصل ایکسٹو کو یا ڈمی کو''..... بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

''ظاہر ہے اصل ایکسٹو کو، ڈمی کو مارنے سے کیا ہو گا''۔ عمران نے بے چارگی سے کہا۔

''گولی مارنے سے بہتر ہے کہ اصل ایکسٹو اپنے اکاؤنٹ کا چیک بنا لے اور لے جا کر سلیمان کو دے دے۔ اس سے اصل ایکسٹو بھی خوش ہو جائے گا اور ڈمی بھی اور آپ کا بے چارہ ملازم سلیمان بھی خوش ہو جائے گا''...... بلیک زیرو نے کہا تو اس کے سلیمان کو بے چارہ کہنے پر عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد